ماہنامہ حکمتِ قرآن، اپریل ۱۹۸۹ء

ماہنامہ حکمتِ قرآن لاہور

اشاعتِ خصوصی

بموقع

سترھواں سالانہ اجلاسِ عام

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

مشتمل بر

"وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"

یعنی دعوت رجوع اِلی القرآن

کی ساڑھے تیئس ۲۳ سالہ مساعی کا جائزہ

از

ڈاکٹر اسرار احمد

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

اِن شاءَ اللہ ——— اِس سال

رمضان مبارک میں نماز تراویح

کے ساتھ

دورۂ ترجمۂ قرآن

کی ذمّہ داری

★

ڈاکٹر اسرار احمد

جامع مسجد ملحق **پاکستان سنٹر ابوظبی** میں سرانجام دیں گے

★

جبکہ جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور

میں یہ ذمّہ داری **پروفیسر حافظ احمد یار** استاذ قرآن اکیڈمی

سرانجام دیں گے، اور

کراچی میں یہ پروگرام اِس صورت میں ہو گا کہ

ترجمۂ قرآن ڈاکٹر صاحب کے TAPES سے

سنایا جائے گا ——— اور نماز تراویح

حافظ محمّد رفیق، رفیق قرآن اکیڈمی

پڑھائیں گے

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

(البقرۃ: ۲۶۹)

ماہنامہ

حکمتِ قرآن

لاہور

جاری کردہ: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ایم اے، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، مرحوم
مدیر اعزازی: ڈاکٹر ابصار احمد ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی
معاون مدیر: حافظ عاکف سعید، ایم اے (فلسفہ)
مینجنگ ایڈیٹر: اقتدار احمد

جلد ۸ | مارچ۔ اپریل ۱۹۸۹ء، شعبان۔ رمضان ۱۴۰۹ھ | شمارہ ۳،۴

— یکے از مطبوعات —
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
۳۶۔ کے۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور فون: ۸۵۶۰۰۳
کراچی آفس: ۱۱ داؤد منزل متصل شاہ بکری۔ شاہراہ لیاقت کراچی فون: ۲۱۶۵۸۶

سالانہ زرِ تعاون ۴۰/- روپے فی شمارہ ۴/- روپے
مطبع: آفتاب عالم پریس، ہسپتال روڈ لاہور
اس شمارے کی قیمت ۱۰/ روپے

فہرست

★ "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" ۳

★ دعوت رجوع الیٰ القرآن کے اہم
سنگ ہائے میل — دورِ اوّل ۱۲

۱۔ مطالعۂ قرآن حکیم کا ایک منتخب نصاب ۱۳

۲۔ لاہور کے 'حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن' اور
اتوار کی صبح کا مرکزی درس ۱۸

۳۔ 'دارالاشاعت الاسلامیہ' اور
سلسلۂ مطبوعات قرآن اکیڈمی ۳۲

★ دعوت رجوع الیٰ القرآن کا 'دورِ ثانی' اور
'مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' کا قیام ۴۴

★ دعوتِ قرآنی کی اندرون ملک توسیع' اور
'تنظیم اسلامی' کا قیام ۴۹

● لاہور میں دعوت کی وسعت ۵۱

● نوجوان میدانِ عمل میں ۵۳

● تنظیم کی جانب پیش قدمی ۵۴

● انجمن اور تنظیم کے ضمن میں ایک وضاحت ۵۶

● متفرقات ۶۰

★ تیسرے دور کا آغاز ۶۳

★ حرف آخر : ایک ذاتی محرومی ۶۴

★ انتخاب از دس سالہ رپورٹ انجمن خدام القرآن ۶۵

★ طوفانی دوروں کی تین مثالیں ۹۷

★ رپورٹ کارگذاری انجمن خدام القرآن سال ۸۸-۸۹ء ۱۱۳

اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ

ان سطور کا عاجز و ناچیز راقم اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے کہ اس تعالیٰ نے کمالِ فضل و کرم سے اوّلاً اپنے اس بندۂ حقیر کو اوائلِ عمر ہی سے اپنے کلام پاک سے ذہنی مناسبت اور قلبی اُنس عطا فرما دیا ـــــ اور ثانیاً تعلیم و تعلّمِ قرآن کے ضمن میں اُس کی حقیر مساعی کو اس درجہ بار آور اور مشکور و مقبول بنا دیا کہ اُس کے نام کو دنیا بھر میں کم از کم اردو بولنے والوں کی حد تک "دعوت رجوع الی القرآن" کے جلی عنوان کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

یہ دعوتِ رجوع الیَ القرآن اور تحریکِ تعلیم و تعلّمِ قرآن گذشتہ تیئیس چوبیس سالوں کے دوران جن جن مراحل سے گذری[1] اور اس اثنا میں اُس نے جو نشاناتِ راہ نصب کیے اُن کا متفرق تذکرہ وقتاً فوقتاً "حکمتِ قرآن" اور "میثاق" میں ہوتا رہا ہے، تاہم اس موقع پر جب کہ یہ دعوت و تحریک ربع صدی مکمل کیا چاہتی ہے، اور "مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور" بھی اپنا ستھواں سالانہ اجلاس منعقد کر رہی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ایک مختصر مگر جامع رُوداد بھی مرتّب کر دی جائے، اور اس کے اب تک کے ثمرات و نتائج کا ایک سرسری جائزہ بھی لے لیا جائے تاکہ ایک جانب حکمِ خداوندی: " وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ " کی تعمیل ہو جائے، اور دوسری جانب نہ صرف یہ کہ موجودہ رفقاء و احباب اور اعوان و انصار کی ہمّت افزائی ہو، بلکہ اس راہ کے آئندہ مسافروں کو بھی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کا سامان ملے۔

لاہور سے گیارہ سال باہر رہنے کے بعد، جب راقم اواخر ۱۹۶۵ء میں دوبارہ واردِ

---

[1] ہمارا خاندان نومبر ۱۹۴۷ء میں حصار (مشرقی پنجاب، حال ہریانہ) سے آگ اور خون (باقی اگلے صفحہ پر)

لاہور ہوا ، تو اس کے پیشِ نظر اصل مقصد تجدید و احیائے دین کی اُسی اصولی انقلابی تحریک کا اِحیاء تھا جس کے بیسویں صدی عیسوی کے داعیٔ اوّل تھے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم اور داعیٔ ثانی تھے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم ۔ مولانا آزاد نے ۱۹۲۰ء میں وقتی حالات اور مشکلات سے بددل ہونے کے باعث اپنا رُخ تبدیل کر کے جو خلاء پیدا کیا تھا ، اسے تو لگ بھگ بیس سال کے بعد پُر کر دیا تھا مولانا مودودی اور ان کی قائم کردہ جماعتِ اسلامی نے ، لیکن خود جماعتِ اسلامی نے ۱۹۴۷ء میں ایک وقتی ترغیب سے متأثر ہو کر اصولی اسلامی انقلابی تحریک کی بجائے اسلام پسند ، قومی ، سیاسی جماعت کا رول اختیار کر کے جو خلا پیدا کیا تھا اسے پُر کرنے کی کوشش ایک بہت بڑا چیلنج بھی تھی اور دین و ملّت کی اہم ترین ضرورت بھی ! ـــــ چنانچہ راقم نے لاہور منتقل ہو کر اپنی اصل توجہ اور سعی و جہد کو تو مرتکز رکھا اس مقصد پر ، لیکن اس کے ساتھ ساتھ چونکہ اُسے اپنے زمانۂ تعلیم اور اس کے بعد کے گیارہ سالوں کے دوران اللہ کے فضل و کرم سے ایک خصوصی اُنس پیدا ہو گیا تھا قرآن حکیم کے ساتھ اور خصوصی مناسبت حاصل ہو گئی تھی درسِ قرآن سے لہٰذا اپنی ذاتی حیثیت میں دعوت و تبلیغِ دین کی ایک حقیر سی کوشش کے طور پر آغاز کر دیا حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن کا ۔ جن کے ذریعے مطالعۂ قرآنِ

(تسلسل) کے دریا عبور کر کے واردِ لاہور ہوا تھا ۔ بعد میں والد صاحب مرحوم تو بسلسلۂ ملازمت کچھ عرصہ لاہور ، اور پھر قصور اور ستّو کی مقیم رہ کر بالآخر منٹگمری (حال ساہیوال) میں اقامت گزیں ہو گئے ، لیکن میں بسلسلۂ تعلیم سات سال لاہور ہی میں مقیم رہا ۔ (دو سال گورنمنٹ کالج لاہور برائے ایف ایس سی ۔ اور پانچ سال کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج برائے ایم بی بی ایس) ۔ اور اس عرصے کے دوران میری وابستگی اسلامی جمعیت طلبہ سے رہی ۔ نومبر ۱۹۵۴ء میں ایم بی بی ایس کی تکمیل کے بعد میں بھی ساہیوال منتقل ہو گیا ۔ چنانچہ وہیں جماعتِ اسلامی میں شمولیت بھی ہوئی ، اور اس سے علیحدگی بھی ـــ بعد ازاں کچھ عرصہ جماعتِ اسلامی سے علیحدہ ہونے والے بزرگوں کی جانب سے کسی نئی اجتماعی جدّ و جہد کے آغاز کا انتظار کرنے ـــ اور بالآخر اس سے مایوس ہونے پر ، اپنی ذاتی حیثیت ہی میں اقامتِ دین کی کسی نئی جدّ و جہد کے آغاز کے ارادے سے اواخر ۱۹۶۵ء میں لاہور مراجعت ہوئی ۔

حکیم کے ایک منتخب نصاب کے دروس کی صورت میں قرآن کے انقلابی فکر کی اشاعت اور اقامتِ دین یا اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے لئے مؤثر دعوت کا آغاز ہوگیا۔

جماعتِ اسلامی سے وابستہ لوگوں کو بالعموم، اور اُس کی بعد از تقسیم پالیسی سے اختلاف کے باعث علیحدگی اختیار کرنے والوں کو بالخصوص، بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے لئے اوّلاً راقم نے اپنا وہ بیان جو دس سال قبل جماعت کی شوریٰ کی مقرر کردہ جائزہ کمیٹی کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا "تحریکِ جماعتِ اسلامی: ایک تحقیقی مطالعہ" کے نام سے شائع کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ماہنامہ 'میثاق' جس کی اشاعت کچھ عرصے سے مالی بحران کے باعث بند تھی، از سرِ نو جاری کر دیا۔ اور اس کے ذریعے ایک جانب "تحریکِ جماعتِ اسلامی" کی اشاعت پر جو ردِّعمل ظاہر ہوا اور اس پر جو تنقیدی تبصرے شائع ہوئے اُن کے ضمن میں ضروری وضاحتیں پیش کیں، اور دوسری جانب ۵۶-۵۷ء کے بحران کے بعد، دس سال میں جماعتِ اسلامی "از کجا تا بہ کجا" پہنچ گئی تھی اُس کے جائزے کے لئے "تحریکِ جماعتِ اسلامی، حصہ دوم" کی تصنیف کے اعلان کے ساتھ اُس کے بابِ اوّل "نقضِ غزل" کی سلسلہ وار اشاعت شروع کر دی۔

"تحریکِ جماعتِ اسلامی" پر جو تبصرے اخبارات و جرائد میں شائع ہوئے، ان میں بجا طور پر جماعت سے علیحدہ ہونے والوں پر یہ گرفت کی گئی کہ انہوں نے علیحدگی کے بعد خود کوئی مثبت اجتماعی جدّوجہد کیوں شروع نہ کی۔ چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور نے لکھا:

> "تدارک کی مؤثر ترین بلکہ اظہر من الشمس صورت یہ ہوتی ہے کہ انسان جس بات کو سچ اور درست سمجھے اس کے صرف انفرادی اظہار پر اکتفا نہ کرے بلکہ اپنے ہم رائے و ہم خیال اصحاب سے مل کر اپنے نزدیک سچ اور درست کو بروئے کار بھی لائے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جماعتِ اسلامی سے علیحدہ ہونے والوں نے اپنے اس اقدام کے بارے میں لکھا تو بہت کچھ ہے لیکن اب تک کوئی مثبت اقدام نہیں کیا۔"

اسی طرح روزنامہ کوہستان لاہور نے لکھا:

"اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک سوال قاری کے ذہن میں بڑی شدت کے ساتھ ابھرتا ہے کہ جماعت اسلامی کے بارے میں جن لوگوں کو شکایت تھی کہ وہ صحیح نہج پر کام نہیں کر رہی ہے اور اسی بنا پر وہ اس سے الگ ہوئے کیا انہوں نے علیحدگی کے بعد سے آج تک نو دس سال کے طویل مرحلہ میں اپنے اندازِ فکر کے مطابق کوئی کام بھی کیا۔ کیونکہ جہاں تک تحریکِ اسلامی کے نصب العین کا تعلّق ہے ان حضرات کو پہلے بھی اس سے اتفاق تھا اور اسی بنا پر یہ اس میں شامل ہوئے تھے اور آج بھی جب یہ کتاب طبع ہو کر سامنے آئی ہے انہوں نے اس نصب العین سے اختلاف نہیں کیا۔ ایسی صورت میں علیحدگی کے بعد بھی اس نصب العین کے لئے اپنے اندازِ فکر اور طریقِ کار کے مطابق کام کرنے کی ذمّہ داری سے بری الذّمّہ نہیں ہو جاتے۔"

اور جماعت اسلامی ہند کے ترجمان ماہنامہ 'زندگی'، رام پور نے تو نہایت واضح انداز میں مشورہ دیا کہ:

"اس کتاب پر اپنا مختصر تبصرہ ختم کرتے ہوئے یہ بات پھر عرض کرنے کو جی چاہتا ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب کو اپنی توجّہ اس پر مرکوز کرنی چاہیئے کہ جو لوگ انحراف کو سمجھ کر باہر آ چکے ہیں وہ ایک مرکز پر جمع ہو کر ایک جماعت بن جائیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کا وہ کام انجام دیں جس کی محبت میں انہوں نے جماعتِ اسلامی پاکستان سے قطع تعلّق کیا ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب اس میں کامیاب ہو گئے تو یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔"

ان تبصروں کے جواب میں ضروری وضاحتوں کے ساتھ ساتھ راقم نے اس گرفت اور مشورہ کو صحیح قرار دیتے ہوئے جماعتِ اسلامی سے علیحدگی اختیار کرنے والوں سے درخواست کی کہ اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کریں۔ چنانچہ 'میثاق'، اگست ۱۹۶۶ء میں تحریر کیا:

"ہمیں اس کوتاہی اور تقصیر کا صاف اعتراف ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ علیحدہ ہونے والوں پر جماعتِ اسلامی اور اس کے ہم خیال حضرات کا یہ الزام بالکل درست ہے کہ انہیں مجتمع ہو کر اس نہج پر کُلّی جدّوجُہد کا آغاز کر دینا چاہیئے تھا جس کو وہ صحیح سمجھتے تھے۔"

مزید برآں:

" یہ دوسرے رفقاء کے احساسات کی ترجمانی ہو نہ ہو، ہماری دیانت دارانہ رائے یہی ہے کہ اسباب خواہ کچھ بھی ہوں، بہرحال اس معاملے میں ہم سب سے مجموعی طور پر کوتاہی ہوئی ہے اور اس 'الزام' کا اصل 'جواب' ہماری جانب سے یہی ہونا چاہیئے کہ جماعتِ اسلامی کے طریقِ کار میں جن غلطیوں کی نشاندہی کر کے علیحدہ ہوئے تھے، ان سے پہلو بچا کر اُس مقصد کے لئے اجتماعی جدّ وجہد شروع کی جائے جس کے لئے جماعتِ اسلامی قائم ہوئی تھی ــــ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں ــــ آمین"

(تذکرہ و تبصرہ 'میثاق' لاہور بابت اگست ۱۹۶۶ء)

میرے اس واضح اعترافِ تقصیر اور مخلصانہ تذکیر و تنبیہ کا یہ نتیجہ تو فوری طور پر برآمد ہو گیا کہ جماعتِ اسلامی سے علیحدہ ہونے والے حضرات کے حلقے میں کسی نئی تعمیر و تنظیم کی خواہش نے ازسرِنو انگڑائی لی۔ چنانچہ اوّلاً جون ۱۹۶۶ء میں ایک نئی اسلامی تنظیم کے قیام کیلئے قراردادِ تاسیس پر میرا اور سردار محمد اجمل خاں لغاری مرحوم کا اتفاق ہوا، پھر اس پر مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا عبدالغفار حسن، اور شیخ سلطان احمد (کراچی) نے بھی صاد فرمایا، بعد ازاں مؤخر الذکر دو بزرگوں کی مساعی سے اُسی کی اساس پر ستمبر ۱۹۶۶ء میں اجتماعِ رحیم یار خاں منعقد ہوا جس میں اچھی خاصی تعداد میں پُرانے رفقاء و احباب جمع ہوئے ــــ اور متذکرہ بالا قراردادِ تاسیس کی توثیق کے علاوہ سات حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی جسے مجوّزہ تنظیم کے دستور اور لائحہ عمل کی تدوین کی ذمّہ داری سونپ دی گئی ــــــ لیکن افسوس کہ اس کے فوراً بعد چند حوادث ایسے پیش آ گئے کہ اس نئی تنظیم کا شیرازہ بندھنے سے پہلے ہی بکھر گیا۔ اور دوبارہ ؎ " آں قدح بشکست و آں ساقی نماند!" والی صورت پیدا ہو گئی۔ اور اس طرح صرف جماعتِ اسلامی کے ساتھ سابقہ تعلق کی قدرِ مشترک کی اساس پر کسی نئی اجتماعیت کے قیام کی یہ آخری اور نہایت بھرپور کوشش بھی ناکام ہو گئی۔ اور صاف محسوس ہوا کہ مسلسل دس سال تک کسی تنظیم یا تحریک سے عدمِ وابستگی کی بنا پر نہ صرف یہ کہ ولولے سرد اور جذبے ٹھنڈے پڑ چکے ہیں اور وہ صورت بتمام و کمال پیدا ہو چکی ہے کہ ؎

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلماں نہیں، خاک کا ڈھیر ہے!

بلکہ اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ بات یہ کہ تصوّرات اور نظریات کی گاڑی ریورس گیئر (REVERSE GEAR) میں پڑکر رجعتِ قہقری اختیار کر چکی ہے ـــ فواحسرتا و یا اسفاً

راقم کو متذکرہ بالا کوشش کی ناکامی سے صدمہ تو بہت ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُس نے جلد ہی پورے معاملے کو مشیّتِ ایزدی کے حوالے کر کے اپنی پوری سعی و جُہد اور تمام توجہات کو تعلیم و تعلّمِ قرآن پر مرتکز کر دیا اور آج محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے کہ "تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ" (آل عمران: ۲۷) اسی طرح اس کی قدرت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ وہ ظاہری شر کے پردے میں سے خیر برآمد فرما دیتا ہے، بمصداقِ الفاظِ قرآنی "عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ" (البقرہ: ۲۱۶) ـــ اس لئے کہ اس حادثے کے بعد جب راقم نے اپنی جملہ توانائیوں اور صلاحیتوں کو کامل یکسوئی کے ساتھ قرآن حکیم کے درس و تدریس اور نشر و اشاعت میں لگا دیا تو دیکھتے ہی دیکھتے لاہور کی فضا میں 'دعوتِ رجوع الی القرآن' کا غلغلہ بلند ہو گیا ـــ اور تعلیم و تعلّمِ قرآن کی ایک جاندار تحریک کا آغاز ہو گیا۔ جس کے اثرات گذشتہ بائیس سالوں کے دوران بفضلِ اللہِ وعونہٖ' دنیا کے کونے کونے تک، جہاں بھی اُردو سمجھنے اور بولنے والے لوگ موجود ہیں، نہ صرف پہنچ گئے ہیں بلکہ دُور دراز گوشوں میں آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کے ذریعے از خود بڑھتے چلے جا رہے ہیں! یہاں تک کہ اس احقر الانام کو حق الیقین کی حد تک وثوق حاصل ہے کہ اگر ہماری شامتِ اعمال، یا تقصیرِ ہمت اور کوتاہیٔ عمل کے باعث مملکتِ خداداد پاکستان میں یہ دعوتِ قرآنی انقلابِ اسلامی پر منتج نہ ہو سکی تو الفاظِ قرآنی: "فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ" (الانعام: ۸۹) کے مصداق اللہ تعالیٰ کسی اور خطۂ ارضی کو یہ سعادت لازماً عطا فرما دے گا کہ وہ قرآن کے اُس انقلابی فکر کو حرزِ جاں بنا کر جسے دورِ حاضر کے شعور کی سطح (LEVEL OF CONSCIOUSNESS) پر ایک مُؤثّر دعوت کی صورت دینے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عاجز بندے کو عطا فرمائی ہے، بالفعل "اسلام

کی نشاۃِ ثانیہ'' اور ''غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی'' کا گہوارہ بن جائے ـــــ اور وہ صورت عملاً پیدا ہو جائے جس کی پیشین گوئی اب سے ساٹھ ستّر سال قبل اُس مردِ قلندر نے کی تھی جس کا نام اقبالؔ تھا۔ یعنی ؎

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش ۔۔۔ اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود ۔۔۔ پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں ۔۔۔ محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے!

اس سے قبل کہ اس قرآنی تحریک کے چوبیس سالہ سفر کے اہم نشاناتِ راہ اور سنگ ہائے میل کا تذکرہ کیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حقیقتِ واقعی کی جانب اشارہ کر دیا جائے کہ اس دعوتِ قرآنی نے ع " اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے!" کے مصداق بحمد اللہ تھوڑے ہی عرصے میں اپنے اعوان و انصار کی ایک جمعیت پیدا کر لی تو مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور سے قطع نظر جب راقم نے ۶۷ء والی قرارداد ہی کی اساس پر پورے آٹھ برس بعد ۱۹۷۵ء میں ازسرِنو دعوتِ تنظیم دی تو اس پر لبّیک کہنے والے اکیاسی (۸۱) افراد میں سے جماعتِ اسلامی سے سابقہ تعلق کی قدرِ مشترک کے حامل اشخاص تین چار سے زیادہ نہیں تھے، باقی سب کے سب اس دعوتِ قرآنی ہی کے شجرۂ طیّبہ کے تازہ پھل تھے! گویا کہ موجودہ 'تنظیم اسلامی' بھی ع 'اُسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں" کے مصداق اسی دعوتِ قرآنی کے برگ و بار کی حیثیت رکھتی ہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃ !!

'رجوع الی القرآن' کی جس دعوت، اور 'تعلیم و تعلّمِ قرآن' کی جس تحریک کے نمایاں نشاناتِ راہ اور اہم سنگ ہائے میل اس وقت صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے مطلوب ہیں، اس کے سفر کا آغاز ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے فوراً بعد اوائلِ اکتوبر میں ہوا تھا اور ان سطور کی تحریر کے

وقت (مارچ ۱۹۸۹ء) تک راقم کی عمرِ عزیز کے پورے ساڑھے تیئیس برس اس کی نذر ہو چکے ہیں! گویا حفیظؔ کے درجِ ذیل شعر میں نصف کے بجائے رُبع کا لفظ رکھ دیا جائے تو وہ راقم الحروف کے مناسبِ حال ہو جائے گا ؎

"تکمیل اور تدوینِ فن میں جو بھی حفیظؔ کا حصّہ ہے نصف صدی کا قصّہ ہے' دو چار برس کی بات نہیں!"

ان میں سے پہلے ساڑھے چھ برس راقم نے بالکل تنہا کام کیا۔ اس لئے کہ اس وقت نہ کوئی انجمن تھی، نہ تنظیم، ایک اشاعتی ادارہ تھا تو وہ بھی خالص ذاتی، ـــــ اور اس بھری دنیا میں اللہ تعالےٰ کی غیبی تائید و نصرت اور اپنے ذاتی عزم و ہمّت کے سوا کچھ میسّر تھا تو صرف مولانا امین احسن اصلاحی کی مشفقانہ 'سرپرستی' ـــــ اور کچھ حقیقی بھائیوں کا تعاون!

ان سوا چھ سالوں میں سے بھی پہلے دو سالوں کے دوران، جیسے کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے راقم کی توجہات دو کاموں پر منقسم رہیں: ایک تنظیم اسلامی کا قیام اور دوسرے حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن۔ اواخر اکتوبر ۱۹۶۷ء میں تنظیم اسلامی کی مجلسِ مشاورت کا جو اجلاس سکھر میں ہوا تھا اسی میں تنظیم کی بساط اصولی طور پر لپیٹ دی گئی تھی، لہٰذا اواخر ۶۷ء سے مارچ ۷۲ء تک گویا مسلسل ساڑھے چار برس[لہ] راقم کی جملہ توانائیاں اور تمام اوقات دعوت رجوع الی القرآن، اور تحریکِ تعلیم و تعلّمِ قرآن کی داغ بیل ڈالنے میں صرف ہوئے جس کے نتیجے میں مارچ ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور وجود میں آئی۔

اس کے بعد کے تین سال اس دعوت اور تحریک کے شباب کا دور ہیں، اس لئے کہ اب راقم یکہ و تنہا نہیں تھا بلکہ ؎

"گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں!"

[لہ] یہی وجہ ہے کہ مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کی قراردادِ تاسیس میں یہ الفاظ شامل ہیں:
"اور چونکہ ہمیں اس ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خیالات سے کامل اتفاق ہے ـــــ اور ہم اس کام کو نظرِ استحسان دیکھتے ہیں جو وہ گذشتہ ساڑھے چار سال سے کر رہے ہیں ـــــ لہٰذا......"

اور ع

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر راہ رو ملتے گئے اور قافلہ بنتا گیا

کے مصداق اُس کی ذاتی مساعی کے ساتھ اعوان و انصار کی ایک جماعت کی محنت و مشقت اور خلوص و اخلاص کا سرمایہ بھی شامل ہو گیا تھا۔

مارچ ۱۹۷۵ء میں اسی دعوت رجوع الیٰ القرآن اور تحریکِ تعلیم و تعلّمِ قرآن کی کوکھ سے تنظیم اسلامی نے جنم لیا۔ لہٰذا بعد کے چودہ سالوں کے دوران راقم کی توانائیاں پھر منقسم ہو گئیں۔ تاہم وابستگانِ انجمن کے تعاون و اشتراک اور جماعتی زندگی کی برکات کے طفیل قرآنی دعوت و تحریک کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی، چنانچہ اس چمنِ قرآنی کی اصل بہار کا عرصہ ۷۵ء تا ۸۲ء کے سات سال ہیں جن کے دوران کچھ اعوان و انصار کی محنت و مشقت اور کچھ خارجی اسباب کی بنا پر یہ دعوت و تحریک واقعتہً "LILY IN BLOOM" کی صورت اختیار کر گئی ——— !

گذشتہ سات سالوں کے دوران ایک جانب تو تدریجاً ع "مضمحل ہو گئے قویٰ غالب!" کا طبعی ظہور ہوا، اور دوسری جانب تنظیم اسلامی کے مسائل و معاملات نے بھی وقت اور قوت میں سے ضروری حصہ وصول کرنا شروع کر دیا لہٰذا فطری طور پر تعلیم و تعلّم قرآن کے ضمن میں راقم کی ذاتی مساعی کا حصہ کم ہوتا چلا گیا، تاہم چونکہ اب بحمد اللہ ایک جانب ایک منظم انجمن اور مستحکم ادارہ بھی موجود ہے، اور دوسری جانب بفضلہٖ تعالیٰ میرے اپنے فرزندوں سمیت نوجوانوں کی ایک معتدبہ تعداد بھی اس مشن کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کی اہلیت کا ثبوت دے چکی ہے ——— لہٰذا میں مطمئن ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز دعوت رجوع الی القرآن و تحریکِ تعلیم و تعلّم قرآن "اسلام کی نشأۃِ ثانیہ" اور دینِ حق کے عالمی غلبے کی منزل کی جانب پیش قدمی جاری رکھے گا! اَللّٰھُمَّ اٰمین!!

اور ان سطور کی تحریر کے وقت، جبکہ حیاتِ مستعار کے بحساب شمسی ستاون اور بحساب قمری اُنسٹھ برس پورے ہونے کو ہیں، اور میں اپنے آپ کو دنیا کے مقابلے میں آخرت سے قریب تر محسوس کرتا ہوں بحمد اللہ دل کو یہ گہرا اطمینان حاصل ہے کہ ع "جنوں میں جتنی بھی گذری

بکار گذری ہے!" کے مصداق عمر کے بہتر اور بیشتر حصے کے دوران جسم و جان کی بہتر اور بیشتر توانائیاں نوید نبویؐ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" کے مطابق بہترین کام میں صرف ہوئی ہیں۔ گویا ع "شکر صد شکر کہ جمّازہ بمنزل رسید!" ـــــ اس کے ساتھ ہی دل میں اس امید کا چراغ بھی روشن ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی توفیق عطا فرمائی تو لغزشوں، خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگذر فرماتے ہوئے شرفِ قبول بھی ضرور عطا فرمائے گا۔ اور عجیب نوید جانفزا کا معاملہ ہے کہ جیسے ہی یہ الفاظ نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہوئے ایک جانب دل کی گہرائیوں سے حدیثِ قدسی کے الفاظ طلوع ہوئے کہ "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِيْ!" اور دوسری جانب ذہن میں کسی شاعر کا مصرعہ اُبھرا ع "وَاَرْجُوْهُ رَجَاءً لَا يَخِيْبُ!" ـــ ربّنا تقبّل منّا انّك انت السّميع العليم وتُب علينا انّك انت التّوّاب الرّحيم آمين يا ربّ العٰلمين!!

دعوتِ رجوع الی القرآن کے اہم سنگ ہائے میل

اوپر جو تفاصیل بیان کی گئی ہیں اُن کی رُو سے دعوت و تحریکِ قرآنی کا یہ ساڑھے تئیس سالہ سفر پانچ ادوار میں منقسم قرار پاتا ہے ـــ لیکن اس کے اہم سنگ ہائے میل کی نشاندہی کے لئے اسے دو بڑے بڑے حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ـــ یعنی پہلا اواخر ۶۵ء میں میری انفرادی مساعی کے آغاز سے مارچ ۷۲ء میں انجمن خدّام القرآن کی تاسیس تک، گویا ساڑھے چھ سال پر محیط، ـــ اور دوسرا قیامِ انجمن کے بعد سے آج تک کے سترہ سالوں پر مشتمل، (اگرچہ گذشتہ دو سالوں کے دوران اصولی اعتبار سے ایک تیسرے دَور کی داغ بیل پڑ چکی ہے، جس کا ذکر بعد میں آئے گا!)۔

ان میں سے پہلا دور طوالت میں بھی کم تھا، اور اس کے دوران صرف ایک حقیر و بے بضاعت فردِ واحد اپنی سی کوشش کر رہا تھا، جبکہ دُوسرا دور طویل تر بھی ہے اور اس

میں ایک انجمن اور ایک تنظیم کی مساعی بھی شامل ہیں لیکن اس دعوت و تحریک کے اہداف کی تعیین اور مزاج کی تشکیل کے اعتبار سے اصل اہمیت پہلے ہی دور کو حاصل ہے ؛ جسے جدید اصطلاح میں اس کا ' FORMATIVE PERIOD ' قرار دیا جا سکتا ہے۔

—— لہٰذا اس دورِ اوّل کے تین اہم سنگ ہائے میل کا ذکر قدرے تفصیل کے ساتھ کیا جا رہا ہے، چونکہ وہ درحقیقت اس تحریک کے سنگ ہائے اساس کی حیثیت رکھتے ہیں، یعنی :

۱ ۔ مطالعۂ قرآن حکیم کا منتخب نصاب
۲ ۔ لاہور کے ' حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن ' —— اور اتوار کی صبح کا مرکزی درس.
۳ ۔ ' دارالاشاعت الاسلامیہ ' —— اور سلسلۂ مطبوعات قرآن اکیڈمی ۔

۱۔ مطالعۂ قرآن حکیم کا منتخب نصاب

راقم نے اپنی اس دعوتِ قرآنی کی اساس ' مطالعۂ قرآنِ حکیم کے ایک منتخب نصاب ' کو بنایا تھا، اور واقعہ یہ ہے کہ جو کامیابیاں اُسے حاصل ہوئیں ان کا سب سے بڑا راز اِسی منتخب نصاب میں مضمر ہے ۔ اس لئے کہ اُن حضرات سے قطع نظر جنہیں قسمت ابتدا ہی سے عربی مدارس میں پہنچا دیتی ہے اور وہ اسی قدیم مذہبی نظامِ تعلیم سے فراغت حاصل کرتے ہیں اور اس طرح ان کے تو گویا شب و روز قال اللہؒ اور قال الرسولؐ کی فضا ہی میں بسر ہوتے ہیں، سکولوں اور کالجوں کے تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے قرآن مجید کا ابتدا سے انتہا تک تسلسل کے ساتھ مطالعہ نہایت کٹھن کام ہے ۔ اور اس کے لئے ایک نہایت مضبوط قوتِ ارادی درکار ہے ۔جبکہ یہ منتخب نصاب جو حجم کے اعتبار سے زیادہ سے زیادہ دو پارے کے لگ بھگ یعنی کل قرآن کے پندرھویں حصّے کے برابر ہے ' ایک نہایت حکیمانہ تدریج اور منطقی ترتیب کے ساتھ نہ صرف یہ کہ ' فقہی اور تاریخی مباحث کے سوا ' قرآن حکیم کے

جملہ بنیادی مضامین اور تعلیمات کو بخوبی ذہن نشین کر دیتا ہے بلکہ ایک جانب قرآن کے مخصوص اسلوب اور طرزِ بیان، اور دوسری جانب اُس کے فطری منہجِ استدلال (LINE OF ARGUMENT) سے بھی واقفیت ہی نہیں گہری مناسبت عطا کر دیتا ہے ___ اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی عظمت کا ایسا نقش دل پہ قائم کر دیتا ہے کہ وہ مضبوط قوتِ ارادی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے جو پورے قرآن کے مسلسل مطالعے کے لئے ضروری ہے۔

اب سے دس بارہ سال پہلے جب اس منتخب نصاب میں شامل آیات وسُوَرِ قرآنی کو پہلی بار یکجا کتابی صورت میں شائع کیا گیا تو راقم نے اس کا تاریخی پس منظر تفصیلاً بیان کر دیا تھا ___ جو درج ذیل ہے:

"آغاز ہی میں یہ بات عرض کر دینی مناسب ہے کہ یہ نصاب راقم کا 'طبعزاد' نہیں ہے بلکہ اس کا اصل ڈھانچہ مولانا امین احسن اصلاحی کا تیار کردہ ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۵۲-۱۹۵۱ء میں جب راقم الحروف اسلامی جمعیت طلبہ لاہور و پنجاب کا ناظم تھا اُس نے جمعیت کے زیرِ اہتمام طلبہ کے دو تربیتی کیمپ منعقد کئے تھے ایک دسمبر ۱۹۵۱ء میں کرسمس کی تعطیلات میں اور دوسرا ۱۹۵۲ء کی تعطیلاتِ موسم گرما میں ___ ان تربیت گاہوں میں قرآن حکیم کا درس مولانا اصلاحی مدظلہ نے دیا تھا اور اس غرض سے انہوں نے ایک نصاب تجویز کیا تھا جو درج ذیل ہے:

۱۔ انسان کی انفرادی زندگی کی رہنمائی کے لئے سورۂ لقمان کا دوسرا اور سورۂ فرقان کا آخری رکوع۔

۲۔ عائلی زندگی سے متعلق ___ سورۂ تحریم مکمل۔

۳۔ قومی، ملی اور سیاسی زندگی کی رہنمائی کے ذیل میں سورۂ حجرات مکمل۔

۴۔ فریضۂ اقامتِ دین کے ذیل میں سورۂ صف مکمل۔

۵۔ اور تحریکِ اسلامی سے متعلق مختلف مسائل میں رہنمائی کے ذیل میں سورۂ عنکبوت مکمل۔

راقم کی خوش قسمتی تھی کہ اسے بطور ناظم ان دونوں تربیت گاہوں میں شرکت کا موقع ملا اور یہ مقامات اُس نے دوبار مولانا اصلاحی صاحب سے براہ راست پڑھے اور راقم نے ان مقامات کو اس طرح اخذ کر لیا کہ "بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً" (پہنچاؤ میری جانب سے چاہے ایک ہی آیت) کے مصداق انہیں آگے پڑھانے کے لئے بھی کسی قدر اعتماد پیدا ہو گیا۔ چنانچہ زمانہ طالب علمی میں جمعیت کے اجتماعات میں بھی راقم مطالعۂ قرآن کی ذمہ داریاں نبھاتا رہا۔ تعطیلات کے زمانے میں ساہیوال میں ——— جماعتِ اسلامی کے اجتماعات میں بھی ان مقامات کا درس دیتا رہا اور رمضانِ مبارک کے ایک تربیتی پروگرام میں پورا نصاب بھی پڑھایا۔ ۱۹۵۴ء میں ملتان میں منعقدہ جمعیت کی ایک تربیت گاہ میں راقم نے پھر یہ نصاب اسی تدریج کے ساتھ پڑھایا۔ بعد میں جب ساہیوال میں راقم نے ایک "اسلامی ہاسٹل" قائم کیا تو اس میں مقیم طلبہ کو بھی راقم نے اس پورے نصاب کا درس دیا۔ اس کے بعد جب راقم کراچی میں تھا تو وہاں بھی مقبول عام ہاؤسنگ سوسائٹی میں ایک حلقہ قائم کر کے اسی منتخب نصاب کا درس دیا گیا۔

البتہ اس عرصے کے دوران میں وقتاً فوقتاً راقم اس بنیادی نصاب میں اضافے کرتا رہا۔ جن سے اس نصاب کی ایک واضح بنیاد بھی قائم ہو گئی اور مختلف مقامات کے مضامین میں جو فاصلے تھے وہ بھی بہت حد تک پاٹ دیئے گئے۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ بھی خود راقم یا کوئی اور شخص اس میں مفید اضافے کر سکے۔ تاہم اس وقت راقم کا گمان ہے کہ ایک خاص نقطۂ نظر سے قرآن حکیم کا جو انتخاب اس نصاب میں کیا گیا ہے وہ بہت حد تک مکمل بھی ہے اور نہایت مفید بھی۔

آگے چلنے سے پہلے اس "خاص نقطۂ نظر" کی وضاحت بھی ہو جائے تو اچھا ہے۔ وہ نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایک مسلمان کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ اُس کے دین کے تقاضے اس سے کیا ہیں اور اُس کا رب اُس سے کیا چاہتا ہے! گویا دین کے تقاضوں اور مطالبوں کا ایک اجمالی لیکن جامع تصور پیش کرنا اس انتخاب

کا اصل مقصود ہے، ویسے ضمناً اس سے خود دین کا ایک جامع تصور بھی آپ سے آپ واضح ہو جاتا ہے اور محدود مذہبی تصورات کی جڑیں خود بخود کٹتی چلی جاتی ہیں۔"

اس نصاب کا نقطۂ آغاز سورۃ العصر ہے اور نقطۂ عروج سورۃ الحدید۔ چنانچہ اس کے حصہ اوّل میں سورۃ العصر کے ساتھ تین مزید جامع اسباق شامل ہیں یعنی حقیقت برّ و تقویٰ کی وضاحت کے لیے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۷ (آیت البرّ)، حکمت قرآنی کی اساسات اور مقامِ عزیمت کی تشریح کے لیے سورۂ لقمان کا دوسرا رکوع اور "حظِّ عظیم" کی وضاحت کے لیے سورۂ حٰمٓ السجدہ کی آیت ۳۰ تا ۳۶، اور حصہ آخر (ششم) مشتمل ہے مکمل سورۃ الحدید پر جو اُمتِ مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں قرآن حکیم کی جامع ترین صورت ہے۔

درمیانی چار حصّے سورۃ العصر میں بیان شدہ چار لوازمِ نجات کی تشریح و توضیح پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ حصّہ دوم میں ایمان کی حقیقت و ماہیت اور اس کے اجزاءِ ترکیبی کی وضاحت کے لئے سورۃ الفاتحہ، سورۂ آلِ عمران کی آیات ۱۹۰ تا ۱۹۶، سورۂ نور کا پانچواں رکوع، سورۂ تغابن کامل، اور سورۂ قیامہ کامل شامل ہیں ـــــ اسی طرح حصّۂ سوم میں "عملِ صالح" کی وضاحت کے لئے بندۂ مومن کی انفرادی سیرت کی تعمیر کے اساسی لوازم کے بیان میں سورۂ مومنون کی ابتدائی گیارہ آیات اور سورۂ معارج کی آیات ۱۹ تا ۳۵، مردِ مومن کے اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ عالیہ کی تصویرکشی کے لئے سورۃ الفرقان کا آخری رکوع، عائلی زندگی کے خدوخال نمایاں کرنے کے لئے سورۂ تحریم (کامل)، مسلمانوں کی معاشرتی وسماجی زندگی کے اصولوں کی وضاحت کے لئے سورۂ بنی اسرائیل کا تیسرا اور چوتھا رکوع، اور مسلمانوں کی حیاتِ ملّی و سیاسی کے اصولوں کے ضمن میں جامع ترین ہدایت نامہ کے طور پر سورۂ حجرات (مکمل) شامل ہیں۔

"تواصی بالحق" کے ضمن میں "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" اور "دعوت الی اللہ" کا ذکر تو جامع اسباق ۳ و ۴ میں موجود ہے، اسی طرح ایمانِ حقیقی کی شرطِ لازم "جہاد فی سبیل اللہ" کا تذکرہ نہایت زوردار انداز میں سورۂ حجرات کی آیت نمبر ۱۵ میں آجاتا ہے ـــــ لہٰذا منتخب نصاب کا حصہ چہارم کُل کا کُل جہاد و قتال فی سبیل اللہ کی تشریحِ مزید کے لئے وقف ہے۔ چنانچہ اس میں اوّلاً سورۂ حج کا آخری رکوع (جو بجائے خود نہایت ہی جامع مقام ہے) اور سورۂ توبہ

کی آیت ۲۴ اور پھر سورۂ صف، سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون (کامل) شامل ہیں ـــــ اسی طرح "تواصی بالصبر" کی بھی اصل اساسات تو حصہ اوّل میں شامل جامع اسباق میں موجود ہیں، حصہ پنجم میں اولین اور اہم ترین حصہ تو مشتمل ہے سورۂ عنکبوت کے پہلے اور آخری تین رکوعوں پر ـــــ اور اُن پر مستزاد ہیں قتال فی سبیل اللہ کے ضمن میں صبر و مصابرت کی تاکید پر مشتمل سورۂ بقرہ کی آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷، اور آیت ۲۱۴، سورۂ انفال کا پہلا اور آخری رکوع، سورۂ آلِ عمران کی آیات ۱۲۱ تا ۱۲۹ اور ۱۳۹ تا ۱۴۸، سورۂ احزاب کا دوسرا اور تیسرا رکوع، اور بالآخر سورۂ توبہ کا چھٹا اور ساتواں رکوع۔

اور جیسے کہ عرض کیا جا چکا ہے، آخر میں آتی ہے اُمّ المسبّحات سورۃ الحدید جو ان تمام مباحث کو نہایت جامعیت کے ساتھ ایک بار پھر سامنے لے آتی ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کی عظمت و جامعیت کا جو نقش راقم الحروف کے قلب پر قائم ہے وہ بیان میں نہیں آ سکتا۔ مختصر یہ کہ اگر سورۃ العصر کو گلاب کے پودے کے بیج سے تعبیر کیا جائے تو سورۃ الحدید اس پودے کی چوٹی پر کِھلے ہوئے حسین و جمیل پھول کے مانند ہے۔ اب اگر امام شافعیؒ سورۃ العصر کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ "لَوْ تَدَبَّرَ النَّاسُ هٰذِهِ السُّوْرَةَ لَوَسِعَتْهُمْ" ـــــ اور "لَوْ لَمْ يُنَزَّلْ مِنَ الْقُرْاٰنِ سِوَاهَا لَكَفَتِ النَّاسَ"، تو میں نہیں کہہ سکتا کہ سورۃ الحدید کے بارے میں کیا کہا جائے کہ اُس کا حق ادا ہو سکے! راقم کے نزدیک تو یہ معاملہ خالصۃً ع "اے بروں از وہم و قیل و قالِ من!" والا ہے۔ اور یہاں گھٹنے ٹیک دینے ہی میں عافیت ہے!

راقم الحروف کے پاس کوئی ریکارڈ تو ظاہر ہے کہ محفوظ نہیں لیکن وہ یہ بات پورے اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اُس نے اس پورے منتخب نصاب کے درس کی سعادت کم از کم پچاس مرتبہ تو ضرور حاصل کی ہو گی۔ اس لئے کہ لاہور میں جب ۶۸-۱۹۶۷ء میں حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن قائم کئے تو ان سب میں اسی کا درس دیا، پھر مسجد خضراء سمن آباد میں مرکزی درس کا آغاز ہوا تو وہاں بھی دو بار اسی کا درس دیا۔ پھر یہ مرکزی درس مسجد شہداء منتقل ہوا تو وہاں بھی اس کا اعادہ کیا۔ پھر جا بجا قرآنی تربیت گاہیں قائم کیں تو اُن میں بھی ان ہی مقامات کا درس دیا۔ بیرونی ممالک میں جانا ہوا تو وہاں بھی ع "اِلّا حدیثِ دوست کہ تکرار می کنیم!" کے مصداق اسی کو بیان کیا۔ پھر موقع اور مقام اور سامعین کی ذہنی سطح کے فرق کی مناسبت

سے ان دروس میں طوالت یا اختصار کے اعتبار سے بھی فرق ہوتا رہا اور بیان کی سلاست یا علمی ثقالت کے اعتبار سے بھی۔ چنانچہ اس نصاب میں شامل ہر مقام کے راقم الحروف کے دو دو ڈھائی ڈھائی گھنٹے کے دروس بھی ٹیپ کی ریلوں (SPOOLS) میں محفوظ ہیں اور نہایت مختصر اور آسان دروس کے کیسٹ بھی موجود ہیں ـــــ اور اب کچھ عرصہ سے خود راقم کے اسی منتخب نصاب کے دروس کا سلسلہ بند ہو چکا ہے تو بحمد اللہ کم از کم پندرہ بیس نوجوان ایسے تیار ہو چکے ہیں جو اس کا درس نہایت خوش اسلوبی سے دے رہے ہیں۔ اللہ ان کے عزم اور ارادے کو برقرار رکھے ـــــ اور ان کی صلاحیت اور استعداد میں ترقی عطا فرمائے! ـــــ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ ان میں میرے صُلبی بیٹے بھی شامل ہیں، ورنہ میں تو ان سب کو اپنی معنوی اولاد اور صدقۂ جاریہ سمجھتا ہوں ـــــ اور علامہ اقبال کے شعر میں تھوڑے سے تصرف کے ساتھ دست بدعا ہوں کہ ؎

یہ ہیں صدف تو تیرے ہاتھ ان کے گہر کی آبرو
یہ ہیں خزف تو تو انہیں گوہرِ شاہوار کر!

---

۲ - لاہور کے حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن اور اتوار کی صبح کا

مرکزی درس

لاہور میں راقم نے 'حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن' کا آغاز جس طرح کیا اس کا مختصر تذکرہ عام قارئین کی دلچسپی اور اس راہ کے "تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل" کے مصداق نئے ساتھیوں کی رہنمائی کے لئے مفید ہوگا۔

۱- تدریسِ عربی | اسلام پورہ (سابقہ کرشن نگر) کی کوثر روڈ (سابقہ امرت روڈ) پر ایک مکان خرید کر اپنی رہائش اور مطب شروع کرنے کے فوراً

بعد میں نے آس پاس کی تین مساجد میں نمازیں ادا کرنی شروع کیں اور نمازیوں میں سے نوجوانوں سے میل جول بڑھانا شروع کیا۔ اور چند ہی دنوں میں ان میں سے بعض کو آمادہ کرلیا کہ وہ مجھ سے ابتدائی عربی سیکھنے کے لیۓ بعد نمازِ عشاء وقت نکالیں۔ پھر ان ہی کے ذریعے ان مساجد یا اُن کے قریب کے مکانوں مین درسِ قرآن کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

اس ضمن میں ایک لطیفہ بھی یاد آیا۔ میرے سمن آباد کے درس کے آغاز کے بعد جب لاہور میں چرچا زیادہ ہوا تو پاکستان ریلوے کے بعض سینئر آفیسروں نے بھی مجھ سے عربی زبان کے ابتدائی قواعد سیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ میں نے ہفتے میں تین دن کرشن نگر کے نوجوانوں کے لئے مختص کر دیئے اور تین دن ان حضرات کے لئے۔ میرا تیسرا بیٹا عزیزم عاطف وحید سلمہٗ اُن دنوں دو ڈھائی سال کا تھا اور میرے ہی ساتھ سویا کرتا تھا، نمازِ عشاء کے بعد اُسے سونے کی جلدی ہوتی تھی اور میں عربی کی کلاس میں مصروف ہوتا تھا، لہٰذا وہ بار بار آکر دیکھا کرتا تھا کہ 'طالب علم، رخصت ہوگئے یا نہیں ــــــ ایک روز جب اتفاق سے 'بزرگوں، کی باری تھی، اُس نے دو تین چکّر لگانے کے بعد بالآخر تنگ آکر کہا: "اَبّی بچّوں کو چھٹّی دیدیں" اس پر پوری محفل زعفران زار ہوگئی ــــــ اس لئے کہ اُن 'بچّوں، میں ایک شاہ محمد ظفر صاحب تھے جن کی نہ صرف داڑھی بلکہ پوری شکل وشباہت ماشاء اللہ بالکل مولانا احمد علیؒ جیسی تھی، ایک خالد احمد صاحب تھے جو اُس وقت پاکستان ریلوے کے ڈپٹی چیف انجنیئر تھے اور ان کا چہرہ بھی ماشاء اللہ خاصی طویل اور سفید برّاق داڑھی سے مزیّن تھا۔ اور باقی دو تین حضرات بھی ریلوے کے اعلیٰ افسروں میں سے تھے۔!

۲۔ مرکزی درس لاہور کے حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن میں اوّلین دو حلقے کرشن نگر میں قائم ہوئے، ایک[1] جامع مسجد سرن روڈ میں اور دوسرا عمر روڈ پر واقع زبیری صاحب مرحوم کے مکان پر! پھر جماعتِ اسلامی کے سابقہ تعلق کے اشتراک کی بنیاد

---

[1] جہاں میں نے کئی سال تک رمضان المبارک میں اعتکاف بھی کیا ــــ اور چونکہ سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگ سیّد علاؤ الدین شاہ بھی وہیں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور (باقی اگلے صفحہ پر)

پر تیسرا حلقہ دل محمد روڈ کے علاقے میں مولوی برکت علی صاحب کی بلڈنگ میں قائم ہوا۔ پھر سمن آباد میں درس شروع ہوا جس نے بعد میں لاہور کے مرکزی درس کی حیثیت حاصل کر لی۔

اُس کی تقریب یوں ہوئی کہ میرے پھوپھی زاد بھائی شیخ نصیر احمد صاحب نے اپنے مکان میں کچھ تعمیری تبدیلیاں اور اضافے کیے جس سے ایک کمرہ اتنا بڑا نکل آیا کہ اُس میں ستر اسّی آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ میں نے جب پہلی مرتبہ اسے دیکھا تو بے اختیار زبان سے "ہر ایں خانہ بایں خوبی آتش کدہ بائیستے!" کے مصداق یہ الفاظ نکل گئے: "یہاں تو قرآن مجید کا درس ہونا چاہیے"۔ میرے پھوپھا شیخ نثار احمد نے جو میرے والد مرحوم کے حقیقی تایا زاد بھائی ہونے کے ناطے میرے تایا بھی تھے میرے الفاظ کو فوراً پکڑ لیا ــــــ کہ "پھر دیر کس بات کی ہے، فوراً شروع کر دو!" ــــ اور اس طرح اتوار کی صبح کا ہفتہ وار درس ۲۱۱۔این، سمن آباد میں شروع ہو گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پہلے ایک دو دروس میں تیس پینتیس افراد شریک تھے، پھر یہ تعداد پچاس تک پہنچی، اور چند ماہ کے اندر اندر یہ درس کمرے کی وسعت سے نکل کر باہر لان تک پہنچ گیا جس کے لیے لاؤڈ سپیکر خریدنا پڑا[1]۔ اور جب بات اس سے بھی آگے بڑھ گئی تو مسجد

(تسلسل) اس کے دوران ان کے مسترشدین کا وہاں اجتماع ہوتا تھا اور وہ سلوک کے مسائل بیان فرمایا کرتے تھے لہٰذا میں بھی براہِ راست نہ سہی بالواسطہ مستفید ہوتا رہا۔

[1] ان سطور کی تحریر کے وقت تک پھوپھی صاحبہ اور پھوپھا صاحب کا بھی انتقال ہو چکا ہے اور نہ صرف یہ کہ پھوپھی زاد بھائی شیخ نصیر احمد بھی انتقال فرما چکے ہیں بلکہ ان کے چھوٹے بھائی شیخ بشیر احمد بھی داغِ مفارقت دے چکے ہیں، جو میرے بہنوئی بھی تھے ــــ لیکن راقم کے شعور اور حافظہ میں ان محبت بھری مجلسوں کی یاد ابھی تک تازہ ہے جو کئی سال تک ۲۱۱۔این سمن آباد میں ہر جمعہ اور اتوار کو منعقد ہوتی رہیں، اس لیے ہر جمعہ کی نماز اور اتوار کے درس کے بعد مسجد خضرا سے کرشن نگر واپسی کے دوران راستے میں وہاں لازماً ٹھہرنا ہوتا تھا اور پھوپھی صاحبہ اور پھوپھا صاحب کی شفقت بھری تواضع اور بھائی نصیر احمد صاحب کی پُرخلوص مدارات کے ساتھ چائے کا (مع لوازمات) دَور چلتا تھا ــــ اور واضح رہے کہ اس سے 'استفادہ' میں تنہا نہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

خضرا ءسمن آباد کی انتظامیہ کے ذمہ دار حضرات نے جو خود بھی پابندی سے درس میں شریک ہوتے تھے اصرار کیا کہ اس درس کو مسجد میں منتقل کر دیا جائے، میں مساجد کے معاملے میں مخالف تھا کہ وہاں چوہدریوں کے درمیان رسّہ کشی ہوتی ہے، لہٰذا ابتداء میں تو میں نے معذرت کی۔ لیکن بعد میں اس مجبوری کے باعث اُن کی دعوت قبول کر لی کہ شُرکاء درس اب کسی طور مکان میں نہ سما سکتے تھے اور اس طرح آٹھ دس سال کے لئے مسجد خضراء سمن آباد اس دعوت و تحریکِ قرآنی کا مرکز بن گئی۔

مسجد خضراء سمن آباد کے اتوار کی صبح کے اس ہفتہ وار درسِ قرآن کی شہرت بہت جلد پورے لاہور میں اور پھر اس سے باہر دور دور تک پہنچ گئی۔ چنانچہ اس میں لاہور کے کونے کونے ہی سے نہیں، بیرونِ لاہور سے باضابطہ شدِ رحال کر کے بھی لوگ شرکت کے لئے آتے تھے۔ لہٰذا بہت جلد اس کی حاضری دو ڈھائی سو، اور پھر تین ساڑھے تین صد تک پہنچ گئی جو بعض خاص خاص مواقع پر پانچ سو تک بھی ہو جاتی تھی[لہ] ـــــــ پھر یہ درس اوسطاً ڈھائی گھنٹے پر محیط

(تسلسل) کرتا تھا بلکہ ان دونوں مواقع پر میرے کُل اہل و عیال بھی ساتھ ہوتے تھے۔ اس لئے کہ میں اپنے بیٹوں کو تو دوسرے تمام دروسِ قرآن میں بھی ساتھ لے جاتا تھا، جمعہ کے اجتماع اور اتوار کے درس میں تو میری اہلیہ اور بچیاں بھی لازماً شریک ہوتی تھیں۔ (جس کا اسی دنیا میں نقد صلہ مجھے یہ ملا ہے کہ میرے کُل اہل و عیال بحمداللہ میرے مشن میں میرے ساتھ شریک ہیں) بہر حال پھوپھا صاحب مرحوم، پھوپھی صاحبہ مرحومہ اور بھائی نصیر احمد و بشیر احمد مرحوم کا حق اس دعوت و تحریکِ قرآنی کے جملہ وابستگان اور استفادہ کنندگان (BENEFICIARIES) پر یہ ہے کہ وہ اُن کے حق میں دعائے مغفرت کرتے رہا کریں!

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا (آمین)

اور جب حق کی ادائیگی کا معاملہ زیرِ بحث آ ہی گیا ہے تو یقیناً حق تلفی ہو گی اگر یہ ذکر نہ ہو جائے کہ جب تک میرے پاس اپنی گاڑی نہ تھی، میاں محمد رشید صاحب رسول پارک اچھرہ سے اپنی گاڑی پر کرشن نگر جاتے تھے اور ہم سب کو لے کر سمن آباد آتے تھے ـــ اور پھر واپس بھی پہنچایا کرتے تھے ـــ فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

لہ (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہوتا تھا۔ اور الحمدللہ کہ اس میں سے کسی شخص کو کبھی اٹھتے نہیں دیکھا گیا۔ اس طرح لاہور کی دینی فضا میں یہ درس ایک دھماکے سے کسی طرح کم نہ تھا۔ جس سے ایک خوشگوار حیرت کا تاثر پورے لاہور اور اُس کے گردونواح پر طاری ہوگیا کہ ؎

"ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی!"

۲۔ خطباتِ جمعہ مسجدِ خضراء کے خدام اور منتظمین کا تعاون بھی اس پورے عرصے کے دوران نہایت مثالی رہا۔ انہیں اس پر خوشی بھی تھی کہ اُن کی مسجد پورے لاہور کی توجہات کا مرکز بن گئی ہے تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُن حضرات کی طرف سے اصرار ہوا کہ جمعہ میں خطاب بھی آپ ہی فرمائیں۔ چنانچہ ابتداءً خطبۂ مسنونہ سے قبل خطاب —— اور اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد باضابطہ خطیبِ مسجد کی ذمہ داری بھی میرے کندھوں پر آگئی —— اور میں نے اس خطبۂ جمعہ کو بھی اکثر و بیشتر درس قرآن کی صورت ہی دی، چنانچہ خود مجھے بھی اپنے ذاتی سرور اور کیف کا عالم یاد ہے، اور بہت سے دوسرے احباب بھی آج تک اُن تاثرات کا ذکر کرتے ہیں جو اُس وقت پیدا ہوئے تھے جب میں نے ایک خطابِ جمعہ میں پوری سورۂ قیامہ کا درس کھڑے ہو کر خطیبانہ انداز میں دیا تھا —— بہرحال اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اتوار کی صبح کے درس ہی کی مانند، جمعہ کا خطاب بھی پورے لاہور میں مشہور ہو گیا —— اور اس کے لئے بھی دُور دُور سے لوگ آنے لگے۔ یہاں تک کہ مسجد اپنی وسعت کے باوجود تنگ پڑ گئی!

مسجدِ خضراء سمن آباد میں اس دعوتِ قرآنی کو جو پذیرائی حاصل ہوئی اس پر میں خود، اور میرے قریبی ساتھی سب کے سب، شدید حیران تھے —— لیکن بالآخر اس کا راز ایک روز کھل ہی گیا —— آج کے عقلیت زدہ بلکہ گزیدہ لوگ تو شاید اس بات پر ناک بھوں چڑھائیں —— لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسجد خضراء کی اس اِستثنائی کیفیت کا اصل راز جو مجھے ایک دن اچانک معلوم

لے (حاشیہ صفحہ گذشتہ) جن میں سے کبھی کبھی ایک شخصیت مرحوم ضیاء الحق کی بھی ہوتی تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مجھے بہت بعد میں خود ضیاء الحق مرحوم ہی کے بتانے سے معلوم ہوا، ورنہ اس وقت چار پانچ صد افراد میں کون کون شامل ہیں اس کے جاننے کا کوئی ذریعہ میرے پاس موجود نہیں تھا۔

ہوا یہ تھا کہ اس کا سنگ بنیاد اُس مردِ درویش نے رکھا تھا جسے دنیا مولانا احمد علی لاہوریؒ کے نام سے جانتی ہے اور جس نے خود بھی پورے چالیس سال تک ارضِ لاہور پر درسِ قرآن کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔ گویا معاملہ وہی تھا جو علامہ اقبال نے یوں بیان کیا ہے کہ ؎

"ہے مگر اس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام جس کو کیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام"

۴۔ مسجدِ شُہداء افسوس ہے کہ خود ہمیں لوگوں کی سہولت، اور اس قرآنی دعوت و تحریک کی مصالح کے پیش نظر اس درس کو لاہور کے سب سے زیادہ مرکزی مقام یعنی مسجد شُہداء ریگل چوک میں منتقل کرنا پڑا اس لئے کہ شہر سے سمن آباد جانے والے تمام راستے ٹریفک کی اصطلاح میں "بوتلوں کی گردنوں" (BOTTLE - NECKS) کی حیثیت رکھتے تھے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی! چنانچہ مسجد شہداء میں درس کی حاضری مسجد خضراء سے بھی بڑھ گئی — وہاں بھی راقم نے پہلے مطالعۂ قرآن حکیم کا منتخب نصاب ہی بیان کیا۔ بعد ازاں جب وہاں قرآن حکیم کا آغاز سے سلسلہ وار درسِ قرآن شروع ہوا اور سورۂ فاتحہ زیرِ درس آئی اور ایک صاحبِ خیر کی جانب سے مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر آیت بسم اللہ و سورۂ فاتحہ ہدیۃً تقسیم ہوئی تو معلوم ہوا کہ درس میں سات سو افراد شریک تھے۔ (اس لئے کہ کتاب کے سات صد نسخے تقسیم ہوئے!)

لاہور کے اتوار کی صبح کے اس مرکزی درسِ قرآن کی یہ رونقیں ۱۹۷۷ء تک لگ بھگ دس سال تک روز افزوں رہیں — لیکن ۱۹۷۷ء میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی حکومت کے خاتمے کے قریب اتوار کی بجائے جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل کا اعلان کیا تو اس درس کی رونقیں رفتہ رفتہ ختم ہو گئیں۔ اس لئے کہ جمعہ کے دن خطبہ و نماز جمعہ کے ساتھ کسی اضافی پروگرام کا معاملہ ناقابلِ عمل ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ تو یہ بھی ہوا کہ جمعہ ہی کو صبح ۹ بجے سے گیارہ بجے تک درس کی نشست رکھی گئی — اور پھر وہیں سے شرکاءِ درس براہِ راست جمعہ کی نماز کے لئے روانہ ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ یہ کوشش کی گئی کہ اُسی مسجد میں جہاں جمعہ کا خطاب ہوتا تھا پہلے باضابطہ چوکیاں لگا کر درس کی نشست ہوتی تھی اور پھر معمول کے مطابق خطابِ جمعہ اور خطبۂ مسنونہ و نماز۔ لیکن رفتہ رفتہ یہی محسوس ہوا کہ یہ ایک تکلف ہے — چنانچہ خطابِ جمعہ ہی پر قناعت

کرنی پڑی ـــــ چنانچہ اب لاہور کے اتوار کی صبح کے مرکزی درس قرآن کی صرف سہانی یادیں باقی رہ گئی ہیں۔

خطابِ جمعہ کے سلسلے میں بھی ۱۹۷۷ء کی قومی اتحاد کی تحریک کے دوران جس نے رفتہ رفتہ عوامی احساسات و جذبات کے اعتبار سے تحریک نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کر لی تھی، چونکہ میں نے اسے ایک خالص سیاسی تحریک قرار دیا اور اس میں شمولیت اختیار نہ کی، مسجد خضراء میں کچھ صورتِ حال خراب ہوئی۔ اور بعض بداندیشوں کو ریشہ دوانی کا موقع مل گیا ـــــ چنانچہ خطاب جمعہ بھی اوّلاً پنجاب یونیورسٹی کے نیو کیمپس کی مسجد میں اور بالآخر مسجد دارالسلام، باغ جناح میں منتقل ہو گیا ـــــ یہاں یہ سلسلہ، بحمداللہ، ان سطور کی تحریر کے وقت تک بخیر و خوبی جاری ہے، آئندہ کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے:

"وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ!"

۵۔ مسجد دارالسلام باغِ جناح

مسجد خضراء کی طرح مسجد دارالسلام کا بھی ایک خاص تاریخی پس منظر ہے، جو قارئین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ جس مقام پر اب یہ خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے، وہاں بہت پہلے سے صرف ایک کچا چبوترا (پنجابی 'تھڑا') ہوتا تھا۔ جہاں اکثر و بیشتر شام کو باغ کی سیر کے لئے آنیوالوں میں سے چند، اور اسی طرح صبح کی سیر کرنے والے بعض حضرات نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔ راقم الحروف کو اب تک یاد ہے کہ ۵۲-۱۹۵۱ء میں فرسٹ اور سیکنڈ پرافیشنل ایم بی بی ایس کی تیاری کے لئے راقم بھی کبھی کبھی مسجد سے متصل 'گلستانِ فاطمہ' میں مطالعے کے لئے بیٹھتا تھا تو ظہر کی نماز اسی چبوترے پر ادا کرتا تھا ـــــ بعد میں معلوم ہوا کہ یہاں بھی اتوار کی صبح مولانا محمد علی قصوریؒ درس دیتے ہیں، ایک بار میں بھی کسی طرح وقت نکال کر شریک ہوا تو میرے اور مدرس سمیت کل سات آدمی اس چبوترے کی زینت تھے ـــــ اس چبوترے پر باضابطہ مسجد کی تعمیر کرنل سلامت اللہ مرحوم کا وہ کارنامہ ہے جس کے لئے وہ ہمیشہ اس مسجد کے نمازیوں کے شکریے اور دعائے خیر کے مستحق رہیں گے۔ وہ خود ریٹائرڈ فوجی، اور نہایت دبنگ انسان تھے اور انہوں نے اُن تمام مغرب زدہ سول افسروں سے بھرپور

جنگ لڑی جو اس خوبصورت سیرگاہ کے حُسن کو مسجد کے وجود سے 'بدنما' بنانے پر تیار نہیں تھے۔ (چنانچہ ایک بار تو انہیں ایک کمشنر صاحب کے چہرے پر باضابطہ تھپڑ بھی رسید کرنا پڑا) بہرحال انہوں نے بڑی محنت ومشقّت اور جانفشانی وصرفِ کثیر سے "ادارۂ دارالسّلام" جو ایک مسجد اور ایک لائبریری پر مشتمل ہے تعمیر کرایا ـــــ اور اس کے بعد ۷۶ء میں، مجھ سے کہنا شروع کیا کہ میں مسجد دارالسلام میں اپنے مشن کو جاری رکھوں۔ میں اب چونکہ مساجد کے بارے میں پھر بددل ہوگیا تھا لہٰذا معذرت کرتا رہا تاآنکہ ایک روز وہ ستّر پچھتّر سالہ، طویل القامت، اور قوی الجثّہ انسان جس کی آواز بھی بھاری اور دبنگ تھی۔ میرے مکان کے باہر کرسی بچھا کر انتہائی مسکینی کے انداز میں یہ کہہ کر بیٹھ گیا کہ میں یہاں سے اُس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک تم میری فرمائش قبول نہیں کر دگے ـــــ ! چار ونا چار میں نے حامی بھرلی ـــــ چنانچہ وہ دن اور آج کا دن مسجد دارُالسّلام، باغِ جناح، لاہور کا اجتماعِ جمعہ ـــــ دنمازِ عیدین پاکستان بھر میں تو مشہور ہیں ہی، بیرونِ ملک بھی جانے پہچانے جاتے ہیں ـــــ یہاں تک کہ ۸۲-۱۹۸۳ء کے دوران جبکہ مغربی تہذیب کی دلدادہ خواتین کی جانب سے میری شدید مخالفت، اور مرحوم ضیاء الحق صاحب کی مجلسِ شوریٰ سے میرے استعفٰے کے باعث میرا نام بیرون ملک بھی بہت اچھل گیا تھا، مسجد دارالسّلام کے اجتماعِ جمعہ ـــــ کا ذکر اور اس کے فوٹو وال اسٹریٹ جرنل نیویارک، ٹورنٹو اسٹار کینیڈا، اور لاس انجلیز ٹائم کیلیفورنیا تک میں شائع ہوئے۔

۶ - حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن لاہور میں حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن کہاں کہاں قائم رہے، اس کا کوئی ریکارڈ نہ تو محفوظ ہے، نہ ہی اس کی چنداں ضرورت ہے۔ یہ حلقے جیسے کہ آغاز میں عرض کیا گیا تھا۔ کرشن نگر سے شروع ہوئے اور پھر دل محمد روڈ، سانده، ڈھولنوال، پنجاب یونیورسٹی اسٹاف کالونی، انجنیرنگ یونیورسٹی کے ہاسٹلز، ایم اے او کالج، میڈیکل کالج ہاسٹل کی مسجد، گڑھی شاہو میں حاجی عبدالواحد مرحوم کا مکان، اقبال کالونی، علامہ اقبال روڈ کی مسجد، رفاہِ عام ہال شادباغ، برکت علی اسلامیہ ہال، مسجد بیرون شاہ عالمی گیٹ، آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس کے آفس واقع ۷۔ فرینڈیز

کالونی، ملتان روڈ، اور نمعلوم کہاں کہاں قائم رہے ہے ـــــ گویا کم از کم لاہور کی حد تک تو ؎

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے　　بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

والا معاملہ ہو گیا۔

ان میں سے بعض کے اجتماعات ہفتہ وار ہوتے تھے اور بعض کے پندرہ روزہ، چنانچہ جمعہ اور اتوار کے روز تو اکثر تین تین درس یا خطاب ہو جاتے تھے! پھر ان میں سے اکثر میں تو مطالعۂ قرآن حکیم کا منتخب نصاب مکمل بیان ہوا۔ بعض میں اس کی بھی تلخیص ہی بیان ہو پائی۔

بہر حال ان میں راقم کی جو توانائیاں صرف ہوئیں اُن کے ضمن میں راقم کو تو اُس وقت بھی پورا اطمینان تھا اور آج بھی کامل اطمینان ہی نہیں انشراح و انبساط ہے کہ ؎ "جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا!" کے مصداق وہ توانائیاں اور قوتیں اللہ ہی کی عطا کردہ تھیں اور اگر اس تعالیٰ ہی کے کلام کے اِفشاء (حدیثِ مبارک میں الفاظ وارد ہوئے ہیں "وَافْشُوْهُ") و اشاعت میں صرف ہو گئیں تو اِن کا اس سے بہتر اور کیا مصرف ممکن تھا! ـــــ البتہ بعض بزرگوں نے جو تنبیہ کی تھی اُس کی صداقت بہت جلد ظاہر ہو گئی ـــــ ـــــ مثلاً شیخ سلطان احمد صاحب، کراچی نے انگریزی محاورے کے حوالے سے متنبہ کیا تھا کہ آپ تو اپنی شمع صرف دونوں اطراف ہی سے نہیں بیچ میں سے بھی جلا رہے ہیں۔ ـــــ اور مولانا جعفر شاہ پھلواروی مرحوم نے فرمایا تھا کہ: "آپ کیا غضب کر رہے ہیں! ہم تو جب جمعہ پڑھایا کرتے تھے تو معمول یہ ہوتا تھا کہ پورا جمعرات کا دن یا آرام کرتے تھے یا جمعہ کے خطاب کے بارے میں سوچ بچار، اور پھر نہ صرف یہ کہ جمعے کے دن نہ صبح کوئی کام کرتے تھے نہ شام کو، بلکہ ہفتہ کا دن بھی کامل آرام کرتے تھے!" بہر حال میری اعتدال سے بڑھی ہوئی جانفشانی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۷۸ء میں صحت نے ایک دم جواب دے دیا، جس کی تفصیل میں اپنی ایک دوسری تحریر میں درج کر چکا ہوں ـــــ قصہ مختصر یہ کہ اواخر ۷۸ء میں مَیں اس دوراہے پر کھڑا تھا کہ "یا چناں کن یا چنیں" کے مصداق یا تو یہ دعوت و تحریکِ قرآنی جس حد تک آگے بڑھ آئی ہے اس سے بھی قدرے پسپائی اختیار کر کے اِسے

، کر دیا جائے کہ بس اس سے زیادہ نہیں، یا پھر میڈیکل پریکٹس کو خیرباد کہہ کر "ہمہ تن اور ہمہ وقت" اسی میں لگ جایا جائے ـــــ اور الحمدللہ کہ فروری ۱۹۷۱ء میں حج کے موقع پر ارضِ مقدس میں حتمی طور پر مؤخرالذکر فیصلہ کر کے راقم واپس آیا اور آتے ہی مطب بند کر دیا اور جملہ اوقات اور کل توانائیاں اسی ایک کام پر مرتکز کر دیں۔ تو مارچ ۱۹۷۱ء سے اس دعوت و تحریک کی رفتار پہلے سے ایک دم کئی گنا بڑھ گئی۔ چنانچہ ایکؔ جانب تو اس کا لاہور سے باہر دائرۂ اثر جو اس وقت تک صرف 'میثاق' اور دوسری مطبوعات یا گاہے گاہے بیرونی اسفار تک محدود تھا ایک دم بہت وسعت اختیار کر گیا (اس کا تفصیلی ذکر اس دعوت و تحریک کے دورِ ثانی کی رُوداد کے ضمن میں آئے گا۔) اور دوسری جانب ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء کو 'مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور' کا قیام عمل میں آگیا اور یہ دعوت و تحریک اپنے دوسرے دور میں داخل ہوگئی۔

۶۔ آغاز سے سلسلہ وار درسِ قرآن لاہور کے ان حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن اور مرکزی درس کے ضمن میں اس بات کا بھی ذکر ہو جائے تو اچھا ہے کہ مسجد خضراء میں راقم نے آغاز میں منتخب نصاب کا درس دیا تھا، اس کی تکمیل پر شروع سے مسلسل درسِ قرآن شروع ہوا۔ پھر اک بار کسی سبب سے قدرے وقفہ ہوا تو دوبارہ پھر ایک بار منتخب نصاب کا اعادہ کیا ـــــ اور اس کے بعد مسلسل درس جاری کیا ـــــ پھر مسجد شہداء میں بھی اوّلاً منتخب نصاب ہی بیان ہوا، اس کے بعد وہاں بھی آغاز سے مسلسل درس شروع کر دیا۔ اس طرح ایک زمانے میں لاہور میں ان دو مقامات پر مسلسل درس جاری تھا۔ (بعد میں مسجد خضراء کا درس مسجد دارالسّلام میں منتقل ہو گیا۔) لیکن افسوس کہ اتوار کی صبح کی نشست کے ختم ہو جانے کے باعث اس مسلسل درس کا سلسلہ بہت سُست رفتاری سے آگے بڑھ سکا۔ چنانچہ ان سطور کی تحریر کے وقت تک یہ درس اٹھائیسویں پارے کے اختتام تک پہنچ سکا ہے۔ مزید افسوس کی بات یہ کہ اگرچہ بہت سے حصّوں کے دروس ٹیپ میں محفوظ ہیں، اس کی مکمل اور مسلسل ریکارڈنگ محفوظ نہیں ہے۔ اور اگرچہ بہت سے احباب کا شدید تقاضہ ہے کہ ایک بار ازسرِنو سورۂ فاتحہ سے آغاز کر کے پورے قرآن حکیم کے درس کو ٹیپ میں محفوظ کر لیا جائے اور فی الوقت "قرآن

آڈیٹوریم"، کا جو عظیم منصوبہ زیر تکمیل ہے اس کی بنیادیں بھی یہی خواہش یا آرزو کارفرما ہے لیکن اپنی عمر اور صحت کی کیفیت کے پیش نظر اس کی امید بہت ہی کم ہے اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ ——— اور ظاہر ہے کہ اس کی شان یقیناً یہ ہے کہ " وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ" ——— اور ہمارا ایمان بھی یہ ہے کہ ہوگا وہی جو وہ چاہے گا! اور ہمارے شایانِ شان تو یہی ہے کہ اس کی رضا پر راضی رہیں ———!

" لاہور کے حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن" اور " اتوار کی صبح کے مرکزی درس" کا یہ بیان نامکمل رہے گا ——— اگر دو چیزیں ہدیۂ قارئین نہ کر دی جائیں

۷ - اعلان شائع شدہ 'میثاق' جنوری ۷۶ء | ایک 'میثاق' بابت جنوری ۱۹۷۶ء کے کور کے اندرونی جانب شائع شدہ اعلان کا عکس،

حسن اتفاق سے اس بار ہجری اور عیسوی سن تقریباً ساتھ شروع ہوئے ہیں
اور ان کے ساتھ ہی لاہور میں

ڈاکٹر اسرار احمد

کی قرآن مجید کے علم و حکمت کے نشر و اشاعت کی مساعی بھی آٹھ سال مکمل
کرکے نویں میں داخل ہوگئی ہیں اور اس وقت ان کے

درس قرآن کی مستقل ہفتہ وار نشستوں

کا پروگرام حسب ذیل ہے :

——— (۱) ———

ہر جمعرات کو بعد مغرب برکت علی اسلامیہ ہال میں

مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب کا نصف آخر زیر درس ہے

——— (۲) ———

ہر جمعہ کو قبل جمعہ (۱ بجے) جامع مسجد نیو یونیورسٹی کیمپس میں

مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب ابتداء سے زیر درس ہے

——— (۳) ———

ہر ہفتہ کو بعد عصر مسجد دارالسلام باغ جناح میں

قرآن حکیم سورۂ بنی اسرائیل سے آگے سلسلہ وار زیر درس ہے

(۳)

هر اتوار کو صبح ۹ بجے، مسجد شہداء ریگل چوک میں
قرآن حکیم ابتداء سے سلسلہ وار زیر درس ہے
(حال ہی میں تیسرے پارے کا آغاز ہوا ہے)

ع ''صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے''

المعـــــــــــلن
میاں محمد رشید، ناظم اعلیٰ، انجمن خدام القرآن لاہور

۸ - کچھ ذاتی، اور بعض ناقدین کے تأثرات دوسرے ان دروس کے بارے میں خود میرے اپنے اور دو دیگر حضرات کے تأثرات کے ذکر پر مشتمل میری تحریر جو دسمبر ۱۹۷۶ء کے 'میثاق' میں اس وقت شائع ہوئی تھی جب مولانا امین احسن اصلاحی سے میرے تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے، اور ان کی جانب سے میری مخالفت کی مہم شدت کے ساتھ جاری تھی۔

'اور اس عاجز پر اللہ کا یہ بڑا فضل ہے......... اور سب سے بڑھ کر اطمینان بخش بات یہ ہے کہ اس دعوت کا آغاز نہ کسی مصنف کی تصانیف سے ہوا نہ کسی خطیب کے خطبات و تقاریر سے بلکہ 'اللہ' درس قرآن، سے ہوا ــــ اور اللہ کی کتاب کی ترجمانی اور افہام و تفہیم میں بھی، بفضلہ تعالیٰ وعونہ، کسی ایک لکیر کی فقیری نہیں بلکہ ابوالکلام اور ابوالاعلیٰ کی دعوت جہاد کا عنصر بھی شامل ہے اور فراہیؒ اور اصلاحی کے تفکر و تدبر[۱] کا جوہر بھی، اور شیخ الہندؒ اور شیخ الاسلامؒ کے احوال باطنی و نکات روحانی کی چاشنی بھی موجود ہے اور ڈاکٹر اقبال کے جذبہ ملی کی حرارت اور ان کی اور ڈاکٹر رفیع الدین کی علوم جدیدہ اور فکر جدید پر قرآن حکیم کی روشنی میں جرح و تنقید کی کڑوی کونین بھی! ــــــــ

یہی وجہ ہے کہ ناقدین نے تو یہ کہا ہے کہ "آپ کے درس کے بارے میں یہ بات بہرحال ماننی پڑتی ہے کہ اس سے ہر شخص کچھ نہ کچھ ضرور لے کر اٹھتا ہے[۲]۔ اور احباب کا کہنا یہ ہے کہ اس میں حد درجہ 'جامعیت' ہوتی ہے ــــ اگر ان کا خیال کسی بھی درجے میں صحیح ہے اور جامعیت سے کوئی حصہ راقم کو فی الواقع ملا ہے تو یہ سراسر فیض

ہے امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے اُنسِ قلبی، مناسبتِ ذہنی اور کسی درجے میں نسبتِ روحانی کا۔ اور اگر ان کا خیال مطابقِ واقعہ نہیں تب بھی راقم ربّ العزّت سے خواست گار ہے کہ وہ اسے اُس جامعیتِ کُبریٰ میں سے قدرِ قلیل ہی سہی مگر کچھ نہ کچھ حصہ ضرور عطا فرما دے جس کا مظہرِ اتمّ تھے بارھویں صدی ہجری میں امام الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور چودھویں صدی ہجری میں شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ ——— گویا بقول اقبالؔ ؎

"میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو میں ہوں خزف تو تُو مجھے گوہرِ شاہوار کر!"

اور ظاہر ہے کہ اللہ کی شانِ کریمی سے یہ بعید بھی نہیں۔ ع

"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"

لے یہ بات اب تو یقیناً مولانا اصلاحی اور ان کے بعض شاگردوں کو بہت ناگوار ہوگی لیکن غالباً مولانا بھولے نہ ہوں گے جناب وحید الدین خاں صاحب، مؤلّف "تعبیر کی غلطی" اور مدیرِ مجلّہ "الرّسالہ" دہلی کی شہادت جو انہوں نے راقم کے بعض دروس میں شمولیت کے بعد مولانا کے سامنے دی تھی کہ راقم کے درس میں فکرِ فراہیؒ کے اثرات سموئے ہوئے ہیں اور اگر یہ یاد نہ ہو تو بھی مولانا کے اپنے وہ الفاظ تو مطبوعہ موجود ہیں جو انہوں نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" پر تقریظ میں تحریر فرمائے تھے کہ ——— "اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے قلم میں برکت دے کہ وہ ایسی بہت سی چیزیں لکھنے کی توفیق پائیں۔ ہماری بہت سی عزیز امیدیں ان سے وابستہ ہیں" عجب اتفاق ہے کہ اسی کے لگ بھگ الفاظ مولانا سیّد سلیمان ندویؒ نے مولانا حمید الدین فراہیؒ کی وفات پر تعزیتی مضمون میں ان کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا اصلاحی کے بارے میں لکھے تھے کہ "...... جن میں قابلِ ذکر مولوی امین احسن اصلاحی ہیں، ہماری آئندہ توقعات ان سے بہت کچھ وابستہ ہیں"۔

لے یہ الفاظ ہیں مولانا اصلاحی کے شاگردِ رشید جناب خالد مسعود صاحب کے برادرِ نسبتی ڈاکٹر انوار احمد بگوی کے جو راقم کے کرم فرماؤں، اور شدید ناقدوں میں سے ہیں۔

۹ ۔ مولانا اصلاحی کا درس قرآن وحدیث

کرشن نگر میں جیسے ہی میرے حلقۂ درس شروع ہوئے، میں نے ایک ہفتہ وار درس قرآن وحدیث مولانا امین احسن اصلاحی کا بھی شروع کرا دیا۔ جو ابتداءً میرے ہی مکان پر ہر اتوار کی سہ پہر کو ہوتا تھا لیکن کچھ عرصے کے بعد بیرن روڈ کی مسجد میں منتقل ہوگیا۔ اس درس میں ابتداءً تو حاضری اچھی رہی لیکن جلد ہی محسوس ہوا کہ مولانا کے علمی مقام اور سامعین کی ذہنی سطح کے مابین فرق وتفاوت بہت زیادہ ہے لہٰذا لوگوں کی دلچسپی کم ہوتی چلی گئی۔ ادھر کچھ عرصہ کے بعد مولانا شدید علیل ہوگئے اور یہ علالت بھی کچھ اعصابی اور کچھ ذہنی تھی ـــــ لہٰذا یہ سلسلۂ درس بھی منقطع ہوگیا۔

★★★

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تالیف وحدت اُمت ہیں اگر

○ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور مولانا سیّد انور شاہ کاشمیریؒ

کے دو ایمان افروز اور سبق آموز واقعات کے سوا اور کچھ نہ لکھتے

تب بھی یہ کتاب موتیوں میں تُلنے کی مستحق ہوتی

وقت کے اہم ترین موضوع پر اس بہترین اور مفید ترین کتاب کو

اب مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے شایانِ شان طور پر شائع کیا ہے۔

بڑے سائز کے ۵۲ صفحات ○ عمدہ دبیز کاغذ ○ دیدہ زیب کور

ہدیہ : ۴ روپے ○ علاوہ محصول ڈاک

۳۔ دارالاشاعت الاسلامیہ لاہور

اور سلسلۂ مطبوعات قرآن اکیڈمی

'دعوت رجوع الی القرآن' اور 'تحریک تعلیم و تعلّم قرآن' کے دورِ اوّل کا تیسرا اہم سنگ میل 'دارالاشاعت الاسلامیہ لاہور' اور اس کا سلسلۂ مطبوعات ہے۔

میرا یہ خالص نجی اشاعتی ادارہ اوائل ۱۹۶۶ء ہی میں قائم ہو گیا تھا۔ چنانچہ "تحریکِ جماعتِ اسلامی" کا پہلا ایڈیشن بھی اسی کے زیرِ اہتمام اپریل ۶۶ء میں شائع ہوا ——— اور ماہنامہ 'میثاق' کا میرے زیرِ ادارت اجرا بھی اگست ۶۶ء میں اسی کے تحت ہوا۔

اس ادارے کے قیام کا "مقصد" جو 'میثاق' کے کور پر پہلے ٹائپ میں چھپتا رہا، بعد ازاں ستمبر ۶۸ء کے ایک خوشنما بلاک کی صورت میں مستقل طور پر شائع ہوتا رہا، اس اشاعت کے کور پر دیکھا جا سکتا ہے، جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ بحمداللہ راقم کے اہداف بالکل آغاز ہی سے نہایت واضح تھے! اور ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ موجودہ زمانے میں ان مقاصد کے تحت قائم ہونے والے ادارے سے کسی 'مالی منفعت' کے حصول کا امکان کسی ایسے ہی شخص کے ذہن میں آسکتا ہے جو عقل سے بالکل کورا ہو!

ایک اور اہم حقیقتِ واقعی بھی، جسے اس سے قبل راقم نے نجی گفتگوؤں میں تو بارہا بیان کیا ہے، تاہم آج تک تحریر میں نہیں آئی، آج مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُسے ریکارڈ پر بھی لے آیا جائے۔ اور وہ یہ کہ لاہور منتقل ہونے کے فوراً بعد میں نے مولانا امین احسن اصلاحی کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن حکیم کے علم سے حصّہ وافر عطا فرمایا ہے، اور مجھے کسی قدر تنظیمی صلاحیت سے نوازا ہے، ہم دونوں مل کر ایک ادارہ قائم کر سکتے ہیں جو قرآن حکیم کے علم و حکمت کی اشاعت کا کام کرے اور خاص طور پر قرآن کے نام پر سنتِ رسولؐ کے استخفاف اور مخالفت کا جو فتنہ غلام احمد پرویز کی تصانیف کے ذریعے پھیل رہا ہے اس کی بیخ کنی کریں۔

اس لیے کہ اب تک اِس فتنے کے جواب میں علماء کرام نے صرف مدافعانہ روش اختیار کی ہے، یعنی حجیّتِ حدیث اور اہمیّتِ سنّت کے موضوع پر کتابیں شائع کی ہیں، جبکہ ضرورت اِس امر کی ہے کہ اس فتنے پر جارحانہ حملہ کیا جائے اور اس کے مقابلے میں ایک جوابی قرآنی تحریک برپا کی جائے جو ع "عشق خود اک سیل ہے، سیل کو لیتا ہے تھام"! کے انداز میں پرویزیت کے گمراہ کُن اور نام نہاد 'فکرِ قرآنی' کا استیصال کرے ——— البتّہ اس سلسلے میں معاملہ کی یہ بات واضح طور پر طے ہو جانی چاہیے کہ مجوّزہ ادارہ آپ کی اوسط معیار کے مطابق پوری مالی کفالت کا ذمّہ لے گا، لیکن پھر آپ کی جُملہ تصانیف اس ادارے کی ملکیّت ہوں گی ——— اگرچہ آپ پر تحریر اور تصنیف و تالیف کے ضمن میں کسی مقدار کی کوئی پابندی ہرگز نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ آزاد ہوں گے کہ فطری رفتار سے اطمینان کے ساتھ تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھیں"! ——— لیکن افسوس کہ مولانا نے میری اِس تجویز کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ "آپ میرے حالات و مسائل سے واقف نہیں ہیں"! اور مولانا کے اس انکار کے بعد ہی راقم نے مجبوراً اپنا نجی اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ جس نے مولانا سے اُن کی تصانیف کا حق اشاعت نقد معاوضے پر حاصل کیا۔ چنانچہ 'میثاق' بابت نومبر ۶۸ء کے کور پر مولانا کی جانب سے یہ "اہم اعلان" جلی طور پر شائع ہوا کہ:

"میری تصنیفات میں سے اکثر کے پہلے ایڈیشن عرصہ سے ختم ہو چکے تھے۔ قدردانوں کا شدّت سے اصرار تھا کہ اُن کی طباعت اور اشاعت کا کوئی قابلِ اطمینان انتظام کیا جائے لیکن حالات مساعد نہ ہونے کی وجہ سے کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا تھا۔ اب میں نے ان کتابوں کی طباعت و اشاعت کا کام ڈاکٹر اسرار صاحب، مالک

دار الاشاعۃ الاسلامیہ لاہور

کوثر روڈ، اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور - 1 (فون 69522)

کے سپرد کیا ہے، امید ہے کہ یہ انتظام قابلِ اطمینان ثابت ہوگا اور جلد یہ کتابیں چھپنی شروع ہو جائیں گی . . . . "!

یہاں اس بات کی مزید وضاحت ہو جائے تو بہتر ہے کہ مندرجہ بالا الفاظ میں جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ واقعۃً اتنی سادہ نہیں تھی۔ صورت واقعی یہ تھی کہ مولانا کو جماعتِ اسلامی سے علیٰحدہ ہوئے دس سال بیت چکے تھے اور چونکہ اس عرصے میں کوئی ادارہ یا نئی ہیئتِ تنظیمی قائم نہیں ہوسکی تھی لہٰذا اُن کی تصانیف بالفعل "نَسْيًا مَّنْسِيًّا" کی مصداق بن چکی تھیں ——— اور جب دارالاشاعت الاسلامیہ نے اُن کی طباعت کا سلسلہ شروع کیا تو مولانا نے فرطِ جذبات میں یہ الفاظ فرمائے تھے: "میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے دوبارہ زندہ کر دیا!" بالخصوص جب تفسیر تدبّرِ قرآن کی جلد اوّل طبع ہوئی اور الفاظِ قرآنی: "وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ" کے مصداق نہایت اعلیٰ معیار پر اور حد درجہ آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی تب تو اُن کا تشکر و امتنان انتہا کو پہنچ گیا۔ (اس لیے کہ اُس کا مسوّدہ حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب کے پاس گویا 'رہن' تھا اور مَیں نے ہی اُسے واگذار کرایا تھا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ مولانا نے اپنی ضروریات کے لیے وقتاً فوقتاً حکیم صاحب سے کچھ رقوم قرض لی تھیں، جن کی واپسی کی کوئی صورت ممکن نہیں ہو رہی تھی، ایک بار حکیم صاحب ملاقات کیلئے آئے تو مولانا نے تفسیر کی جلد اوّل کا تصحیح شدہ مسوّدہ اُن کے سامنے رکھ دیا گویا زبانِ حال سے کہہ رہے ہوں کہ ؎ "یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر۔ اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر!" چنانچہ حکیم صاحب اسے لے تو گئے لیکن ان کی 'وہابیت' اُس کی اشاعت میں حائل رہی اور وقت اسی طرح گزرتا جارہا تھا کہ میری لاہور منتقلی ہوگئی اور میں نے حکیم صاحب کی رقم اُن کو ادا کر کے مسوّدہ حاصل کرلیا!

بہرحال 'دارالاشاعت الاسلامیہ لاہور' نے چھ سالوں کے عرصے میں تفسیر تدبّرِ قرآن کی دو ضخیم جلدوں کے علاوہ مولانا اصلاحی کی دو معرکۃ الآرا تصانیف، جن سے مجھے آج تک عشق کی حد تک تعلقِ خاطر ہے، یعنی "دعوتِ دین اور اس کا طریقِ کار" اور "مبادیٔ تدبّرِ قرآن" شائع کیں۔ اور ان کے علاوہ دو چھوٹے کتابچے بھی شائع کیے یعنی "قرآن اور پردہ" اور "اقامتِ دین کے لیے انبیاءِ کرام کا طریقِ کار"۔

۱۹۷۲ء میں جیسے ہی انجمن خدّام القرآن قائم ہوئی، راقم نے 'دارالاشاعت' کی بساط لپیٹ دی، چنانچہ مولانا کی تصانیف کی اشاعت کے ضمن میں بھی ایک نیا معاہدہ انجمن اور مولانا کے مابین

طے پاگیا! اور یہ معاملہ ۱۹۷۶ء میں مولانا سے راقم کے ذاتی تعلقات کے انقطاع کے بعد بھی جاری رہا۔ تاآنکہ ۱۹۸۲ء میں یہ تعلق بھی منقطع ہو گیا۔ جس کے سبب کی وضاحت کے لیے 'حکمت قرآن' بابت جولائی و اگست ۸۲ء میں راقم کی یہ عبارت شائع ہوئی:

"مولانا امین احسن اصلاحی سے 'وصل و فصل' کی داستان کے آخر میں عرض کیا گیا تھا کہ:

"مولانا کے ساتھ تعلق کا جو تسمہ اب لگا رہ گیا ہے وہ صرف مصنّف اور ناشر کے تعلق کی نوعیت کا ہے اور وہ بھی راقم اور مولانا کے مابین نہیں بلکہ انجمن خدّام القرآن اور مولانا کے مابین ہے"۔

قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اب یہ تعلق بھی ختم ہو چکا ہے اور انجمن نے اپنی ادا کردہ رقم واپس لے کر مولانا کو ان کی جملہ تصانیف کے حقوقِ اشاعت واپس لوٹا دیئے ہیں سبب اس کا یہ ہوا کہ 'تدبر قرآن' کی جلد چہارم میں سورۂ نور کی تفسیر کے ضمن میں مولانا نے حدِ رجم کے بارے میں جو رائے ظاہر کی ہے اُس نے کم از کم اس مسئلے میں انہیں اہلِ سنّت کی صفوں سے نکال کر منکرینِ حدیث کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ جس وقت یہ جلد چھپی راقم نے ابھی اسے پڑھا نہیں تھا۔ بعد میں جب یہ بات راقم کے علم میں آئی تو سخت صدمہ ہوا کہ اس رائے کی اشاعت میں راقم الحروف اور اس کی قائم کردہ انجمن خدّام القرآن بھی شریک ہے۔ تاہم جو تیر کمان سے نکل چکا تھا اُس پر تو اب سوائے استغفار کے اور کچھ نہ کیا جا سکتا تھا۔ البتہ اس جلد کی دوبارہ اشاعت پر طبیعت کسی طور سے آمادہ نہ ہوئی ——— ادھر یہ بھی کسی طرح مناسب نہ تھا کہ ایک مصنّف کی تصنیف کی اشاعت صرف اس لیے رُک جائے کہ وہ اُس کے حقوقِ اشاعت کسی ادارے کے ہاتھ فروخت کر چکا ہے ———

بنا بریں تفسیر 'تدبر قرآن' کی بقیہ چار جلدوں کے ناشر برادرم ماجد خاور صاحب نے جیسے ہی مولانا کی جملہ تصانیف کے حقوقِ اشاعت کی واپسی کے سلسلہ میں گفتگو کی' راقم نے فوری آمادگی کا اظہار کر دیا اور الحمد للہ کہ خاور صاحب کی مساعیٔ جمیلہ اور مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کی مجلسِ منتظمہ کی منظوری سے یہ معاملہ بغیر کسی تلخی کے بہ حسن وجوہ طے پا گیا ———

الغرض مولانا سے اب یہ رشتہ بھی بالکلیہ منقطع ہو گیا ہے"!

اسرار احمد

بہرحال مولانا امین احسن اصلاحی اور اُن کی تصانیف کی طباعت و اشاعت کا ذکر تو اس وقت جملۂ معترضہ اور اصلاً اس تحریر کے تکملہ کے حکم میں ہے جو راقم نے دسمبر ۷۶ء میں مولانا سے اپنے "وصل و فصل" کی داستان کے ضمن میں لکھی تھی، فی الوقت تاریخ دعوتِ رجوع الی القرآن کے سلسلے میں اصل اہمیت راقم کے اُن چار کتابچوں کو حاصل ہے جو اس تحریک کے دورِ اوّل میں دارالاشاعت الاسلامیہ کے زیرِ اہتمام شائع ہوتے، اور جن میں سے دو کو تو بلاشبہ اس دعوت و تحریک کے سنگ ہائے میل ہی نہیں، سنگِ بنیاد کی حیثیت حاصل ہے یعنی:

۱۔ 'اسلام کی نشأۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام' اور

۲۔ 'مسلمانوں پر قرآنِ مجید کے حقوق'۔

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ

یہ مختصر سی تحریر مئی ۶۷ء میں راقم کے قلم سے کسی انتہائی جذب و کیف کے عالم میں صادر ہو کر جون ۶۷ء کے 'میثاق' میں بطور 'تذکرہ و تبصرہ' شائع ہوئی تھی اور اس میں ایمان و اسلام کے اعتبار سے موجود الوقت احوال کا جائزہ لے کر "اسلام کی نشأۃ ثانیہ" کی پہلی شرطِ لازم یعنی "تجدید ایمان" کے لیے قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کی اساس اور وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر ــــــ "ایک زبردست علمی تحریک" کی ضرورت کی نشاندہی کی گئی تھی۔ اور اس کے آغاز کے لیے ایک "قرآن اکیڈمی" کے قیام کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ بعد میں اسے کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا جس کو تعلیم و تعلّم قرآن کی فکری اساس اور مینی فسٹو (MANIFESTO) کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

اس تحریر پر سب سے پہلا ردِّ عمل' اور سب سے گہرا تأثر تو پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کی جانب سے ظاہر ہوا۔ چنانچہ انہوں نے زبانی تو یہ فرمایا کہ: "گزشتہ پچاس سال کے دوران جتنا دینی لٹریچر کم از کم اُردو زبان میں شائع ہوا ہے وہ سب میری نظر سے گزرا ہے لیکن میں نے اس معیار کی کوئی تحریر آج تک نہیں دیکھی"! ــــــ اور پھر شدتِ تأثر میں ایک مبسوط مقالہ سپردِ قلم کر دیا (جو اس اشاعت میں بھی شامل کیا جا رہا ہے) اور چونکہ اس مقالے نے میری پُرزور تائید اور کلّی تصویب و تحسین کے علاوہ بجائے خود "فکرِ مغرب کی اساس اور اس کا تاریخی پس منظر" کے موضوع پر ایک نہایت قیمتی دستاویز کی صورت اختیار کر لی تھی، لہٰذا "اسلام کی نشأۃ ثانیہ" کے

پہلے ایڈیشن میں افادۂ عام کی غرض سے راقم نے اسے بھی شامل کر لیا تھا ـــــــ چنانچہ ان دونوں تحریروں پر جو مجموعی تبصرہ مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم کے قلم سے 'صدقِ جدید' (۷ فروری ۶۹ء) میں شائع ہوا، اُس کا اقتباس درج ذیل ہے:

"دونوں مقالے ماہ نامہ 'میثاق'، لاہور میں قسط وار نکل چکے ہیں دونوں کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ دونوں فکر انگیز ہیں۔ اور ایک طرف جوش و اخلاص، دوسری طرف دانش و باریک بینی کے مظہر ہیں۔ مرض کی تشخیص اور تدبیر علاج، دونوں میں دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ تشخیص اور علاج اناڑیوں اور عطائیوں کا سا نہیں، رسالہ ہر پڑھے لکھے کے ہاتھ میں جانے کے قابل ہے۔"

مولانا عبدالماجد دریا بادی

اس کے علاوہ یُوں تو اس کتابچے پر نہایت زوردار تبصرے ملک کے تقریباً سب ہی دینی اور علمی جرائد نے شائع کیے، لیکن پاکستان ٹائمز لاہور کے مضمون نگار جناب صفدر میر نے جو 'زینو' کے قلمی نام سے علمی اور ادبی تبصرے لکھا کرتے تھے، اس پر ایک طویل مقالہ سپردِ قلم کیا جو اخبار کے ادارتی صفحے پر شائع ہوا۔ اس کا ایک مختصر سا اقتباس بھی ریکارڈ پر لے آئے جانے کے قابل ہے:

".........Many official and unofficial, political and non-political agencies have recently been trying to issue calls and manifestoes for starting a renaissance movement in the thought of Islam. The most recent and by far the most interesting is a pamphlet by Dr. Israr Ahmed,..........This pamphlet, "Islam Ki Nisha'at-e-Sania", is a very important document and needs to be studied by all Muslims because it makes the attempt, rare in these days, to come to grips with the fundamental issue of our situation as Muslims in the modern world......"

'Cultural Notes' by 'ZENO'

The Pakistan Times, Lahore, Friday, June 14, 1968

ذاتی طور پر راقم کے لیے سب سے زیادہ اطمینان بخش اور حوصلہ افزا تبصرہ برادرِ عزیز ابصار احمد سلمہٗ کا تھا۔ جو ان ہی دنوں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے (فلسفہ) سے فرسٹ کلاس فرسٹ حیثیت میں فارغ ہو کر فلسفے کی مزید تحصیل کے لیے انگلستان گئے تھے۔ (میں نے تو انہیں ایم اے

فلسفہ کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں ایم اے نفسیات کے لیے داخلہ دلواکر ڈاکٹر محمد اجمل صاحب کی شاگردی میں دے دیا تھا۔ لیکن پھر اچانک گھر بیٹھے پی ایچ ڈی کے لیے وظیفہ مل جانے پر وہ انگلستان چلے گئے تھے۔ اس پر خاندان کے تقریباً سب ہی لوگ پریشان تھے کہ ایک تو انگلستان کا ماحول اور دوسرے فلسفے کی تعلیم!! اللہ ہی خیر کرے!! تاہم مجھے ایک گونہ اطمینان حاصل تھا اس لیے کہ چار پانچ سال قبل منٹگمری میں جو اسلامی ہاسٹل میں نے قائم کیا تھا وہ اس میں مجھ سے مطالعۂ قرآن حکیم کے منتخب نصاب" کا درس لے چکے تھے اور اُن کے ذہن کو حکمت قرآنی سے مناسبت حاصل ہو چکی تھی۔ تاہم جب میں نے اُن کے ۴ ا دسمبر ۶۶ء کے خط میں یہ الفاظ پڑھے: "نومبر دسمبر ۶۶ء کا میثاق، مضامین کے تنوع کے اعتبار سے بہت اچھا تھا۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب کا مضمون (فکر مغرب کی اساس اور اس کا تاریخی پس منظر) خاصا معلومات افزا ہے اور تحریر میں بھی اُن کا زور دار انداز تکلّم جھلکتا ہے ۔ ۔ ۔" تو رہی سہی تشویش بھی ختم ہو گئی ــــــ اور پھر جب ۲۵ر دسمبر ۶۷ء کے خط میں انہوں نے لکھا: (شائع شدہ 'میثاق' فروری ۶۸ء)

"جون ۶۷ء کے پرچے کا 'تذکرہ وتبصرہ' بلامبالغہ پانچ چھ مرتبہ پڑھا ہے اور ہر بار کوئی نہ کوئی نیا نکتہ ہاتھ لگا ہے!"

تب تو کامل اطمینان حاصل ہو گیا کہ 'ان شاء اللہ العزیز' انگلستان کا ماحول اور فلسفے کی تعلیم اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ اور الحمدللہ کہ راقم کا یہ وثوق واطمینان صحیح ثابت ہوا ــــــ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ!!

'انجمن خدام القرآن' اور 'تنظیم اسلامی' کی تربیت گاہوں میں راقم الحروف نے اپنی اس مختصر تحریر کو بار با وضاحت کے ساتھ بیان کیا تو تین تین گھنٹوں کی کم ازکم دو نشستوں میں بات مکمل ہو سکی اور رفقاء واحباب نے اس تاثر کا شدّت اور اصرار کے ساتھ اظہار کیا کہ اس کی شرح 'لکھی جانی چاہیے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ کب اور کون اس خدمت کو سرانجام دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عزیزم ابصار احمد سلمہٗ ہی جنہوں نے اس کا انگریزی میں نہایت خوبصورت ترجمہ کیا ہے کبھی اس اہم خدمت کا بیڑا بھی اُٹھالیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو الفاظ قرآنی " وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا

(الفتح: ۲۶) کے مصداق اس کے حقدار ہی نہیں ذمہ دار بھی ہیں' اور فلسفے میں ایم فل (ریڈنگ) اور پی ایچ ڈی (لندن) کی ڈگریاں رکھنے کے ناطے یقیناً اہل بھی ہیں!

بہر حال راقم کو یقین ہے کہ ان شاء اللہ العزیز' یہ کتابچہ علامہ اقبال مرحوم کی "فکرِ اسلامی کی تشکیلِ جدید" کے ساتھ "حکمتِ ایمانی کی تدوینِ جدید" کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کرنے والے ضمیمے کی حیثیت سے تادیر زندہ رہے گا ——————— واللہ اعلم!

۲۔ قرآن مجید کے حقوق

'دعوتِ رجوع الی القرآن' کے ضمن میں فکری اعتبار سے جو حیثیت "اسلام کی نشاۃ ثانیہ" کی ہے' بحمد اللہ دینی اعتبار سے وہی مرتبہ و مقام "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کا ہے۔

اس کا اساسی تانا بانا مسجد خضرا سمن آباد میں میرے دو اوّلین خطاباتِ جمعہ (جنوری ۶۸ء) میں تیار ہوا تھا۔ اس کے بعد فروری ہی میں میں نے اسی موضوع پر متعدد مقامات پر (قصور' صادق آباد' جھنگ وغیرہ) تقاریر کیں' اور چونکہ ع "آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں" کے مصداق میرے ذہن میں خیالات کا ترشّح تقریروں کے دوران ہی ہوتا ہے' لہٰذا رفتہ رفتہ اس کتابچے کے مضامین بھی پختہ تر اور مکمل تر ہوتے گئے ——————— تا آنکہ وسط ۱۹۷۰ء میں جبکہ میں شدید علالت کی بنا پر 'آرام' کی غرض سے جوہر آباد بڑے بھائی اظہار احمد صاحب کے یہاں پندرہ روز کے لیے مقیم تھا' میں نے اسے موجودہ کتابی صورت میں مرتّب کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس' بقول پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" کتابچے کو عوام و خواص دونوں میں جو قبولِ عام عطا فرمایا اس کا تفصیلی بیان ضروری بھی نہیں اور اس میں کچھ زیادہ ہی 'خود ستائی' کا اندیشہ ہے لہٰذا صرف چند اشارات پر اکتفا کی جا رہی ہے:

۱۔ اب تک ہمارے اپنے اہتمام میں اس کے آٹھ ایڈیشن نو برائے فروخت طبع ہو چکے ہیں جن کے دوران کل ایک لاکھ چھبیس ہزار نسخے شائع ہوئے۔ مزید برآں ایک سال ماہ رمضان مبارک میں اس کا ایک سستا ایڈیشن 'مفت تقسیم' کے لیے شائع کیا گیا تھا اور وہ بھی ایک لاکھ کی تعداد میں

طبع ہوا تھا ـــــــ اس کے علاوہ بہت سے اداروں (مثلاً کراچی کے صدّیقی ٹرسٹ ا پاکستان نیشنل آئلز کی سیرت کمیٹی وغیرہ) نے اسے بڑی تعداد میں اپنے طور پر شائع کیا۔

۲۔ اس پر مولانا امین احسن اصلاحی اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم نے نہایت اعلیٰ تقاریظ لکھیں (ان کی تفصیل کی اس لیے کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ کتابچے کے آخر میں مستقلاً شائع ہوتی ہیں!)

۳۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی ماڈل ٹاؤن لاہور کی کسی کوٹھی میں ہفتہ وار مجلس سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اس کتابچے کی اشاعت کے بعد انہوں نے اجتماعات میں ان ہی پانچ حقوق کو سلسلہ وار بیان کیا ـــــــ اور پھر سامعین کا تأثر ان الفاظ میں نقل کیا کہ "آپ آج تک تو اِدھر اُدھر ہی کی باتیں کرتے رہے تھے، مفید دینی تقریریں تو آپ نے اب کی ہیں!"

۴۔ اس کا انگریزی ترجمہ پروفیسر محمد ابراہیم مرحوم نے جو اُن ہی دنوں ہیلی کالج آف کامرس کے شعبۂ انگریزی کی صدارت سے فارغ ہوئے تھے، انتہائی محنت اور ذوق وشوق کے ساتھ کیا پھر سکرپٹ کو خود ہی ٹائپ بھی کیا اور پریس میں ٹائپ SETTING بھی خود اپنی نگرانی میں کرائی اور دو تین بار پروف بھی خود پڑھے! (اور یہ سارا کام کلیتہً از خود' اور بغیر کسی معاوضے کے کیا!)

۵۔ اسی طرح اس کا فارسی ترجمہ بھی ڈاکٹر محمد بشیر حسین مرحوم' سابق صدر شعبۂ فارسی جامعہ پنجاب نے بالکل اسی شان کے ساتھ بلا فرمائش از خود و بلا مُزد کیا۔ (پروفیسر ابراہیم صاحب سے تو کسی حد تک میری ذاتی شناسائی تھی اس لیے کہ وہ سمن آباد کے درس کے مستقل شرکاء میں سے تھے! ڈاکٹر بشیر صاحب سے تو میرا سرے سے کوئی تعارف ہی نہیں تھا!)

۶۔ اسی طرح اس کا عربی ترجمہ برادرم صہیب حسن خلف الرشید مولانا عبد الغفار حسن نے بھی از خود کیا ـــــــ اور اس کا سبب یہ بیان کیا کہ "جب میں نے اس کتابچے کو پڑھا اور اس کا گہرا اثر اپنے دل پر محسوس کیا اس پر مجھے خیال آیا کہ اگر اس کتاب کا اثر ایک 'مولوی' کے دل پر بھی ہو سکتا ہے تو عام لوگوں کے حق میں تو یہ یقیناً کیمیا ثابت ہوگا!" ان کا ترجمہ پہلے ندوۃ العلماء' لکھنؤ کے ماہوار مجلہ "البعث الاسلامی" میں پانچ اقساط میں شائع ہوا۔ بعد ازاں "جمعیۃ خدام القرآن المرکزیہ بلاہور" نے اسے کتابچے کی صورت میں طبع کیا۔

۷۔ حال ہی میں اس کا سندھی ترجمہ بھی "انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی" نے شائع کیا ہے۔

۸۔ ایک افغان مہاجر عالم دین نے اس کا پشتو ترجمہ بھی مکمل کر کے از خود چھپوانے کے لیے کتابت کی غرض سے ایک کاتب صاحب کو دے دیا تھا۔ افسوس کہ اس کے بعد وہ کاتب صاحب لاپتہ ہو گئے! اللہ کرے کہ زندہ ہوں، اور اُن عالم دین کی محنت رائیگاں نہ جائے۔!

۹۔ آخری اور اہم ترین بات یہ کہ اس کتابچے کو راقم الحروف نے نومبر ۱۹۷۰ء میں مدینہ منورہ میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ پیش کیا کہ وہ اسے ایک نظر دیکھ لیں اور اگر کوئی غلطی محسوس کریں تو اصلاح فرما دیں۔ اس لیے کہ میں اسے بڑی تعداد میں شائع کرنا چاہتا ہوں، تو الحمدُ للہ کہ مولاناؒ نے مسجد نبویؐ میں اعتکاف کی حالت میں اس کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور صرف ایک مقام پر اصلاح تجویز فرمائی جو اگلے ایڈیشن میں کر دی گئی —— اس طرح بحمداللہ اس کتابچے کو مولانا بنوریؒ کی کلّی تصدیق و تصویب کی سعادت حاصل ہے!

بہر حال راقم کے نزدیک اُس کا سب سے بڑا توشۂ آخرت یہ کتابچہ ہے، اس لیے کہ ظاہر ہے کہ وہ ان لوگوں میں تو شامل نہیں ہے جو "من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل" پر تکیہ کر سکیں۔ تاہم راقم کو یقین ہے کہ اللہ کے بہت سے بندوں کو اس کتابچے کے ذریعے تذکّر بالقرآن، اور تدبّرِ قرآن کی ترغیب حاصل ہوئی ہے —— اور اِن شاء اللہ العزیز آئندہ بھی ہوتی رہے گی —— فَلَہُ الحَمدُ والمِنّۃُ

ان دو اساسی کتابچوں کے علاوہ دعوتِ رجوع الی القرآن کے دَورِ اوّل میں رقم کے دو اور کتابچے بھی شائع ہوئے، اور ان کے بھی اب تک متعدد ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں! جن کا سرسری سا تذکرہ درج ذیل ہے:

۳۔ دعوت اِلی اللہ

اس موضوع پر ایک تقریر راقم نے یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء کو باغ عام خاص ملتان میں جامعہ محمدیہ کے سالانہ جلسے میں کی تھی جو بعد ازاں "دعوت اِلی اللہ کی ضرورت و اہمیت اور اس کے اصول و مبادی" کے عنوان سے اوّلاً 'میثاق' میں اور بعد

ازاں کتابچے کی صورت میں شائع ہوئی۔

۴۔ قرآن اور امنِ عالم

اسی طرح اس عنوان سے بھی ایک تقریر راقم الحروف نے ستمبر ۱۹۶۸ء میں مجلس طلبائے اسلام کے پہلے تربیتی اجتماع کے موقع پر بنات الاسلام اکیڈمی، گلبرگ، لائلپور (حال فیصل آباد) میں کی تھی۔ اس کے بھی چار ایڈیشن اردو میں، اور متعدد ایڈیشن انگریزی میں طبع ہو چکے ہیں۔

حرفِ آخر

مولانا اصلاحی کی تفسیر اور تصانیف اور خود اپنی کتاب اور کتابچوں کے علاوہ اس دورِ اوّل میں راقم نے ایک نہایت گرانقدر تالیف ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم و مغفور کی بھی شائع کی یعنی: "اسلامی تحقیق کا مفہوم مدّعا اور طریق کار: ہمارے تحقیق اسلامی کے اداروں کے سامنے کرنے کا اصل کام"! اور چونکہ راقم کو یقین ہے کہ مستقبل کی اعلیٰ سطحی اسلامی علمی تحریک کے شعبۂ تحقیق کے لیے یہ کتابچہ اساسی رہنمائی کا کام دے گا لہٰذا اس کے بارے میں مولانا اصلاحی اور ڈاکٹر سید عبداللہ کی آراء اور جو مفصّل اور گرانقدر تبصرہ "الیقین انٹرنیشنل" کراچی نے کیا اور جو اگست ۶۹ء کے 'میثاق' کے کور پر شائع ہوا، اُن دونوں کے عکس شاملِ اشاعت کیے جا رہے ہیں!

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

تاکہ حق کو حق ثابت کردے اور باطل کو باطل (سورۃ انفال)

سلامی تحقیق کا مفہوم مُدّعا اور طریق کار

محترم ڈاکٹر رفیع الدین صاحب کے اس مقالے سے میرے دل کو سب سے زیادہ اطمینان حاصل ہوا ہے۔ میرے نزدیک اسلامی ریسرچ کا صحیح تصور یہی ہے جو اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے ...

مولانا امین احسن اصلاحی

... اس موضوع پر میری نظر سے اس سے زیادہ تشفی بخش تحریر اب تک نہیں گزری ... اسلامی موضوعات پر کام کرنے والوں کے لیے یہ کتابچہ ایک دستور العمل کا درجہ رکھتا ہے

ڈاکٹر سید عبداللہ، سابق پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کی تالیف

اسلامی تحقیق کا مفہوم، مدعا اور طریق کار

بر معاصر "یقین انٹرنیشنل" کا تبصرہ:-

" Dr. Rafi-ud-Din is already known to us, not only as Director, All-Pakistan Educational Congress, Lahore, and formerly Director, Iqbal Academy Pakistan, Karachi, but also as one of those rare Muslim Éducationists who have the courage and insight to expose the fallacies of Western thinkers on Education. His 'First Principles of Education' of which an Urdu translation is also available from All Pakistan Educational Conference, Karachi, is a work of extraordinary merit in as much as it presents a scientifically worked out ideal of Education—namely the ideal of Service to a Perfect Being. It is the only universal ideal that can insure growth and development to the highest degree of excellence. The small treatise now under review deals with the ideals and methods of Islamic Research. Here too Dr. Rafi-ud-Din strikes a new line, which is likely to be illuminating to Muslim scholars and institutions devoted to Research on Islam, but working along the lines laid down by non-Muslim Directors of Research Departments in Western Universities. Western Research sees holes where holes do not exist, re-opens controversies where controversies have long since been closed. It devotes itself to a sort of microscopic examination of words and phrases and has no affective apparatus for an overall view. Naturally it breeds unfaith and scepticism. In the last decade we had ample experience of such stuff being produced in Pakistan.

Dr. Rafi-ud-Din points out that the aim of Research on Islam ought to be to make it intelligible to the modern man and to expose the emptiness of the systems of thought that challange its validity and veracity. It is the bounden duty of Muslim scholars and if they fail therein God will raise some other people that His Will be done. True research should aim at catching the spirit of Islam and communicating it to others, rather than projecting questions and then answering them by hypothetical explanations."

"YAQEEN International", Karachi, July7, 1969.

:- شائع کردہ :-

دارالاشاعت الاسلامیہ لاہور

دعوت رجوع الیٰ القرآن کا دورِ ثانی

اس دعوت و تحریکِ قرآنی کا دورِ ثانی مارچ ۱۹۷۲ء میں 'مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' کے قیام سے شروع ہوتا ہے ـــــ جو تا حال جاری ہے! اس انجمن کے قیام کا "پس منظر" راقم نے ۱۹۷۲ء ہی میں تحریر کیا تھا حسب ذیل ہے:

"راقم الحروف نے مارچ ۱۹۶۸ء سے جون ۱۹۷۰ء تک ایک سلسلہ وار مضمون ماہنامہ 'میثاق' لاہور کے ادارتی صفحات میں لکھا تھا جس میں تحریک پاکستان کے فکری اور جذباتی پس منظر کا جائزہ بھی لیا گیا تھا اور متعین طور پر یہ بتایا گیا تھا کہ اس کے بنیادی عوامل میں مذہبی اور دینی داعیے کا حقیقی اور واقعی تناسب کس قدر تھا۔ اور یہ بھی واضح کیا گیا تھا کہ قیامِ پاکستان کے بعد یہاں اربابِ اقتدار اور دین کی علمبردار جماعتوں کے مابین جو کشمکش جاری رہی اس کا میزانیہ نفع و نقصان کیا ہے ـــــ اس مسلسل مضمون کا اختتام اس تحریر پر ہوا جو بعد میں "اسلام کی نشاۃِ ثانیہ: کرنے کا اصل کام" کے نام سے کتابچے کی صورت میں شائع ہوئی اور جس میں احیائے اسلام کے لئے صحیح اور مثبت لائحہ عمل کی نشاندہی کی گئی اور اس کے ذیل میں ایک قرآن اکیڈمی کے قیام کی تجویز پیش کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس لائحہ عمل کے پیش کرنے کے بعد بلا تاخیر اس پر عملی جدوجہد کے آغاز کی توفیق بھی بارگاہِ خداوندی سے حاصل ہو گئی۔ چنانچہ ایک طرف لاہور میں حلقہ ہائے مطالعہ قرآن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ دوسری طرف 'دارالاشاعت الاسلامیہ' کے تحت علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کی سعی کی گئی اور تیسری جانب 'سلسلۂ اشاعت قرآن اکیڈمی' کے عنوان سے پے بہ پے کئی کتابچے اس مقصد سے شائع کئے گئے کہ اس کام کی اہمیت بھی لوگوں پر واضح ہو اور اس کا استدلالی پس منظر بھی نگاہوں کے سامنے رہے۔

راقم کو اس کام کا آغاز بالکل تنہا کرنا پڑا تھا۔ اس لئے کہ کسی بھی کام میں ساتھی اور رفیق

اس کام کے ایک حدتک چل نکلنے کے بعد ہی ملا کرتے ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پانچ سال سے بھی کم مدّت کی حقیر سی مساعی کا یہ ثمرہ نگاہوں کے سامنے ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ؂

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

اور ؂

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر راہ رو ملتے گئے اور قافلہ بنتا گیا!

اس کامیابی کا اصل سبب تو یقیناً فضلِ خداوندی اور توفیقِ ایزدی کے سوا اور کچھ نہیں لیکن اس فضل و توفیق کا ایک مظہر یہ ہے کہ راقم نے اس کام کو نہ تو کسی تفریحی مشغلے کے طور پر کیا اور نہ محض جزوقتی طور پر، بلکہ زندگی کا ایسا مقصد سمجھ کر کیا جس پر نہ پیشہ ورانہ مصروفیت مقدّم رہی نہ صحتِ جسمانی بلکہ ایک ایک کر کے ہر چیز داؤں پر لگ گئی۔ گویا ؂

خیریتِ جاں، راحتِ تن، صحتِ داماں سب بھول گئیں مصلحتیں اہلِ ہوس کی

اور یہ بہرحال قدرت کا اٹل قانون ہے کہ کسی کام کے چل نکلنے کے بعد تو اس کا امکان بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس کے ساتھ جزوی طور پر وابستہ ہو سکے اور اپنی صلاحیتِ کار اور قوّت و فرصت کا صرف ایک معیّن اور محدود حصّہ صرف کر کے بھی کچھ نہ کچھ مفید خدمت انجام دے لے۔ لیکن آغازِ کار کے لئے تو لازم ہے کہ انسان بالکل دیوانگی کی سی کیفیت کے ساتھ پوری متاعِ زیست کو داؤں پر لگا دے۔

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بسے شرطِ اوّل قدم این است کہ مجنوں باشی

بہرحال اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس تعالیٰ نے ایک بندۂ ناچیز اور عبدِ ضعیف کی حقیر سی مساعی کو اس درجہ مشکور فرمایا کہ ایک طرف درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم قرآن کا سلسلہ لاہور اور بیرونِ لاہور روز افزوں ہے اور کچھ باہمت نوجوان اپنے اوقات کی متاعِ عزیز اور صلاحیتوں اور قوتوں کا اثاثہ لے کر یعنی "بِاَنْفُسِهِمْ" نصرت کے لئے حاضر ہو گئے ہیں۔ اور دوسری طرف کچھ حضرات روپے پیسے سے یعنی "بِاَمْوَالِهِمْ" شرکت کے خواہاں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے راقم کے پیشِ نظر کاموں میں باضابطہ تعاون کے لئے کمر ہمت کس لی ہے اور" قرآنِ حکیم

کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے پر تشہیر و اشاعت " اور " قرآن اکیڈمی " کے مجوزہ خاکے کو عملی شکل دینے کے لئے " مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور " کے نام سے ایک باقاعدہ ادارے کے قیام کا فیصلہ کر لیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مساعی جمیلہ کو شرف قبول عطا کرے اور ہم سب کو اپنے دین کی بالعموم اور اپنی کتاب عزیز کی بالخصوص خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

جہاں تک راقم کا تعلق ہے تو محض " تحدیثاً للنعمہ " عرض ہے کہ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ کے اس شعر کے مصداق کہ ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی　　　اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

راقم کا حال اب واقعۃً یہ ہے کہ زندگی میں کوئی تمنا سوائے " اسلام کی نشأۃ ثانیہ " اور " غلبۂ دین حق کے دور ثانی " اور اس کے لئے لازمی طریق کے طور پر اِفشائے کلام ربانی اور تشہیر علم و حکمت قرآنی کے باقی نہیں رہی ۔

راقم نے اپنے بچپن میں نہایت ذوق و شوق سے حفیظ کا شاہنامہ پڑھا تھا ۔ حضرت حفیظ بعد میں تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ کن کن وادیوں سے سرگرداں رہے ۔ بہرحال شاہنامے کی تصنیف انہوں نے جس جذبے کے تحت کی تھی وہ ان کے اس شعر سے ظاہر ہے کہ :

؎ کیا فردوسیؔ مرحوم نے ایران کو زندہ　　　خدا توفیق دے تو میں کروں اسلام کو زندہ

حقیقت یہ ہے کہ خود راقم کا واقعی حال اب یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی تمنا یا خواہش دل میں باقی نہیں رہی کہ " احیائے اسلام " کے عظیم مقصد کے لئے کم از کم اتنا تو ہو کہ ؏

خدا توفیق دے تو میں کروں قرآن کو زندہ !

راقم کے لئے یہ یقیناً بہت چھوٹا منہ اور بہت بڑی بات ہے لیکن اللہ کی قدرت سے تو بہرحال کوئی چیز بھی بعید نہیں ۔ کیا عجب کہ وہ راقم کو اس خدمت کے لئے قبول ہی فرمالے ؏ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را !

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ !

خاکسار : اسرار احمد عفی عنہ ۔ صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

پھر اس کی "قرار دادِ تاسیس و اغراض و مقاصد" جن الفاظ میں مرتب ہوئی وہ حسبِ ذیل ہیں:

"نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الْکَرِیْمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

چونکہ ہمیں اس امر کا شدید احساس ہے کہ

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کا خواب

امتِ مسلمہ میں **تجدیدِ ایمان** کی عمومی تحریک

کے بغیر شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا اور

اس کے لیے لازم ہے کہ اوّلاً

منبعِ ایمان و یقین یعنی قرآن حکیم کے علم و حکمت

کی وسیع پیمانے پر تشہیر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے

اور چونکہ

اس ضمن میں ہمیں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خیالات سے کامل اتفاق ہے،

اور

ہم اس کام کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں جو وہ گذشتہ ساڑھے چار سال سے کر رہے ہیں

لہٰذا

ہم چند خادمانِ کتابِ مبین

"مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور"

کے قیام کا فیصلہ کرتے ہیں

جو ڈاکٹر صاحب موصوف کی رہنمائی میں مندرجہ ذیل مقاصد کیلئے کوشاں رہے گی:۔

۱ ــ ٭ عربی زبان کی تعلیم و ترویج

۲ ــ ٭ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق

۳ ــ ٭ علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت

۴ ــ ٭ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلیم و تعلّم قرآن کو مقصدِ زندگی بنالیں اور

۵ ــ ٭ ایک ایسی "قرآن اکیڈمی" کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقاصد کیلئے بیش از بیش کوشش اور ایثار کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ہم ہیں:۔ مؤسسینِ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور"

اردو کی ایک عوامی کہاوت ہے "ایک اکیلا دو گیارہ" ـــــ یہ ایک شخص کے ساتھ ایک دوسرے فرد کے اضافے کے بارے میں تو ہو سکتا ہے کہ کسی قدر مبالغے پر مبنی ہو لیکن ایک فرد کے ساتھ ایک 'انجمن' کے اضافے کی برکات کی تعبیر کے لئے تو صد فی صد درست ہے، لہٰذا قیامِ انجمن کے معاً بعد اس دعوت و تحریکِ قرآنی کی رفتار کم از کم دہ چند ہو گئی۔

گذشتہ سترہ سال کے دوران انجمن خدام القرآن نے جو کام کیا ہے، اس کی مفصّل روداد کے لیے تو ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی۔ (دسمبر ۱۹۸۳ء میں انجمن نے اپنی دس سالہ رپورٹ شائع کی تھی تو کل کتاب تو ۹۶ صفحات پر مشتمل تھی، لیکن خالص 'رپورٹ' بھی ۵۶ صفحات پر محیط تھی)۔ مزید برآں اس سترہ سالہ کارگذاری کے اہم نکات رفقاء و احباب کے ذہنوں میں تو محفوظ ہیں ہی دلچسپی رکھنے والے تمام لوگوں کے بھی علم میں ہیں۔ لہٰذا تفصیل کی قطعاً کوئی حاجت نہیں۔ صرف اشارات کفایت کریں گے۔

دعوتِ قرآنی کی اندرونِ ملک توسیع، اور تنظیمِ اسلامی کا قیام

درسِ قرآن کے سلسلے میں لاہور سے باہر سفروں کا سلسلہ ویسے تو بالکل آغاز ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ چنانچہ ملتان کے اکتوبر ۶۷ء کے سفر اور لائل پور کے ستمبر ۶۸ء کے سفر کا ذکر تو اوپر کتابچوں کے حوالے سے آچکا ہے۔ اسی طرح جنوری ۶۸ء میں شہر قصور، اور پھر فروری ۶۸ء میں صادق آباد، سکھّر اور جھنگ میں "قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر تقاریر کا ذکر اسی موضوع والے کتابچے کے پیش لفظ میں موجود ہے۔ وقس علیٰ ذٰلک!

فروری ۷۱ء میں مطب بند کرنے کے بعد ان اسفار کی تعداد میں بھی ایک دم بہت شدت آگئی۔ اور ان کا دائرہ بھی بہت وسیع ہوگیا اور انجمن کے قیام کے بعد تو چونکہ بحمد اللہ مالی وسائل کی کمی بھی نہ رہی لہٰذا ان میں مزید اضافہ بھی ہوا؛ اور اس کے ساتھ ساتھ میری مشقت میں کمی آگئی ـــــ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۷۱ء میں مارچ سے دسمبر تک راقم نے ہر ماہ کراچی کا سفر کیا۔ جو ریل گاڑی کی اس وقت کی تھرڈ کلاس میں ہوتا تھا (بالعموم عوامی ایکسپریس میں) اور مجھے آج تک یاد ہے کہ آتے یا جاتے جب سکھّر، صادق آباد، اور رحیم یار خاں ٹھہرنا ہوتا تھا تو اس خیال سے کہ لاہور سے غیر حاضری کم از کم ایام کی ہو یہ درمیانی سفر عین دوپہر کے وقت کرنے پڑتے تھے، اور مئی، جون، جولائی کی شدید گرمی میں، تھرڈ کلاس کا یہ سفر نیم مردہ کر ڈالتا تھا ـــــ انجمن کے قیام سے قبل بھی چند ماہ کے بعد کراچی کے بعض احباب (مثلاً شیخ جمیل الرحمٰن صاحب، شیخ سلطان احمد صاحب وغیرہ) کے ایثار کی بناء پر لاہور کراچی کا ایک

طرف کا سفر پی آئی اے کی نائٹ کوچ سے ہونا شروع ہو گیا تھا اور انجمن کے قیام کے بعد تو ظاہر ہے کہ بحمد اللہ اس معاملے میں کوئی تنگی رہی ہی نہیں!

کراچی کا ماہانہ سفر

کراچی، سکھر، صادق آباد، اور رحیم یار خاں کے ماہانہ سفر کی ایک جھلک اُس اعلان کے عکس میں دیکھی جا سکتی ہے جو 'میثاق' بابت اپریل ۷۶ء میں شائع ہوا تھا ——— وَھُوَ ھٰذا:

ڈاکٹر اسرار احمد کے ماہانہ سفر کراچی

کا پروگرام اس طرح طے ہوا ہے کہ

ہر انگریزی ماہ کا پہلا اتوار

اور اس سے متصلاً قبل ہفتہ اور جمعہ

انشاء اللہ کراچی میں صرف ہونگے

خطبۂ جمعہ جامع مسجد کورٹ روڈ میں ہوتا ہے ——— اور جمعہ اور ہفتہ کی شام اور اتوار کی صبح کو مختلف مساجد یا کسی پبلک ہال میں درس قرآن ہوتا ہے

اس کے علاوہ ——— کراچی جاتے یا آتے

سکھر، صادق آباد اور رحیم یار خاں میں

خطاباتِ عام یا مجالسِ درس کا پروگرام رہتا ہے۔

اور ان دوروں میں درس و تدریس اور خطابِ عام کے پروگرام کی شدت اور 'گھمبیرتا' کا کسی قدر اندازہ 'حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن کراچی' کی جنوری ۷۶ء تا جون ۷۶ء کی اس ششماہی رپورٹ، سے کیا جا سکتا ہے جو شیخ جمیل الرحمٰن صاحب نے مرتب کی تھی اور 'میثاق' کے جولائی ۷۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ (اس کا عکس اس تحریر کے ضمیمے کے طور پر شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔)

لاہور میں دعوت کی توسیع اور اس کے ساتھ خود لاہور میں 'حلقہ ہائے مطالعہ قرآن' کو جو وسعت حاصل ہوگئی تھی۔ اور میرے نوجوان ساتھیوں نے جس طرح اس تحریک میں عملاً حصہ لینا شروع کر دیا تھا اس کا اندازہ بھی اسی پرچے میں شائع شدہ حسب ذیل تفصیل سے ہو سکتا ہے:

۱۔ حلقہ ہائے مطالعہ قرآن لاہور کا مرکزی اجتماع ہر اتوار کی صبح کو آج کل ساڑھے آٹھ بجے جامع مسجد خضراء سمن آباد میں منعقد ہوتا ہے جس میں ڈاکٹر اسرار احمد قرآن کا سلسلہ وار درس دیتے ہیں۔ (آج کل سورۂ انعام زیر درس ہے۔)

نوٹ

۱۔ اس اجتماع میں خواتین بھی شریک ہوتی ہیں۔

۲۔ ہر انگریزی ماہ کے پہلے اتوار کو ڈاکٹر صاحب کے سفر کراچی کے باعث اس اجتماع میں محترم خالد مسعود صاحب درس دیتے ہیں۔

۲۔ حلقہ ہائے مطالعہ قرآن لاہور کے اجتماعات میں دوسرے نمبر پر وہ دو اجتماع ہیں جن میں آج کل مطالعۂ قرآن کے منتخب نصاب کا سلسلہ وار درس جاری ہے: یعنی

۱۔ ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب جامع مسجد ہرن روڈ، کرشن نگر میں — اور

۲۔ ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب مسجد اقبال کالونی، گڑھی شاہو میں۔

ان دونوں مقامات پر درس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہی دیتے ہیں۔ ان اجتماعات کا اصل مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں رفقاء مطالعۂ قرآن کے اس منتخب نصاب کو اس طرح ذہن نشین کر لیں کہ پھر خود بھی بیان کر سکیں تاکہ قرآن حکیم کے جانب توجہ و التفات کی ایک عام رَو چل نکلے۔

۳۔ لاہور میں مطالعۂ قرآن حکیم کے اس نظام میں تیسرے نمبر پر چھ حلقے ہیں جن کے اپنے اجتماعات ہفتہ وار ہوتے ہیں اور جن میں وہ رفقاء درس کی ذمہ داری نباہ رہے ہیں جنہوں نے منتخب نصاب کے بیان کرنے پر کمر ہمت کس لی ہے۔ ان تمام حلقوں میں ہر مہینے میں ایک بار ڈاکٹر اسرار احمد بھی شریک ہوتے ہیں اور درس قرآن مجید دیتے

ہیں۔ ان حلقوں کے پروگرام کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ حلقہ سانده (تاج مسجد، ملک کالونی، قلعہ حکیماں، سانده)

۲۔ حلقہ ڈھولنوال (مسجد ذیلداراں ڈھولنوال ملتان روڈ)

۳۔ حلقہ سنت نگر (غنی مسجد بابو محلہ، سنت نگر)

۴۔ حلقہ انجینئرنگ یونیورسٹی (کمرہ مسجد زیر ہال، انجینئرنگ یونیورسٹی)۔

۵۔ حلقہ میڈیکل کالج (مسجد میڈیکل کالج ہاسٹل، میکلوڈ روڈ)

۶۔ حلقہ نیو یونیورسٹی کیمپس (مسجد ای بلاک، سٹاف کالونی)

۴۔ حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن لاہور کے تنظیمی سلسلے میں چوتھے نمبر پر سمن آباد اور اس کی نواحی آبادیوں میں قائم شدہ ۸۔ ذیلی حلقے ہیں جن کا مقصد اصل میں یہ ہے کہ گزشتہ چار ساڑھے چار سالوں کے دوران میں سمن آباد اور اس کی نواحی بستیوں کے جو لوگ تعلیم و تعلم قرآن کے اس کام سے متعارف ہوئے ہیں انہیں تدریجاً ایک فطری تنظیم میں منسلک کیا جائے۔ ان حلقوں میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی شرکت طے نہیں ہے بلکہ ان میں مطالعۂ قرآن کی جملہ ذمہ داریاں دوسرے رفقا ہی نباہ رہے ہیں ـــــ ان کے ہفتہ وار اجتماعات کے پروگرام کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام حلقہ	مقام اجتماع
۱	رسول پارک اور نیامز نگ	بر مکان محمد رشید صاحب ۴۶۔ رسول پارک
۲	اسلامیہ پارک، چوبرجی کوارٹرز	بر مکان چوہدری نذیر احمد ۲۳۔ پونچھ روڈ
۳	سمن آباد مین اور ۱۲ ایکڑ سکیم	بر مکان چوہدری نصیر احمد صاحب ۶۔ ایل سمن آباد
۴	سمن آباد ایکسٹینشن	مسجد خضراء
۵	نیو سمن آباد اور چاہ جموں والا	بر مکان سید اسحاق علی ۱۲۶۔ این سمن آباد
۶	چودھری کالونی، پکی ٹھٹھی اور نیشنل بنک کالونی	بر مکان چودھری دین محمد ۶۳۶۔ این (نزد امامیہ مسجد)
۷	مسلم کالونی اور سٹیٹ بنک کالونی	بر مکان ترین صاحب ۳۶۔ ایس ۱۲، بسطامی روڈ

۸۔ غلام نبی کالونی، جسٹس شریف سکیم برمکان چودھری سردار محمد، سردار بلڈنگ

نوجوان میدانِ عمل میں اس طرح نئے نوجوان ساتھیوں کے اس تعلیم و تعلّمِ قرآن کے مبارک کام میں عملاً شریک ہونے اور گویا 'تنظیم اسلامی' کی داغ بیل پڑنے پر راقم کے جو تأثرات تھے اُن کا اندازہ 'میثاق' دسمبر ۷۶ء کے 'تذکرہ و تبصرہ' (جس کے بعض اقتباسات پہلے بھی سامنے آ چکے ہیں) کا حسب ذیل اقتباس مفید ہوگا:

"ویسے اب راقم بحمد اللہ حضرت اکبرؔ کے اس شعر کہ ؎

دیوانہ چمن کی سیر میں نہیں ہیں تنہا عالم ہے ان گلوں میں پھولوں میں بستیاں ہیں

اور فیضؔ کے اس شعر کہ ؎

ہم اہلِ قفس تنہا بھی نہیں ہر روز نسیمِ صبحِ وطن یادوں سے معطر آتی ہے اشکوں سے منور جاتی ہے

اور اقبالؔ کے اس شعر کہ ؎

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

کے مصداق بالکل یکّہ و تنہا نہیں ہے۔ بلکہ اسے اللہ نے ہمراہیوں اور ہم سفروں کی ایک معتد بہ تعداد اور اعوان و انصار کی اچھی بھلی جمعیت عطا فرما دی ہے اور اس کی دس سالہ مساعی کو ربّ العٰلمین نے اس درجہ بار آور کیا ہے اور ایسا شرفِ قبول عطا فرمایا ہے کہ راقم خود حیران ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ راقم پر علامہ اقبالؔ کے ان اشعار کی صداقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے! رہروِ منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے جوہرِ قابل ہی نہیں جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گِل ہی نہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

اور ؎

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی!

چنانچہ لاہور، کراچی اور سکھر تو راقم کی دعوتِ قرآنی اور درسِ قرآن کے بڑے مراکز

رہے ہی ہیں، گذشتہ دس سالوں کے دوران راقم اس پیغام کو لے کر ایک جانب گوجرانوالہ، شیخوپورہ، وزیرآباد، گجرات، جہلم، سرگودھا، جوہرآباد، راولپنڈی، اسلام آباد، واہ، ٹیکسلا اور تربیلہ تک گیا ہے اور دوسری جانب ساہیوال، ملتان، بہاولپور، رحیم یار خاں، صادق آباد، حیدرآباد، اور کوئٹہ تک، ـــــ اور نہ صرف یہ کہ تین عظیم الشان سالانہ قرآن کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں بلکہ لاہور اور کراچی میں دو دو بار، اور کوئٹہ اور راولپنڈی میں ایک ایک بار قرآنی تربیت گاہیں قائم کی جا چکی ہیں ـــــ اور ان پر مستزاد ہیں سلسلۂ مطبوعات کے ذریعے دعوت قرآنی کی توسیع اور دوسرے ذرائع نشر و اشاعت کے ذریعے لوگوں کی توجہات کو قرآن حکیم کے جانب منعطف کرنے کی کوششیں مثلاً لاہور کے عوامی میلوں، رائیونڈ کے تبلیغی اجتماعات اور یوم اقبال کی تقریبات میں اخباری اشتہاروں، پوسٹروں، اور ہینڈ بلوں کے علاوہ دس دس ہزار کی تعداد میں 'دعوت الی اللہ' اور 'راہ نجات' ایسے کتابچوں کی تقسیم، اور آخری مگر کمترین نہیں، قرآن اکیڈمی کی تعمیر کا آغاز جس پر ان سطور کی تحریر کے وقت تک کم و بیش پانچ لاکھ روپیہ صرف ہو چکا ہے ـــــ! اور ان سب کا حاصل یہ کہ 'درسِ قرآن' کا چرچا تو بحمد اللہ دُور دُور تک ہے ہی کم از کم پاکستان کے طول و عرض میں راقم کا نام 'دعوتِ رجوع الی القرآن' کی علامت بن گیا ہے! ذالك فضل الله يوتيه من يشآء ـ

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"

'تنظیم' کی جانب پیش قدمی اسی عبارت میں آگے 'تنظیم اسلامی' کے قیام کا ذکر ہے، اس لئے کہ یہی نوجوان جنہوں نے تعلیم و تعلّم قرآن کے اس مبارک کام کے لئے پیش قدمی کی تنظیم اسلامی کا سرمایہ بنے ـــــ چنانچہ راقم نے اس وقت تحریر کیا تھا کہ:

"مزید برآں ـــــ اور نَافِلَةً لَّكَ کے درجے میں یہ کہ 'تنظیم اسلامی' کے نام سے ایک چھوٹا سا قافلہ فرمانِ نبوی "اِنِّیْ اٰمُرُکُمْ بِخَمْسٍ: بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" میں بیان شدہ مقاصد کے پیش

نظر سفر کا آغاز کر چکا ہے اور اس راہ کے پہلے اقدام یعنی تجدید ایمان، توبہ اور تجدید عہد کی دعوت زبانوں پر آنے اور کانوں سے ٹکرانے لگی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قافلہ بھی بہت ہی چھوٹا ہے اور اس کا قائد بھی حد درجہ حقیر پر تقصیر۔ لیکن یہ اطمینان پوری طرح حاصل ہے کہ کرنے کا کام ہے یہی! ؎

آئی صدائے جبریل تیرا مقام ہے یہی   اہلِ فراق کے لیئے عیشِ دوام ہے یہی

راقم کو جو ساتھی ملے ہیں وہ راقم کے لئے اللہ کا عطیہ ہیں۔ اور راقم تو قائل ہی اس کا ہے کہ ؎ "ہر چہ ساقیٔ ما ریخت عین الطاف است!" کبھی ان میں سے کسی کی سست رفتاری یا سہل انگاری سامنے آتی ہے تو راقم اپنے آپ سے کہتا ہے ؎

نومید نہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ   کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

اور اس عاجز پر اللہ کا یہ بڑا فضل ہے کہ جب کسی ساتھی سے کسی کمزوری کا ظہور ہوتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ لامحالہ اس کی اپنی ہی کسی کمزوری کا مظہر ہے ۔!"

'تنظیم اسلامی' کے قیام کے ضمن میں اپنے ذاتی فیصلے کا اعلان تو راقم الحروف نے اس اکیس روزہ قرآنی تربیت گاہ کے اختتام پر اپنے الوداعی خطاب میں کر دیا تھا جو جولائی ۱۹۷۴ء میں انجمن خدام القرآن کے زیرِ اہتمام مسلم ماڈل ہائی اسکول لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔ (راقم کا یہ خطاب اب "سرافگندیم" کے نام سے کتابی صورت میں مطبوعہ موجود ہے۔) تاہم اس کے بعد راقم بالفعل اقدام سے قبل مزید استخارہ کے لیئے مع اہلیہ حج کے لئے گیا۔ الحمدللہ کہ اس سفرِ حج میں برادرم قمر سعید قریشی اور محترم ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ کی رفاقت بھی راقم کو حاصل رہی۔ بہرحال وہاں ارادہ بفضلہ تعالےٰ مزید مستحکم ہو گیا۔ چنانچہ مارچ ۱۹۷۵ء میں ایک قافلہ آمادۂ سفر ہو گیا جس میں، جیسے کہ اس سے قبل عرض کیا جا چکا ہے، تقریباً سب کے سب لوگ وہی تھے جو میری 'دعوت رجوع الی القرآن' اور 'تعلیم و تعلّم قرآن' سے منسلک تھے۔ (یہی وجہ ہے کہ تنظیم کا تأسیسی اجتماع انجمن کی تیسری سالانہ قرآن کانفرنس سے ملحق رکھا گیا تھا۔)

اس طرح 'تنظیم اسلامی'، اگرچہ میرے سابقہ تعلق، اور میری ذہنی و فکری نشوونما کے

اعتبار سے تو یقیناً اوّلاً مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی 'حزب اللہ' ثانیاً سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کی 'جماعتِ اسلامی' اور پھر اس اسلامی تنظیم کے تسلسل کی حیثیت رکھتی ہے جو ۱۹۵۶ء میں جماعت سے علیحدہ ہونے والے حضرات نے قائم کرنے کی کوشش کی تھی تاہم اس کی موجودہ ہیئتِ تنظیمی کی حیثیت فی الواقع اس 'دعوتِ رجوع الی القرآن' کے شجرِ مبارکہ کے برگ وبار کی ہے جس کا آغاز راقم الحروف نے اواخر ۱۹۶۵ء میں کیا تھا!

انجمن اور تنظیم

فطری طور پر بہت سے لوگوں کو میری قائم کردہ ان دو تنظیمی ہیئتوں کے بارے میں الجھن اور خلجان رہتا ہے، اور وہ ان دونوں کے دائرہ ہائے کار اور تنظیمی لائحہ عمل کے فرق وتفاوت، اور ان کے مقاصد واہداف کے مابین توافق اور ہم آہنگی کے فہم وادراک میں دقّت محسوس کرتے ہیں حتیٰ کہ یہ الجھن بعض اوقات انجمن اور تنظیم دونوں سے طویل اور گہری وابستگی رکھنے والے رفقاء واحباب کو بھی پیش آجاتی ہے ——— لہٰذا مناسب ہے کہ اس ضمن میں جو وضاحتیں راقم نے 'میثاق' بابت جولائی اگست ۱۹۷۵ء کے 'تذکرہ وتبصرہ' میں پیش کی تھیں ان کے اہم حصّے اس تحریر میں شامل کر دیئے جائیں، جو درج ذیل ہیں:

"ہمارے بعض رفقاء واحباب اور بعض بزرگوں اور بہی خواہوں کو یہ مغالطہ لاحق ہو گیا ہے کہ شاید تنظیمِ اسلامی کے قیام سے ہم نے اپنے سابقہ طریق کار میں کوئی ترمیم کر لی ہے یا 'انجمن خدّام القرآن' اور 'تنظیمِ اسلامی' کے مقاصد میں کوئی اساسی فرق ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک مقصد اور نصب العین کا تعلق ہے ان دونوں میں سرِ مُو بھی کوئی فرق موجود نہیں ہے، اور جو تھوڑا بہت فرق نظر آتا ہے وہ صرف ہیئتِ تنظیمی سے متعلق ہے۔ یعنی جبکہ انجمن خدام القرآن کی حیثیت ایک 'ادارے' کی ہے جس کی طرف واضح اشارہ لفظِ "انجمن" میں موجود ہے وہاں 'تنظیمِ اسلامی' کی حیثیت ایک 'جماعت' کی ہے جو لفظ تنظیم سے ظاہر ہے!

مزید برآں راقم الحروف 'بحمداللہ' ہر مرحلے پر اپنے ذہن کو بالکل کھول کر سامنے رکھتا رہا ہے اور اس پورے معاملے میں کسی بھی موقع پر کسی بھی درجے میں

کسی انحراف یا کتمان کا شائبہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔

چنانچہ "اسلام کی نشأۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام" میں طویل نظری مباحث کے بعد "عملی اقدامات" کے ذیل میں جو دو تجاویز پیش کی گئی تھیں ان میں سے پہلی یہ تھی۔

> "کہ عمومی دعوت و تبلیغ کا ایک ایسا ادارہ قائم ہو جو ایک طرف تو عوام کو تجدیدِ ایمان اور اصلاحِ اعمال کی دعوت دے اور جو لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں ان کی ذہنی و فکری اور اخلاقی و عملی تربیت کا بندوبست کرے اور ساتھ ہی اس علمی کام کی اہمیت ان لوگوں پر واضح کرے جو خلوص اور دردمندی کے ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے آرزومند ہیں اور دوسری طرف ایسے ذہین نوجوانوں کو تلاش کرے جو پیشِ نظر علمی کام کے لیے زندگیاں وقف کرنے کو تیار ہوں"۔

دوسری تجویز یہ تھی کہ:

> "ایک قرآنی اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جو ایک طرف علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کا بندوبست کرے تاکہ قرآن کا نور عام ہو اور اس کی عظمت لوگوں پر آشکارا ہو اور دوسری طرف ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے جو بیک وقت علومِ جدیدہ سے بھی بہرہ ور ہوں اور قرآن کے علم و حکمت سے بھی براہ راست آگاہ ہوں تاکہ متذکرہ بالا علمی کاموں کے لیے راہ ہموار ہو سکے"۔

اسی طرح "تنظیمِ اسلامی" کی تاسیسی قرارداد میں دوسرے امور کے علاوہ یہ صراحت بھی موجود ہے کہ:

> "عامّۃ النّاس کو دین کی دعوت و تبلیغ کی جو ذمہ داری امتِ مسلمہ پر بحیثیتِ مجموعی عائد ہوتی ہے، اس کے ضمن میں ہمارے نزدیک اہم ترین کام یہ ہے کہ جاہلیتِ قدیمہ کے باطل عقائد و رسوم اور دورِ جدید کے گمراہ کن افکار و نظریات کا مدلّل ابطال کیا جائے اور حیاتِ انسانی کے مختلف پہلوؤں کے لیے کتاب و سنت کی ہدایت و

رہنمائی کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ ان کی اصلی حکمت اور عقلی قدر وقیمت واضح ہو اور وہ شبہات وشکوک رفع ہوں جو اس دور کے لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہیں۔"

اور اس کی "توضیح" میں مزید وضاحت کر دی گئی ہے کہ :

" اس ضمن میں ہمارے نزدیک اس وقت کرنے کا اہم ترین کام یہ ہے کہ ایک طرف ادیانِ باطلہ کے مزعومہ عقائد کا مؤثر و مدلّل ابطال کیا جائے اور دوسری طرف مغربی فلسفہ وفکر اور اس کے لائے ہوئے زندقہ والحاد اور مادّہ پرستی کے سیلاب کا رُخ موڑنے کی کوشش کی جائے اور حکمتِ قرآنی کی روشنی میں ایک ایسی زبردست جوابی علمی تحریک برپا کی جائے جو توحید، معاد اور رسالت کے بنیادی حقائق کی حقانیت کو بھی مبرہن کر دے اور انسانی زندگی کے لیے دین کی رہنمائی و ہدایت کو بھی مدلّل ومفصّل واضح کر دے ۔ ہمارے نزدیک اسلام کے حلقے میں نئی اقوام کا داخلہ اور جسدِ دین میں نئے خون کی پیدائش ہی نہیں خود اسلام کے موجود الوقت حلقہ بگوشوں میں حرارتِ ایمانی کی تازگی اور دین و شریعت کی عملی پابندی اسی کام کے ایک مؤثر حد تک تکمیل پذیر ہونے پر موقوف ہے ! اس لیے کہ دورِ جدید کے گمراہ کن افکار ونظریات کے سیلاب میں خود مسلمانوں کے ذہین اور تعلیم یافتہ طبقے کی ایک بڑی تعداد اس طرح بہہ نکلی ہے کہ ان کا ایمان بالکل بے جان اور دین سے ان کا تعلق محض برائے نام رہ گیا ہے اور اسی بنا پر دین میں نت نئے فتنے اٹھ رہے ہیں اور ضلالت و گمراہی نت نئی صورتوں میں ظہور پذیر ہو رہی ہے۔

اس سلسلے میں انفرادی کوششیں تو اب بھی جیسی کچھ بھی عملاً ممکن ہیں جاری ہیں اور آئندہ بھی جاری رہیں گی ضرورت اس کی داعی ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو وسائل فراہم کیے جائیں اور ایک ایسے باقاعدہ ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو حکمت قرآنی اور علمِ دینی کی نشر و اشاعت کا کام بھی کرے اور ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت

کا بھی مناسب اور موثّر بندوبست کرے جو عربی زبان، قرآن حکیم اور شریعتِ اسلامی کا گہرا علم حاصل کر کے اسلامی اعتقادات کی حقّانیت کو بھی ثابت کریں اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں کے لیے جو ہدایات اسلام نے دی ہیں انہیں بھی ایسے انداز میں پیش کریں جو موجودہ اذہان کو اپیل کر سکے۔"

گویا پوری مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اپنے جملہ اغراض و مقاصد اور قرآن اکیڈمی کے منصوبے سمیت تنظیم اسلامی کے متذکرہ بالا مجوّزہ ادارے کی حیثیت رکھتی ہے۔ دوسری طرف تنظیم اسلامی کی حیثیت "عمومی دعوت و تبلیغ" کے اس "ادارے" کی ہے جس کا ذکر "قرآن اکیڈمی" کے منصوبے کے ضمن میں شرط لازم (PREREQUISITE) کے طور پر کیا گیا تھا۔ بالفاظ دیگر 'انجمن خدام القرآن' اور 'تنظیم اسلامی' باہم لازم و ملزوم ہیں یا یک جان و دو قالب! اور ان کے مابین ہرگز نہ کوئی تضاد ہے نہ تباین!"

بہر حال ۷۲ء کے بعد تو جیسے کہ اس سے قبل عرض کیا جا چکا ہے راقم کی توانائیاں انجمن کے قیام کی بنا پر ایک دم دس گنا ہو گئی تھیں، تنظیم کے قیام کے بعد قوتِ کار میں مزید اضافہ ہوا۔ اور اس دعوت و تحریک کو گویا دو بال و پر مل گئے۔ چنانچہ گذشتہ چودہ سالوں کے دوران بحمداللہ رفتارِ کار دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی۔

اس وقت ان چودہ سالوں کی روداد مرتّب کرنا تو ممکن نہیں ہے۔ تاہم "مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ" کے مطابق قارئین کرام کے سامنے 'دعوتِ رجوع اِلی القرآن' کی اس 'منظر کشی' کی ادنیٰ درجہ میں تکمیل کی خاطر حسبِ ذیل چیزیں شاملِ اشاعت کی جا رہی ہیں۔

۱۔ مطلب کے خاتمے، اور انجمن کے قیام کے بعد اس دعوتِ قرآنی کی لاہور سے باہر توسیع کے اندازے کے لئے حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن کراچی کی اس ششماہی رپورٹ کا

عکس جو شیخ جمیل الرحمٰن صاحب نے مرتب کی تھی اور 'میثاق' کے جولائی ۷۲ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔

۲۔ انجمن کی اس 'دس سالہ رپورٹ' کے اہم اقتباسات جو ۱۹۸۲ء میں انجمن کے اُس وقت کے ناظم اعلیٰ قاضی عبدالقادر صاحب نے مرتب کی تھی۔ اس میں گویا ان چودہ سالوں کے نصف اوّل کا تذکرہ شامل ہے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

۳۔ ۱۹۸۴ء میں قرآن اکیڈمی کے زیر اہتمام جو 'دو سالہ تدریسی کورس' جاری کیا گیا تھا، اس کے پہلے گروپ کے سالِ اوّل کی راقم کی تحریر کردہ روداد جو 'حکمتِ قرآن' کی اشاعت بابت مئی ۸۵ء میں شائع ہوئی تھی، جس سے اس کورس کے بارے میں بنیادی باتیں علم میں آجائیں گی۔ اس میں اس بات کا اضافہ مزید کر لیا جائے کہ اس کورس کی تین گروپوں میں پچاس کے لگ بھگ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں نے تکمیل کی۔ جن میں سے اکثر اب اپنی اپنی صلاحیت و استعداد کے مطابق تعلیم و تعلّم قرآن کی اس تحریک میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔!

۴۔ انجمن کے سولھویں سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۳ مارچ ۸۸ء کی مختصر روداد اور انجمن کی سترھویں سال کی کارگذاری کی رپورٹ جس سے بیک نظر اس دعوتِ رجوع الی القرآن کا موجودہ 'منظر' سامنے آجائے گا۔

اس طرح گویا مارچ ۸۲ء سے مارچ ۸۸ء تک چھ سال کا عرصہ ایسا باقی رہ جائے گا جس کی 'رپورٹ' اس جائزے میں شامل نہیں ہے لیکن ۸۲ء میں شائع شدہ دس سالہ رپورٹ کے اقتباسات اور سال ۸۸-۸۹ء کی رپورٹ کے ذریعے ہر قاری اس خلاء کو خود اپنے تصوّر و تخیّل سے پُر کر سکتا ہے۔ البتّہ چند امور کی جانب اجمالی اشارہ مفید رہے گا۔

۱۔ 'اَلْھُدیٰ' پاکستان ٹیلیویژن کے پروگرام 'اَلْھُدیٰ' کا ذکر دس سالہ رپورٹ میں موجود ہے، یہ پروگرام پاک ٹی وی کے نیشنل ہُک اپ پر (یعنی بیک وقت پاکستان کے تمام ٹی وی سٹیشنوں سے) مسلسل پندرہ

ماہ تک جاری رہا۔ جس کے دوران اس کی باسٹھ نشستیں ہوئیں۔ اور ان میں الحمدللہ کہ مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب کا نصف اوّل (سورۃ الحجرات تک) ٹیلی کاسٹ ہوگیا۔ اس مسلسل پروگرام کو پورے پاکستان کے عوام میں جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کا ذکر تو تحصیلِ حاصل ہے، مشرقی پنجاب کے بعض سکھ نوجوانوں' اور دلی کے مسلمانوں کی جانب سے بھی انتہائی تحسین آمیز ردِّعمل موصول ہوا۔ فَلَہُ الحَمْد!

۲۔ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ اس تحریک کے ابتدائی ایّام میں آڈیو کیسٹ ایجاد نہیں ہوا تھا۔ بلکہ بڑے بڑے سائز کے بھاری بھرکم ٹیپ ریکارڈر ہوا کرتے تھے اور ان کی بہت لمبی لمبی ریلیں ہوتی تھیں۔ چنانچہ آغاز میں راقم کے دروس انہی میں محفوظ کئے گئے۔ بعد میں جب کیسٹ کا رواج ہوگیا تو یہ ذریعۂ ابلاغ بہت سہل الحصول بھی ہوگیا اور سریع الاثر بھی۔ چنانچہ راقم کے بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں کیسٹ اس وقت پوری دنیا میں گردش کر رہے ہیں، اور ایسے لوگوں کی تعداد یقیناً کم از کم سینکڑوں میں ہے جن کے پاس راقم کے پانچ سو سے ایک ایک ہزار تک کیسٹ موجود ہیں۔ گذشتہ پانچ سال سے ان میں ویڈیو کیسٹس کا اضافہ ہوگیا ہے۔ اور ایک کثیر تعداد میں درسِ قرآن اور خطاباتِ عام کے ویڈیو کیسٹ بھی اس تحریک کو آگے بڑھانے میں حصّہ لے رہے ہیں۔

آڈیو کیسٹس کے سلسلہ میں ۷۹ء کے ٹورنٹو (کینیڈا) کے چودہ روزہ پروگرام کے جو کیسٹ برادرم سمیع اللہ خاں صاحب نے تیار کئے تھے وہ نہایت معیاری بھی تھے اور پوری دنیا میں پھیلے بھی بہت ہیں، ـــــ اسی طرح ویڈیو کیسٹس کے ضمن میں ۸۴ء میں ابوظہبی کے پروگرام کے جو نو کیسٹوں کا سیٹ تیار ہوا تھا وہ بھی ٹکنیکل اعتبار سے بہت اعلیٰ تھا۔ اور اس کے ذریعے بھی اس دعوت و تحریک کو بہت وسعت حاصل ہوئی ہے۔ ان دونوں کا ذکر خاص طور پر اس لئے ضروری تھا کہ ان کے لئے محنت کرنے والوں کا حقِ تشکّر بھی۔ حدیثِ نبوی " مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ " کے مطابق ادا ہوجائے!

۳۔ دورۂ ترجمۂ قرآن گذشتہ پانچ سالوں کے دوران تدریجاً اللہ تعالےٰ نے اس دعوت و تحریک کو ایک مزید عرض (DIMENSION) عطا

فرمادیا ہے ـــــ یعنی رمضانِ مبارک میں صلوٰۃِ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن، جس میں بحمداللہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ پورے ماہ مبارک کے دوران پوری پوری رات قرآن کے ساتھ بسر کرتے ہیں ۔ اس کا کیف و سرور، اور اثر انگیزی کی کیفیت بیان سے باہر اور اس مصرعے کے صدفی صد مصداق ہے کہ ع "لذّتِ ایں بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی !"

الحمدللہ کہ چار سال قبل اور تین سال قبل کا یہ دورۂ ترجمہ تو صرف آڈیو کیسٹس کی شکل میں محفوظ ہوا تھا، گذشتہ سال اسے ویڈیو کی صورت میں بھی محفوظ کر لیا گیا ۔ ان تینوں سالوں کے آڈیو کیسٹوں کے تو سینکڑوں مکمل سیٹ اس وقت روئے زمین پر گردش میں ہیں ہی ـــــ ویڈیو کیسٹس کے بھی مکمّل پچاس سیٹ اس وقت تک صرف مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کے دفتر سے فروخت ہو چکے ہیں ۔

پورے قرآن مجید کے اس ترجمے کے دوران اصل اہمیت اس کے مضامین کے تسلسل اور ان کے مابین ربط کی نشاندہی ہے ـــــ اور اس سے بھی بڑھ کر قرآن حکیم کے فلسفۂ انقلاب اور اس کی انقلابی 'للکار' کی ترجمانی ہے اور جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے قرآن کی یہ انقلابی دعوت ہرگز بے نتیجہ نہیں رہ سکتی ـــــ اور ان شاء اللہ جلد، پاکستان نہیں، تو کسی اور خطّۂ ارضی میں ضرور جڑ پکڑے گی ۔

۴ ۔ **قرآن کالج اور آڈیٹوریم** | قرآن اکیڈمی میں اوّلاً فیلوشپ اسکیم اور اس کے بعد دو سالہ تدریسی نصاب کے بعد تین سال قبل قرآن کالج کا اجراء عمل میں آیا ۔ جس کی کلاسز دو سال تو قرآن اکیڈمی ہی میں جاری رہیں، اب بحمداللہ قرآن کالج کی تعمیر تقریباً مکمل ہو چکی ہے ـــــ البتّہ ہاسٹل اور قرآن آڈیٹوریم کی تعمیر کا سلسلہ ابھی جاری ہے ـــــ امید ہے کہ ان کی تکمیل بھی جلد ہو جائے گی ۔

۵ ۔ خط و کتابت کورس

(۳) وقتاً فوقتاً ہمیں تجویز موصول ہوتی رہتی تھی کہ قرآن کے انقلابی فکر کے فروغ کے لئے انجمن کو خط و کتابت کورس کو بھی ذریعہ بنانا چاہئیے ـــــ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ انجمن اس سمت میں بھی اپنے سفر کا آغاز کرے اور "قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی" کے عنوان سے ایک کورس کا خاکہ تیار کیا گیا۔

فیصلہ کیا گیا کہ اسے آخری شکل دینے سے پہلے مسلم اکادمی لاہور کے روحِ رواں حافظ نذر احمد صاحب سے راہنمائی حاصل کی جائے جو قرآن مجید کے خط وکتابت کورس کامیابی سے چلانے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے جس خلوص، شفقت اور تندہی سے ہمارے اس نئے منصوبے میں دلچسپی لی اور راہنمائی کی۔ اس کے لئے انجمن حافظ نذر احمد صاحب کی انتہائی مشکور و ممنون ہے۔ ان کی ہدایات کے پیشِ نظر اس کورس کے خاکہ میں ضروری ترمیم اور تبدیلی کر کے اسے آخری شکل دی گئی اور دسمبر ۸۷ء میں اس کے لئے داخلہ کا اعلان کیا گیا۔ الحمدللہ کہ داخلہ کی رفتار انتہائی حوصلہ افزا رہی ہے اور بیرونِ ملک سے بھی کثیر تعداد میں لوگوں نے داخلہ کی درخواست دی ہے۔ ایک تخمینہ کے مطابق کورس کے پہلے گروپ پر انجمن کا تقریباً ایک لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔

تیسرے دَور کا آغاز

آخر میں صرف اُس 'تبدیلی' کا ذکر مطلوب ہے، جس کی جانب آغاز میں اشارہ کیا گیا تھا یعنی یہ کہ گذشتہ دو سالوں کے دوران تدریجاً اس تحریک کے ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا ہے ـــــ یہ تیسرا دَور عبارت ہے اس دعوت و تحریک کی علمبرداری اور ذمہ داری کے اگلی نسل کو منتقل ہونے سے ـــــ راقم نے جیسے آغاز میں عرض کیا تھا، اس کے واقعی احساسات کی ترجمانی یا تو اس مصرعے سے ہوتی ہے کہ ؎ "شکر صد شکر کہ جنازہ بمنزل رسید!" ـــــ یا اس سے کہ ؎

"ہم تو فارغ ہوئے اوروں نے سنبھالی دنیا!"

راقم کے لئے یہ احساس فی الواقع بہت اطمینان بخش ہے کہ 'دعوتِ رجوع الی القرآن' کے ضمن میں اُس نے اللہ تعالےٰ کی توفیق و تیسیر اور تائید و نصرت سے اپنے حصّے کا کام مکمل کر لیا ہے ـــــ اور اب جہاں ایکؔ جانب اس کے اپنے دروسِ قرآن بے شمار آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کی صورت میں محفوظ ہیں، اور خود بخود پھیلتے جا رہے ہیں ـــــ وہاں دوسری جانب کم از کم بیس پچیس نوجوان تو اس تحریک سے بالفعل وابستہ ہیں جو آئندہ اس دعوت و تحریک کے ذمہ داریوں کو سنبھال سکتے ہیں، بے شمار لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس دعوتِ قرآنی اور

فلسفہ وحکمتِ قرآنی کے اصول ومبادی کو راقم کے دروس سے اخذ کر کے از خود اس کی اشاعت کا کام بڑے پیمانے پر شروع کر دیا ہے ـــــ فَلِلّٰہِ الحمد!

اب اس دعوت وتحریک کے ضمن میں راقم کی آرزوئیں صرف دو ہیں، ـــــ ان میں سے بھی صرف ایک اُس کی 'ذاتی' ہے ـــــ اور دوسری خالص 'درویشی'، ـــــ ذاتی خواہش تو یہ ہے کہ فلسفہ وحکمتِ قرآنی کے بعض اہم لیکن غامض پہلوؤں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایتِ خصوصی سے راقم کو انشراح عطا فرمایا ہے ضبطِ تحریر میں آجائیں ۔ (ان ہی میں سے ایک مسئلہ تصوّف کے بارے میں راقم کے نقطۂ نظر کا بھی ہے ـــــ جس کے ضمن میں ایفاءِ عہد میں مسلسل تاخیر ہو رہی ہے) ـــــ دوسری آرزو جو اصلاً بعض احباب کا تقاضہ ہے (جن میں سرفہرست اسلام آباد کے میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس ہیں) یہ ہے کہ ایک بار سورۂ فاتحہ سے آغاز کر کے پورے قرآن مجید کا درس تسلسل کے ساتھ ریکارڈ کرا دیا جائے چنانچہ قرآن آڈیٹوریم کی تعمیر اصلاً اسی مقصد سے ہو رہی ہے ـــــ آگے جو اللہ کو منظور، ہمارا مقام تو یہ ہے کہ بقول اکبر الٰہ آبادی۔

رضائے حق پہ راضی رہ، یہ حرفِ آرزو کیسا ؟
خدا خالق، خدا مالک، خدا کا حکم ! تُو کیسا ؟

حرفِ آخر : ایک ذاتی محرومی

۱۹۷۲ء میں 'مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور' کے قیام سے جہاں اس دعوت رجوع الی القرآن اور تحریک تعلیم وتعلّم قرآن کی رفتار میں ایک دم تیزی آئی اور اس کی توسیع اور اثر ونفوذ کی نئی نئی جہتیں وجود میں آئیں، جن کا کچھ اندازہ اس تحریر سے ہو چکا ہو گا ـــــ اور کچھ آئندہ صفحات کے سرسری مطالعہ سے ہو جائے گا' وہاں راقم کو ایک ذاتی نقصان بھی ہوا یعنی انجمن کے قیام کے ساتھ ہی راقم مولانا امین احسن اصلاحی کی اُس 'سرپرستی' سے محروم ہو گیا جس کا ذکر اس تحریر کے بالکل آغاز میں کیا گیا ہے اور جو بلا شک وشبہ اس دعوت وتحریک کے ضمن میں راقم کے ابتدائی سرمائے کا اہم حصہ تھا۔

(باقی صـ۱۳۳ پر)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ٢

انتخاب
از
دس سالہ رپورٹ

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

سالانہ قرآن کانفرنسیں اور قرآنی محاضرات

۱۹۷۳ء سے انجمن نے سالانہ قرآن کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا جو نہ صرف دعوت رجوع الی القرآن کا ایک اہم سنگ میل ثابت ہوئیں بلکہ ملک کی سماجی و ثقافتی زندگی کا ایک مستقل نشان بن گئیں اسی کا نتیجہ ہے کہ اب ملک کے دیگر ادارے بھی ملک کے مختلف مقامات پر ایسے اجتماعات منعقد کرتے ہیں جن کا عنوان "قرآن کانفرنس" ہوتا ہے۔ حاضرین کی تعداد، شرکاء کے ذوق و شوق، اجتماعات کے نظم و ضبط اور مقالوں اور تقاریر کے معیار کے علاوہ حاضرین کے جوش و خروش، کارکنوں کی مستعدی اور حسن انتظام یہاں تک کہ اجتماع گاہ کی تزئین و آرائش، غرض ہر اعتبار سے انجمن کے زیر اہتمام قرآن کانفرنسیں معیاری ہی نہیں مثالی قرار دی جاسکتی ہیں جنہوں نے اہل وطن ہی سے نہیں بیرون ملک مقیم حضرات سے بھی زبردست خراج تحسین حاصل کیا۔ ایک خوشگوار رجحان اور حیرت افزا بات لوگوں کو یہ محسوس ہوئی اور ہم اس پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ اختلاف اور افتراق و انتشار کے اس دور میں انجمن نے اپنی قرآن کانفرنسوں کے ذریعہ تقریباً تمام مسلمہ فرقوں اور مسلکوں کے اہل علم و فضل حضرات کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کیا۔

انجمن کے زیر اہتمام اب تک جو قرآن کانفرنسیں منعقد ہوئی ہیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی	۱۴ تا ۱۶ دسمبر ۷۳ء	(پانچ اجلاس)	جناح ہال، لاہور
دوسری	۲۴ تا ۲۷ مارچ ۷۵ء	(چھ اجلاس)	〃 〃
تیسری	۲۱ تا ۲۳ مارچ ۷۶ء	(چھ اجلاس)	〃 〃 〃
چوتھی	۲۵ تا ۲۷ نومبر ۷۷ء	(چار اجلاس)	〃 〃 〃
پانچویں	۲۲ تا ۲۴ مارچ ۷۸ء	(پانچ اجلاس)	آئی۔ بی۔ اے۔ ہال۔ کراچی
چھٹی	۲۲ تا ۲۴ مارچ ۷۹ء	(پانچ اجلاس)	〃 〃 〃 〃
ساتویں	۲۸ تا ۳۱ اپریل ۸۰ء	(آٹھ اجلاس)	جناح ہال اور قرآن اکیڈمی، لاہور

اِن قرآن کانفرنسوں میں جن موضوعات پر مقالے پڑھے گئے یا تقاریر ہوئیں اُن میں سے چند

یہ ہیں :

۱۔ عظمت و اعجاز قرآن حکیم — ۲۔ عظمتِ قرآن اور صاحبِ قرآن

۳۔ قرآن اور سنّت رسولؐ — ۴۔ قرآن حکیم اور بعثت رسولؐ

۵۔ علوم القرآن اور اصول تفسیر — ۶۔ قرآن حکیم اور فکر جدید

۷۔ علوم جدیدہ اور قرآن حکیم — ۸۔ قرآن حکیم اور احیائے اسلام

۹۔ قرآن اور سائنس — ۱۰۔ فلسفہ وحکمت کے مسائل اور قرآن حکیم

۱۱۔ معاشی و اقتصادی مسائل اور قرآن حکیم — ۱۲۔ قومی و ملّی مسائل اور قرآن حکیم

۱۳۔ علّامہ اقبال اور قرآن حکیم

یہ مقالات ماہنامہ "میثاق" میں شائع ہو چکے ہیں۔ بیشتر مقالات ماہنامہ "میثاق" کی خصوصی اشاعتوں یعنی "قرآن کانفرنس نمبر" میں شائع کئے گئے ہیں۔

جن حضرات نے انجمن کی ان قرآن کانفرنسوں کو رونق بخشی اُن کی فہرست نوبہت طویل ہے بہرحال کچھ حضرات کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :

مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ ۔ مولانا شمس الحق صاحب افغانی ۔ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب ۔ مولانا محمد حنیف ندوی صاحب ۔ مولانا حافظ محمد گوندلوی صاحب ۔ پیر کرم شاہ صاحب ۔ مولانا ظفر احمد انصاری صاحب ۔ مولانا محمد ناظم ندوی صاحب ۔ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب ۔ مولانا سید حامد میاں صاحب ۔ مولانا عبید اللہ انور صاحب ۔ مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحب ۔ مولانا محمد اسحاق صدیقی صاحب ۔ مولانا محمد طاسین صاحب ۔ مولانا محمد اجمل صاحب ۔ مولانا عبد الرحمن صاحب (جامعہ اشرفیہ لاہور) مولانا عبد الرشید صاحب نعمانی ۔ مولانا سید وصی مظہر ندوی صاحب ۔ مولانا عبد الحنان علوی صاحب ۔ مولانا عبد الرحمن مدنی صاحب ۔ مولانا محمد موسیٰ خان صاحب ۔ مولانا حکیم عبد الرحیم اشرف صاحب ۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی صاحب مرحوم ۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب ۔ جسٹس شیخ ظہور الحق صاحب ۔ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن صاحب ۔ جناب خالد اسحٰق صاحب ۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی صاحب ۔ ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتا صاحب ۔ ڈاکٹر سلیم فارانی صاحب ۔ پروفیسر سید ابوبکر غزنوی صاحب مرحوم ۔ شاہ بلیغ الدین صاحب ۔ چوہدری مظفر حسین صاحب ۔

پروفیسر مرزا محمد منور صاحب ۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب ۔ مولانا ڈاکٹر محمد مظہر بقا صاحب ۔ خالد مسعود صاحب ۔ حافظ احمد یار صاحب ۔ خواجہ غلام صادق صاحب ۔ علامہ سید شبیہ حسن بخاری صاحب ۔ ڈاکٹر امان اللہ ملک صاحب ۔ ڈاکٹر خالد علوی صاحب ۔ ڈاکٹر ابصار احمد صاحب اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ۔

بیرون ملک سے ممتاز عالم دین مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی (مدیر ماہنامہ برہان دہلی) اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے دو اساتذہ پروفیسر اختر الواسع صاحب اور پروفیسر عبدالغفار شکیل صاحب نے خصوصی دعوت پر شرکت فرمائی ۔

ساتویں قرآن کانفرنس کے بعد انجمن کی مجلس منتظمہ کے ایک فیصلہ کی رُو سے یہ طے پایا کہ آئندہ قرآن کانفرنسوں کی بجائے قرآنی محاضرات (QURANIC SEMINARS) منعقد کئے جائیں ۔ قرآن کانفرنس میں تو معاملہ یک طرفہ رہتا ہے کہ کچھ حضرات مقالہ پڑھتے یا تقریر کرتے ہیں اور حاضرین سُنتے ہیں جبکہ محاضرات میں حاضرین کو بھی مقالہ یا تقریر پر سوالات کرنے اور گفتگو میں حصّہ لینے کا موقع ملتا ہے ۔ اور یُوں دونوں جانب دلچسپی قائم رہتی ہے ۔ چنانچہ اب تک دو سالانہ قرآنی محاضرات منعقد ہو چکے ہیں ۔

۱ ۔ ۲۳ تا ۳۱ مارچ ۸۱ء (روزانہ دو نشستیں) مقام : قرآن اکیڈمی لاہور

۲ ۔ ۱۹ تا ۲۳ مارچ ۸۲ء (روزانہ دو نشستیں) مقام : قرآن اکیڈمی لاہور

پہلے سالانہ قرآنی محاضرات میں مدیر برہان دہلی جناب مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی نے محاضرات کی چھ نشستوں میں شرکت فرمائی ۔ موصوف نے قرآن حکیم کی آیات محکمات و متشابہات کے موضوع پر فاضلانہ تقریر بھی ارشاد فرمائی ۔ کراچی سے معروف قانون داں جناب خالد ایم اسحاق صاحب، ناظم و مہتمم مجلس علمی مولانا محمد طاسین صاحب اور مقتدرہ قومی زبان کے ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری صاحب اور اسلام آباد سے وفاقی سیکرٹری تعلیم جناب احمد ظفر فاروقی صاحب نے شرکت فرمائی ۔ لاہور کے تقریباً ۳۲ علماء و فضلاء شریک ہوئے جن میں سے اکثر وہ حضرات تھے جو اس سے قبل قرآن کانفرنسوں میں بھی شرکت کرتے رہے تھے البتہ چند چہرے نئے تھے مثلاً مولانا محمد متین ہاشمی صاحب، ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ صاحب ، علامہ منظور احسن عباسی صاحب مرحوم، علامہ محمد طاہر القادری صاحب، پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب اور

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ۔

لاہور کے موقر انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز نے ۴ اپریل ۸۱ء کی اشاعت میں ان محاضرات کی تفصیلی رپورٹ شائع کی جس میں اس رائے کا اظہار کیا گیا:

"قرآن مجید کے موضوع پر یہ سیمینار افادیت اور نظر انگیزی کے اعتبار سے فقید المثال تھا۔ اس سیمینار میں نو دن تک نامور علماء دین اور دانشور حضرات نے قرآنی تعلیمات کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی سوالات و جوابات کا سلسلہ بھی جاری رہا جس کی وجہ سے اس کی افادیت دوچند ہو گئی۔"

پہلے قرآنی محاضرات کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے قرآن اکیڈمی لاہور میں دوسرے سالانہ قرآنی محاضرات ۱۹ تا ۲۳ مارچ ۸۲ء منعقد ہوئے۔ جن میں مولانا محمد طاسین صاحب صدر مجلس علمی کراچی نے (۱) مسئلہ مزارعت اور احادیث نبویؐ اور (۲) مضاربت قرآن و حدیث کی روشنی میں کے موضوع پر اپنے مقالات پڑھے۔ ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ صاحب نے "قرآن اور موجودہ نظام تعلیم" کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے مولانا محمد تقی امینی صاحب خود تشریف نہ لا سکے۔ موصوف نے "قرآنی علم و فہم کا درجہ حکمت" کے عنوان سے اپنا مقالہ بھیج دیا تھا جو پڑھ کر سنایا گیا۔ شرکائے مذاکرہ میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں:

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی صاحب۔ علامہ سید شبیر بخاری صاحب۔ حافظ عبدالرحمن مدنی صاحب۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب۔ حافظ احمد یار صاحب۔ حافظ نذر احمد صاحب۔ ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب۔ مرزا محمد منور صاحب۔ ڈاکٹر امان اللہ خان صاحب۔ پروفیسر ڈاکٹر خواجہ امجد سعید صاحب۔ پروفیسر منظور حسین مرزا صاحب اور ڈاکٹر ابصار احمد صاحب۔

اجلاسوں کی صدارت مولانا محمد مالک کاندھلوی صاحب، مفتی محمد حسین نعیمی صاحب، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب اور ڈاکٹر سلیم فارانی صاحب نے فرمائی۔

آخری روز "قرآن اور احیائے اسلام" کے موضوع پر اجلاس ہوا جس میں مولانا محمد حنیف ندوی صاحب، پروفیسر مرزا محمد منور صاحب، ڈاکٹر خالد علوی صاحب اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے علاوہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ایک استاد پروفیسر عضد الدین خان صاحب نے خطاب فرمایا۔

انجمن کی دس سالہ تقاریب

انجمن کی تاسیس چونکہ نومبر ۷۲ء میں ہوئی تھی لہٰذا نومبر ۸۲ء میں عشرہ تقاریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلہ کی ابتدا ایک مجلس مذاکرہ سے ہوئی جو "اصلاح معاشرہ اور قرآن حکیم" کے موضوع پر جناح ہال لاہور میں مولانا سید وصی مظہر ندوی صاحب رئیس جامعہ حیدرآباد سندھ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس مجلس کے مہمان خصوصی جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب چیئرمین اسلامک آئیڈیالوجی کونسل پاکستان تھے۔ انہوں نے "قرآن حکیم اور اصلاح معاشرہ" کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش فرمایا۔ پروفیسر احمد یار صاحب نے "وحدتِ ملی کی اساس قرآن حکیم" کے عنوان پر مقالہ پیش فرمایا۔ جناب علامہ سید غلام شبیر بخاری صاحب نے عظمتِ قرآن کے دو عظیم ترین شارح رومی اور اقبال پر اور پروفیسر مرزا محمد منور صاحب نے اصلاح معاشرہ اور قرآن حکیم کے موضوع پر فکر انگیز تقاریر کیں۔ چوہدری مظفر حسین صاحب کا مقالہ "اصلاح معاشرہ، نظام تعلیم، علامہ اقبال اور ڈاکٹر رفیع الدین" پڑھ کر سنایا گیا اس لئے کہ موصوف علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ ڈاکٹر اسرار احمد گزشتہ دو جمعوں سے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں اصلاح معاشرہ کا انقلابی تصور اور قرآن حکیم کے موضوع پر اظہار خیال کرتے رہے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں موصوف نے سب سے آخر میں اسی موضوع پر تقریر کی۔

دس سالہ تقاریب کے عشرہ کے پروگرام میں نو دن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے درس قرآن کے لئے مختص کئے گئے تھے۔ چنانچہ پہلے تین دن یعنی ۱۳ تا ۱۵ نومبر ۸۲ء مسجد شہداء لاہور میں روزانہ بعد نماز مغرب اور بعد مغرب تا عشاء ڈھائی گھنٹوں میں سورۃ حج کے آخری رکوع کی چھ آیات کا جو دین کے فلسفہ و حکمت اور اس کے اساسی مطالبات کے موضوع پر قرآن حکیم کے جامع ترین مقام کی حیثیت رکھتی ہیں، جناب ڈاکٹر صاحب نے درس دیا۔ درس قرآن کا چھ روزہ دوسرا پروگرام ۱۶ تا ۲۱ نومبر ۸۲ء جناح ہال لاہور میں رکھا گیا تھا۔ جس میں سورۃ حدید اور سورۃ صف کے درس کا اہتمام تھا۔ یہ دونوں سورتیں خطاب بہ امت مسلمہ اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے ضمن میں قرآن حکیم کے ذروۂ سنام کا مقام رکھتی ہیں۔ بعد میں سورۃ جمعہ کا درس بھی شامل کر لیا گیا تھا جو انقلاب محمدی ﷺ کے اساسی منہج کی رہنمائی کے ضمن میں ایک اہم خصوصیت کی حامل سورۃ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے سورۃ حدید

کے درس سے قبل جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب نے سورۂ حدید کی خصوصیات پر ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ جناح ہال میں یوں تو اس سے قبل بھی ڈاکٹر صاحب کے درس قرآن حکیم اور خطابات ہوتے رہے ہیں لیکن اس ہال میں مسلسل چھ روز تک ڈاکٹر صاحب کے درس پہلی بار ہوئے اور الحمد للہ نہایت کامیاب رہے۔ ہال میں سامعین کا ذوق و شوق و یدنی تھا تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ ہال کے باہر بھی بہت سے لوگ کھڑے ہو کر سنتے تھے۔ پورا مجمع اعجاز قرآنی اور دلسوز و پُرتاثیر انداز خطاب سے مبہوت و مسحور ہوتا تھا۔

قرآن حکیم کی ان سورتوں کے مضامین و مفاہیم اور مطالب و مباحث کی جامعیت تو مسلّم ہے ہی —— اس پر مستزاد ڈاکٹر صاحب کا اسلوب بیان انداز تعلیم و تفہیم اور پُرتاثیر خطابت —— گویا سونے پر سہاگہ تھا۔

تربیت گاہیں

کسی بھی اصولی و نظریاتی تحریک سے وابستہ کارکنوں کے لئے تربیت گاہوں (TRAINING CAMPS) کا انعقاد نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ان میں جہاں ایک طرف کارکنوں کے ذہن میں تحریک کے اصول و نظریات کو راسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہاں دوسری طرف مخالف تحریکوں کی یلغار سے بچنے کے لئے خود ان تحریکوں کے اصول و نظریات سے واقف کرایا جاتا ہے۔ ان تربیت گاہوں کا ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کو نہ صرف اُن نظریات کا عملی نمونہ بناتی ہیں تاکہ وہ ان تحریک کے چلتے پھرتے پیکر نظر آئیں بلکہ وہ اُس کا پرچارک اور علمبردار بناتی ہیں —— یہ کام دنیاوی و دینی نظریاتی تحریکوں کے لئے ضروری ہو یا نہ ہو اسلام کے لئے کام کرنے والی تحریک کے لئے تو انتہائی ضروری (MUST) ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے قرآن حکیم کا جو منتخب نصاب مرتب کیا ہے اُس کی بنیاد دراصل سورۃ العصر ہے جس میں عذاب اُخروی سے نجات کے لئے کم از کم لوازم بیان کئے گئے ہیں یعنی ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے پورے یقین کے ساتھ ایمان لائے اُن تمام چیزوں پر جن پر ایمان

لانے کا اسلام تقاضہ کرتا ہے، اپنی زندگی میں اس کے مطابق تبدیلی لائے یعنی عمل صالح کا پیکر بن جائے، حق کی تبلیغ کرے، پرچار کرے اُس کا علمبردار ہو اور اُس کو ادیان باطلہ پر غالب کرنے کی جدوجہد کرے اور اس جدوجہد میں صبر و مصابرت سے کام لے کہیں بیٹھ نہ دکھائے، کوئی PERSECUTION اور کوئی TEMPTATION اُس کے قدم راہِ اعتدال سے نہ ہٹا سکیں اور یہ کہ نہ مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر شارٹ کٹ (SHORT CUT) اختیار کرے۔ اور نہ ہی نیک مقصد کے لئے غلط طریقۂ کار کی بھول بھلیوں میں گم ہو کر رہ جائے۔

انجمن اپنے کارکنوں کی تربیت سے غافل نہیں رہی ہے۔ یوں تو ہر درسِ قرآن اور درس حدیث یا کسی دینی موضوع پر تقریر کی مجلس خود ایک تربیت گاہ ہے لیکن ایسی تربیت گاہیں جو اقامتی ہوں، جو یا تو کسی ایک شہر کی بنیاد پر یا پھر پورے ملک کی بنیاد پر منعقد کی گئی ہوں، انجمن کے پروگرام میں شامل رہی ہیں ان کا اصل مقاصد یہ ہوتا ہے کہ دعوت و تحریک کے اصول و مبادی اور ایک بندۂ مومن کی حیثیت سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کی تذکیر ہو اور وہ اذہان و قلوب میں راسخ ہوں تاکہ عمل کے لئے قوتِ محرکہ اور جوش و ولولہ قائم رہے۔ ولبتک جو تربیت گاہیں منعقد کی گئی ہیں اُن کی مختصر روداد درج ذیل ہے۔

• لاہور (اگست ۱۹۷۲ء)

انجمن خدام القرآن کے تحت یہ پہلی دس روزہ قرآنی تربیت گاہ ۱۳ تا ۲۲ اگست مسجد خضرا (رحمن آباد) میں منعقد ہوئی۔ اس تربیت گاہ کا انتظام نہایت عجلت میں کیا گیا۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ جولائی میں کراچی میں تربیت گاہ منعقد کرنے کا پروگرام تھا لیکن اس ماہ میں کراچی ہی نہیں پورا صوبہ سندھ لسانی فسادات کی لپیٹ میں آگیا اس لئے وہاں اس کا انعقاد ممکن نہ رہا ـــــــ وقت کی کمی اور مناسب طور پر بروقت لوگوں کو اطلاع نہ ملنے کے باوجود یہ تربیت گاہ ہر اعتبار سے کامیاب رہی۔ لاہور اور بیرون لاہور سے کم و بیش چالیس پینتالیس شرکاء مستقلاً تربیت گاہ ہی میں مقیم رہے اور ان میں اکثریت بحمداللہ نوجوان طلباء کی تھی۔ ان کے علاوہ بعد نماز فجر، بعد نماز عصر اور بعد نماز مغرب جو کھلی مجالس ہوتی رہیں اُن میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے رہے، یہ حاضری پانچ صد سے بھی تجاوز کر گئی۔ اس تربیت گاہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے مطالعۂ قرآن حکیم کا مرتب کردہ نصاب تقریباً پورا پڑھا دیا۔ مولانا ناعالیٰ نظر

صاحب نے "حجیت حدیث اور اہمیت سنت" کے موضوع پر نہایت جامع اور مدلل تقریریں کیں۔ اور بعد ازاں منتخب احادیث کا درس دیا۔ اس کے علاوہ قاری عبدالرحمٰن صاحب تونسوی نے تجوید و قرأت کے بنیادی قواعد کی تعلیم دی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دو نہایت مؤثر اور مفید خطاب مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کے ہوگئے۔

● کراچی (دسمبر ۷۲ء)

دسمبر کے آخری ہفتہ میں رباط العلوم اسلامیہ کے ہال میں ایک دس روزہ قرآنی تربیت گاہ کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے منتخب قرآنی نصاب تسلسل کے ساتھ پیش فرمایا۔ حاضری توقع سے کہیں زیادہ رہی۔ مولانا بدیع الزمان صاحب (پیر جھنڈا) نے اس تربیت گاہ میں درس حدیث دیا۔

● کراچی (دسمبر ۷۳ء)

۲۳ تا ۳۰ دسمبر ۷۳ء جمعیت الفلاح ہال کراچی میں ایک آٹھ روزہ قرآنی تربیت گاہ منعقد ہوئی جس میں حسب سابق تین درس روزانہ ہوئے۔ ایک صبح نماز فجر کے بعد جس میں اربعین نووی کی ابتدائی احادیث کا درس دیا گیا، دوسرا بعد نماز عصر جس میں آخری پارے میں سے سلسلہ وار سورۂ بلد سے سورۂ والتین تک چھ سورتوں کا درس ہوا اور تیسرا بعد نماز مغرب جو طویل ترین ہوتا تھا اور جس میں بحمداللہ پوری سورۂ ھود کے علاوہ سورۂ یونس کے بھی دو رکوع مشتمل بر انباء الرسل بیان کیے گئے۔ صبح کے درس حدیث میں تو حاضری کم ہی رہتی تھی لیکن شام کے دروس میں حاضری تقریباً تین صد تک رہی اور شرکاء نے حد درجہ ذوق و شوق کا اظہار کیا۔

● کراچی (اپریل ۷۴ء)

یہ اقامتی تربیت گاہ شہر کے مضافات میں قریشی کنسٹرکشن کمپنی کی عمارات واقع کورنگی میں یکم تا ۴ اپریل منعقد ہوئی۔ اس میں کراچی کے رفقاء کے علاوہ لاہور اور حیدرآباد سے بھی کچھ احباب نے شرکت فرمائی۔ عصر تا عشاء درس قرآن اور فجر کی نماز کے بعد درس حدیث ہوتا تھا۔ درس قرآن میں سورۂ علق، سورۂ قلم، اور سورۂ مزمل شامل تھیں۔ دن میں ڈاکٹر صاحب کے خطابات اور لٹریچر کا مطالعہ ہوتا تھا۔ خطابات کے موضوع "حقیقت شرک" اور "حقیقت ایمان" تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے

"اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام" کا اجتماعی مطالعہ بھی کرایا۔

• لاھور (جولائی ۷۴ء)

ماہنامہ "میثاق" جون کے شمارہ میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام ماہ جولائی دینی تعلیم و تربیت کے ایک ماہی پروگرام کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ دینی ذوق رکھنے والے حضرات کے لئے یہ ایک بہترین موقعہ اور خصوصاً اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے طلباء اور اساتذہ کے لئے تعطیلات گزارنے کا بہترین مصرف تھا۔ اس تربیت گاہ کا روزانہ کا پروگرام اس طرح ترتیب دیا گیا تھا: بعد نماز مغرب درس قرآن حکیم از ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جس میں موصوف نے مطالعۂ قرآن حکیم کا سلسلہ وار درس دیا۔ بعد نماز فجر درس حدیث جس میں مشکوٰۃ شریف کے دو اجزاء یعنی کتاب الایمان اور کتاب العلم کا مطالعہ ہوتا تھا اور بعد نماز عصر قواعد لغت عربی کا ایک سبق اور صبح ۹ تا ۱۲ بجے باقاعدہ کلاسوں کی صورت میں مطالعہ کتب، مذاکرہ، مشق تقریر و خطاب اور تصحیح قرأت و تجوید۔

اتوار ۳۰ جون کی صبح کو مسجد شہداء میں تربیت گاہ کی تمہید کے طور پر ایک مفصل تقریر "پاکستان، اسلام اور قرآن" کے موضوع پر ڈاکٹر صاحب نے کی اور اسی شام کو تربیت گاہ کی افتتاحی تقریب سے مولانا عبید اللہ انور صاحب خلف الرشید مولانا احمد علی لاہوری نے خطاب فرمایا۔

اعلان کے مطابق تربیت گاہ کو پورے ایک ماہ جاری رہنا تھا لیکن موسم کی خرابی، بجلی کی رو کے بار بار منقطع ہو جانا اور بعض دیگر وجوہات اور اصلاً اس وجہ سے کہ ڈاکٹر صاحب کی صحت بہت عرصے کے بعد ہی جواب دے گئی پروگرام کو مختصر کرنا پڑا اور بجائے ایک ماہ کے تین ہفتوں پر قناعت کرنی پڑی تاہم ڈاکٹر صاحب نے جیسے بھی بن پڑا اپنے آپ پر شدید سختی جھیل کر حسب اعلان مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب کا درس بھی مکمل کر لیا اور اس کے اختتام پر اتوار ۲۱ جولائی کی شام کو ایک تقریر میں شرکاء و سامعین کے سامنے واضح الفاظ میں یہ سوال بھی رکھ دیا کہ دین کے جو تقاضے اور مطالبے قرآن حکیم کے ان مقامات کی روشنی میں واضح ہوئے ہیں کون ہے جو ان کی ادائیگی کے لئے ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو؟

اس تربیت گاہ میں ملک کے مختلف شہروں سے احباب خاصی تعداد میں شریک ہوئے۔

• کوئٹہ، جولائی ۷۸ء

اسلامیہ ہائی سکول کوئٹہ کی عمارت میں ۲۴ تا ۳۰ جولائی یہ تربیت گاہ منعقد ہوئی جس میں کراچی، لاہور اور دیگر مقامات سے شرکاء کے علاوہ کوئٹہ کے شہریوں کی بھی اچھی خاصی تعداد شریک رہی۔ بعد نماز فجر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب درسِ قرآن دیتے تھے۔ موصوف نے سورۂ حجرات کی آیات ۱۴، ۱۵، سورۂ حج کی آخری دو آیات اور پوری سورۂ صف اور مکمل سورۂ جمعہ کا درس دیا۔ درسِ حدیث روزانہ بعد نمازِ عصر مولانا عبدالغفار حسن صاحب دیتے تھے۔ موصوف نے مشکوٰۃ شریف کی کتاب العلم کی پہلی دونوں فصلوں کا درس دیا۔ دن میں ڈاکٹر صاحب لیکچر یا خطاب فرماتے تھے۔ آخری روز زیارت کا ایک روزہ پکنک کا پروگرام بنا جو دراصل ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ صاحب کے پُر زور اور محبت آمیز اصرار کا نتیجہ تھا۔

• کراچی، دسمبر ۷۷ء

شہر کے مرکزی علاقہ میں مدینہ مسجد میں ۲۳ تا ۳۰ دسمبر یہ آٹھ روزہ تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ لاہور سے بھی چند رفقاء شرکت کے لئے تشریف لائے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اس تربیت گاہ میں سورۂ توبہ کا مکمل درس دیا جسے لوگ نہایت ذوق و شوق سے سُننے کے لئے پابندی سے شریک ہوتے رہے۔ اسی تربیت گاہ میں حیدر آباد (سندھ) کے معروف عالمِ دین اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ حیدر آباد کے ناظم و مہتمم مولانا سید وصی مظہر صاحب ندوی نے چھ روز تک عصر تا مغرب درسِ حدیث دیا۔

• راولپنڈی، اگست ۷۸ء

ایک آٹھ روزہ تربیت گاہ ۱۰ اگست تا ۱۷ اگست، راولپنڈی اور اسلام آباد کے درمیان مری روڈ پر واقع انجمن فیض الاسلام کے یتیم خانہ کی عمارت میں منعقد کی گئی جو دارالشفقت کے نام سے موسوم ہے۔ یہ تربیت گاہ توقع سے کہیں زیادہ کامیاب رہی۔ اس کے انعقاد میں خالص خدائی تائید و نصرت کارفرما اور اُس کا خصوصی فضل شاملِ حال رہا ورنہ ظاہری اسباب انتہائی ناسازگار تھے۔ ملک بھر میں بارشوں کا زبردست طوفان بپا تھا۔ سیلاب کی وجہ سے ریل اور سڑک کے اکثر راستے مسدود ہو گئے تھے اور جو کھلے تھے وہ انتہائی مخدوش تھے۔ اس کے باوجود بھی راولپنڈی اور اسلام آباد کے سینکڑوں باسیوں کے علاوہ لاہور سے ۲۲، کراچی سے ۱۴، اور سکھر، شیخوپورہ، سرگودھا، گوجرانوالہ،

ہری پور ہزارہ اور آزاد کشمیر سے متعدد احباب شریک ہوئے۔ مقامی خواتین کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد پابندی سے شرکت کرتی رہی جن کے لئے پردہ کا معقول انتظام تھا۔ عصر تا مغرب اور مغرب تا عشاء دو عمومی نشستوں میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ایک طرف اپنے مرتب کردہ قرآنی نصاب کے مطابق درسِ قرآن دیا تو دوسری جانب "حقیقت و اقسامِ شرک"، "حقیقت ایمان اور حقیقت نفاق" کے موضوعات پر بصیرت افروز تقاریر کیں۔ قیام اللیل کا بھی اجتماعی اہتمام کیا گیا جس میں آٹھ راتوں میں قاری عبدالقادر صاحب نے پورا قرآن کریم ختم کرایا۔ راولپنڈی کی اس تربیت گاہ سے جہاں شرکاء کے دینی ذوق کو جلا ملی وہاں ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ دارالحکومت میں دعوتِ قرآنی کا ایک حلقہ وجود میں آ گیا۔

دسمبر ۷۶ء میں انجمن کے مرکزی دفاتر کے قرآن اکیڈمی میں منتقل ہونے کے بعد ہر سال پابندی سے مرکزی تربیت گاہ کا انعقاد قرآن اکیڈمی لاہور ہی میں ہوتا رہا۔ جو عموماً ہر سال اکتوبر یا نومبر کے مہینہ میں منعقد کی جاتی رہیں۔ ان تربیت گاہوں کا انعقاد تنظیم اسلامی اور انجمن کی مشترکہ مساعی سے کیا جاتا رہا اور اس میں تنظیم اسلامی اور انجمن کے جملہ وابستگان شرکت کرتے رہے۔ مربی کی حیثیت سے اکثر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہی فرائض انجام دیتے رہے۔ کبھی کبھار کسی تربیت گاہ میں رئیس بلدیہ حیدرآباد (سندھ) مولانا سید وصی مظہر ندوی صاحب کو بھی دعوت دی گئی۔ ان تربیت گاہوں میں جہاں پاکستان کے مختلف علاقوں کے تنظیم اسلامی اور انجمن کے وابستگان کو مل بیٹھنے اور باہمی تعارف اور تبادلۂ خیال کا موقعہ ملتا تھا وہاں صدر مؤسس انجمن اور امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے قرآن حکیم اور حدیث نبویؐ کے دروس سے استفادہ اور زندگی کے مختلف مسائل میں قرآن و سنت کی روشنی میں موصوف کا نقطۂ نگاہ جاننے کا موقعہ بھی نصیب ہو جاتا تھا۔ طوالت مانع ہے ورنہ ان کی تفصیلات بھی ہدیۂ قارئین کی جاتیں۔

★★★★★★

قرآن اکیڈمی

''اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام'' نامی کتابچے میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اُمّت مسلمہ کے موجودہ زوال و انحطاط کے اصل سبب اور اس کے ازالہ کے ضمن میں اپنی تشخیص و تجویز پیش کرنے کے بعد ''عملی اقدامات'' کے عنوان کے تحت تحریر کیا تھا۔

''متذکرہ بالا علمی تحریک کے اجرا کے لیے فوری طور پر دو چیزیں لازمی ہیں۔ ایک یہ کہ عمومی دعوت و تبلیغ کا ایک ایسا ادارہ قائم ہو جو ایک طرف تو عوام کو تجدیدِ ایمان اور اصلاحِ اعمال کی دعوت دے اور جو لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں ان کی ذہنی و فکری اور اخلاقی و عملی تربیت کا بندوبست کرے اور ساتھ ہی اس علمی کام کی اہمیت ان لوگوں پر واضح کرے جو خلوص اور دردمندی کے ساتھ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے آرزومند ہیں اور دوسری طرف ایسے ذہین نوجوان تلاش کرے جو پیشِ نظر علمی کام کے لئے زندگیاں وقف کرنے کو تیار ہوں''

''دوسرے یہ کہ ایک قرآنی اکیڈمی کا قیام عمل میں لایا جائے ـــــ جو ایک طرف علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کا بندوبست کرے تاکہ قرآن کا نور عام ہو اور اس کی عظمت لوگوں پر آشکارا ہو اور دوسری طرف ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے جو بیک وقت علوم جدیدہ سے بھی بہرہ ور ہوں۔ اور قرآن کے علم و حکمت سے بھی براہ راست آگاہ ہوں تاکہ متذکرہ بالا علمی کاموں کے لیے راہ ہموار ہو سکے۔

''علوم قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت کا اہم ترین نتیجہ یہ نکلے گا کہ عام لوگوں کی توجہات قرآن حکیم کی طرف مرکوز ہوں گی، ذہنوں پر اس کی عظمت کا نقش قائم ہوگا۔ دلوں میں اس کی محبت جاگزیں ہوگی اور اس کی جانب ایک عام التفات

پیدا ہوگا۔ نتیجۃً بہت سے ذہین اور اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والے نوجوان اس سے متعارف ہوں گے اور کوئی وجہ نہیں کہ ان میں سے ایک اچھی بھلی تعداد ایسے نوجوانوں کی نہ نکل آئے جو اس کی قدر و قیمت سے اس درجہ آگاہ ہو جائیں کہ پوری زندگی کو اس کے علم و حکمت کی تحصیل اور نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دیں —— ایسے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت اس اکیڈمی کا اصل کام ہوگا، اور اس کے لیے ضروری ہوگا کہ ان کو پختہ بنیادوں پر عربی کی تعلیم دی جائے یہاں تک کہ ان میں زبان کا گہرا فہم اور اس کے ادب کا ستھرا ذوق پیدا ہو جائے پھر انہیں پورا قرآن حکیم سبقاً سبقاً پڑھایا جائے، اور ساتھ ہی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم دی جائے —— پھر ان میں سے جو لوگ فلسفہ و الٰہیات کا ذوق رکھنے والے ہوں گے، ان کے لیے ممکن ہوگا کہ وہ قرآن حکیم کی روشنی میں جدید فلسفیانہ رجحانات پر مدلل تنقید کریں، اور جدید علم الکلام کی بنیاد رکھیں اور جو عمرانیات کے مختلف شعبوں کا ذوق رکھنے والے ہوں گے ان کے لیے ممکن ہوگا کہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں کے لیے اسلام کی رہنمائی و ہدایت کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کر سکیں۔"

انجمن کے باقاعدہ قیام سے پہلے ایک صاحبِ خیر نے چھ کنال پر مشتمل ایک قطعۂ زمین واقع بلاک "بی" ماڈل ٹاؤن لاہور "قرآن اکیڈمی" کے لیے پیش کر دیا تھا لیکن ڈاکٹر صاحب کا ابتدا ہی سے خیال تھا کہ مجوزہ قرآن اکیڈمی پنجاب یونیورسٹی کے نئے کیمپس کے گرد و نواح میں ہونی چاہیے تاکہ نوجوان نسل کے ساتھ ایک قریبی رابطہ رکھا جا سکے چنانچہ کافی وقت اس تگ و دو میں صرف ہو گیا کہ کوئی قطعۂ زمین کیمپس سے بالکل ملحق مل جائے اور جب اس میں ناکامی ہوئی تو بالآخر ماڈل ٹاؤن ہی کے بلاک "کے" میں پلاٹ نمبر ۳۶ تقریباً ایک لاکھ روپے میں خرید لیا گیا جو یونیورسٹی کے ہاسٹلوں کے پچھواڑے سے صرف نصف میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کے بعد کچھ مزید وقت موہوبہ قطعۂ زمین کے انجمن کے نام باقاعدہ انتقال اور پھر اس کی فروخت میں صرف ہو گیا۔

۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۷۶ء کو قرآن اکیڈمی کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

اس موقع پر دیگر حضرات کے علاوہ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب بھی موجود تھے جنہوں نے ان مقاصد میں کامیابی کی دعا فرمائی جن کے لیے اکیڈمی کا قیام عمل میں آ رہا ہے۔ سنگ بنیاد رکھے جانے کے فوراً بعد تعمیر کا کام نہایت تیزی سے شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ دسمبر ۷۶ء میں انجمن کے مرکزی دفاتر سمن آباد لاہور کی کرایہ کی عمارت سے قرآن اکیڈمی میں منتقل ہو گئے۔

۳۱ دسمبر ۸۵ء تک قرآن اکیڈمی کی عمارات کی تعمیر پر پینتیس لاکھ روپے سے زائد رقم خرچ ہو چکی ہے۔ پلاٹ کی رقم اس کے علاوہ ہے جو تقریباً ایک لاکھ روپے میں خریدا گیا تھا۔

پچھ کنال پر مشتمل پلاٹ پر اس وقت تک جو تعمیرات مکمل ہو چکی ہیں وہ درج ذیل ہیں

(۱) رہائشی بلاک جو آٹھ کوارٹروں پر مشتمل ہے۔ چار کوارٹر پہلی منزل پر ہیں اور چار کوارٹر دوسری منزل پر۔ ہر کوارٹر میں تین کمرے، اسٹور، باورچی خانہ، غسل خانہ اور کمروں کے درمیان نشست گاہ ہے۔ پہلی منزل کے کوارٹروں کے پیچھے صحن ہے اور بالائی منزل پر چھت پر جانے کیلئے سیڑھیاں مہیا کر دی گئی ہیں۔ اور چھت پر ایک برساتی تعمیر کرا دی گئی ہے۔ ہر کوارٹر میں پانی گیس اور بجلی کی سہولت موجود ہے۔ رہائشی بلاک کے ساتھ ہی دو گیراج ہیں۔

(۲) نچلے درجے کے عملے کے لیے تین سنگل روم کوارٹر تعمیر کئے گئے ہیں اور ہر ایک میں ایک کمرہ، ایک برآمدہ ایک غسل خانہ اور صحن موجود ہے۔ ان کوارٹروں میں بھی پانی بجلی اور گیس کی سہولت موجود ہے۔

(۳) قرآن اکیڈمی کے طلباء کے لیے تین منزلہ ہاسٹل تعمیر کیا گیا ہے جسے دارالمقامہ کا نام دیا گیا ہے۔ ہر منزل میں پانچ کیوبیکل اور تین ڈارمیٹریاں ہیں۔ ہاسٹل پر مزید تین منزلیں تعمیر کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

(۴) تدریس کے لیے دو کلاس روم (ہر ایک ۳۰ × ۲۰) اور ایک ہال (۲۵ × ۴۰) تہہ خانہ میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ ایک کلاس روم میں اب مکتبہ میثاق اور حکمت قرآن کے دفاتر آ گئے ہیں تین مزید کلاس روم خواتین ہال کے اوپر کی چھت پر تعمیر کئے جا چکے ہیں۔

(۵) تہہ خانے کے اوپر ایک مسجد ہال تعمیر کیا گیا ہے۔ جسے جامع قرآن کا نام دیا گیا ہے۔ مسجد ہال کے اطراف میں دائیں اور بائیں جانب خواتین کے لیے ہال اور ایک اسٹیج کی تعمیر کی گئی ہے اسٹیج

کے نیچے تین گیراج ہیں۔ دو گیراج کی جگہ میں "قرآن اکیڈمی ڈاکخانہ" قائم ہے۔ مسجد کے آگے صحن ہے اور صحن کے دائیں جانب وضو کرنے کی جگہ اور چار طہارت خانے اور غسل خانے ہیں۔ خواتین کے لیے اپنے ہال تک پہنچنے کیلئے الگ گذرگاہ بنائی گئی ہے اور وضو کرنے کی جگہ اور دو طہارت خانے مہیا کئے گئے ہیں۔

(۶) ہاسٹل کے طلباء کے لیے ایک باورچی خانہ اور متعدد غسل خانے اور طہارت خانے الگ الگ تعمیر کئے گئے ہیں۔

(۷) قرآن اکیڈمی میں داخل ہوتے ہی بیرونی جانب ایک علیحدہ ایڈمنسٹریٹو (انتظامی) بلاک تین کمروں پر مشتمل تعمیر کیا گیا ہے۔

مسجد جامع القرآن کے بالائی ہال کی تعمیر کا کام ابھی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال رہا تو نہ صرف بالائی ہال بلکہ جامع القرآن کے شایانِ شان مینار بھی جلد تعمیر کر لیا جائے گا۔ چھ کنال پر اِن عمارتوں کی تعمیر اور چپہ چپہ استعمال کرنے کے باوجود قرآن اکیڈمی کی سرگرمیوں کے لیے ابھی سے تنگیٔ داماں کی سی کیفیت نظر آتی ہے۔ چنانچہ مستقبل کے منصوبوں کے پیشِ نظر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو اُن کے ایک اشتہار کے حوالہ سے ماڈل ٹاؤن یا گارڈن ٹاؤن میں ایک پلاٹ کے لیے درخواست دی ہے اور اِس سلسلہ کی ابتدائی رقم یعنی پونے تین لاکھ روپے جمع کرا دی گئی ہے۔ ایل۔ ڈی۔ اے نے ابھی تک الاٹمنٹ کا فیصلہ نہیں کیا ہے۔ ہمارا نام اُن کی فہرست میں موجود ہے اور اُمید ہے کہ اِن شاء اللہ ہمیں پلاٹ مل جائے گا۔

جہاں تک قرآن اکیڈمی میں علمی و تدریسی سرگرمیوں کا تعلق ہے تو اِس سلسلہ میں واضح رہے کہ انجمن کے اغراض و مقاصد کی آخری اور اہم شق ایک ایسی قرآن اکیڈمی کے قیام پر مشتمل ہے جو قرآن مجید کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے کیونکہ کسی بھی علمی تحریک کی کامیابی کے لیے ایسے ادارے کا وجود ضروری ہے جو اس علمی تحریک کے مقاصد کی آبیاری کر سکے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں قرآنی علوم و معارف کو عام کرنے کا جذبہ رکھنے والے افراد نے ایک ایسے ادارے کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم کی بھی شدید خواہش تھی کہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس میں جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ان کی ذہنی سطح کے مطابق قرآن حکیم کے علم و حکمت

کا درس دیا جائے۔ اپنے ایک عقیدت مند چوہدری نیاز علی مرحوم کے سامنے جب علامہ نے اپنی اس آرزو کا ذکر بار بار کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس مقصد کے لیے وُہ نہ صرف یہ کہ کچھ زمین وقف کرنے کو تیار ہیں بلکہ تعمیر کا سارا بار بھی خود برداشت کریں گے، چنانچہ یہی سکیم تھی جس کے پیش نظر مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھانکوٹ میں سرنا ریلوے اسٹیشن سے متصل "دارالسلام" کی تعمیر عمل میں آئی۔ علامہ مرحوم نے ایک خط عالم اسلام کی قدیم وعظیم ترین درسگاہ الازہر کے ریکٹر کو لکھا کہ ہمیں ایک ایسا عالم دین فراہم کیجیے جو جدید فکر سے آگاہ ہو اور جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو انگریزی زبان میں وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر قرآن حکیم کا درس دے سکے لیکن افسوس کہ وہاں سے معذرت موصول ہوگئی کہ ان کے پاس مطلوبہ معیار کا کوئی عالم دین موجود نہیں اور اس طرح اسکیم پر عمل کا آغاز نہ ہو پایا۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب صدر موسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کو علامہ اقبال مرحوم کے ساتھ جو نسبت معنوی حاصل ہے اس کا بیان تحصیل حاصل ہوگا۔ یہاں صرف اس قدر عرض کر دینا مناسب ہے کہ قرآن اکیڈمی کا منصوبہ موصوف نے جون ۱۹۶۷ء میں ماہنامہ میثاق کے ادارتی صفحات میں شائع کیا تھا اور جو تیرہ سال کی محنت ومشقت اور اللہ کے فضل وکرم سے اب عالم واقعہ میں نمودار ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا نقشہ کار بعینہٖ وہی ہے جو علامہ اقبال مرحوم کے پیش نظر تھا اور اگر اس کے ذریعے دین کی کوئی بھی چھوٹی بڑی خدمت ہو سکی تو یہ دراصل علامہ مرحوم ہی کا فیض معنوی ہوگا۔

قرآن اکیڈمی کے پہلے مرحلہ میں دارالمقامہ کی تعمیر کے بعد مقامی کالجوں اور یونیورسٹی کے ان طلباء کو رہائش کی پیشکش کی گئی جو اپنے اوقات میں سے دو گھنٹہ روزانہ قرآن اکیڈمی کے درس و تدریس کے پروگراموں میں شرکت کے لیے وقف کرنے کو تیار ہوں الحمدللہ کہ طلباء نے اس اسکیم سے فائدہ اٹھایا اور اب بھی کالجوں اور یونیورسٹی کے متعدد طلباء یہاں پر رہائش پذیر ہیں۔

معہد ثانوی :۔

اپریل ۱۹۸۰ء میں انجمن کی طرف سے ایک نئی تعلیمی اسکیم کے تحت مڈل پاس یا اس کے مساوی تعلیم کے حامل طلباء سے قرآن اکیڈمی میں ایک اقامتی درسگاہ کے آغاز کا اعلان کیا گیا اس سکیم کے مطابق طلباء کو اصلاً دو زبانیں پختہ طور پر پڑھائی جانے کا اہتمام تھا۔ یعنی عربی اور انگریزی

اوران کے علاوہ میٹرک کے لازمی مضامین یعنی اسلامیات اُردو اور مطالعۂ پاکستان اور اختیاری مضامین میں سے جنرل سائنس اور جنرل ریاضی لازمی طور پر اور اسلامیات اور شہریت میں سے کوئی ایک مضمون پڑھایا جانا شامل تھا اور اگلے سال ادیب عربی کا امتحان دلوایا جانا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ ایک اضافی سال کے صرف سے دینی و دنیاوی دونوں میدانوں میں اعلیٰ تعلیم کا راستہ کھل جائے گا اور اگر اللہ کو منظور ہوا تو اس اسکیم کو آگے بڑھا کر ایک جانب بی، اے اور دوسرے جانب فاضل عربی کے امتحانات دلوادئے جائیں گے۔ ساتھ ہی اس درسگاہ کے طلباء کی دینی د اخلاقی تربیت کا بھرپور اہتمام اسکیم کا جزو لاینفک تھا تاکہ طلباء میں نہ صرف صحیح اسلامی اخلاق پیدا ہوں بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ کی سعی کا جذبہ اور حصول مرتبہ شہادت کا شوق پیدا ہو اور ان ہی میں سے ایک طرف اعلیٰ معیار کے محقق اور مصنفین پیدا ہو سکیں تو دوسری طرف دعوت اسلامی کو مخلص کارکن مہیّا ہو جائیں۔

اس اسکیم کے تحت سولہ طلباء نے درخواستیں دیں۔ چونکہ یہ تعداد بہت کم تھی اس لیے بغیر امتحان لیے سب کو داخل کر لیا گیا اور ۱۵ مئی ۸۰ء سے مجوزّہ درسگاہ کا آغاز کر دیا گیا۔ لیکن چونکہ ان میں سے اکثر کا تعلیمی معیار بہت پست تھا اس لیے کچھ تو درسگاہ کو خود چھوڑ گئے اور کچھ سے بعد میں معذرت کرنا پڑی۔ دوسرے سال یعنی ۸۱ء میں باوجود اخبارات کے اشتہارات اور ہینڈبلوں کے بڑی تعداد میں تقسیم کے نئی کلاس کے لیے مطلوبہ تعداد میں لڑکے دستیاب نہیں ہو سکے اس لئے ہمیں افسوس کے ساتھ مجبوراً یہ منصوبہ ترک کرنا پڑا اور پچھلے سال کا جو گروپ دسویں کلاس میں آگیا تھا۔ اُس پر پُوری توجّہ مرکوز کر کے ۸۲ء میں میٹرک کا امتحان دِلا کر فارغ کر دیا گیا ہمیں خوشی ہے کہ معہد ثانوی کے اِن طلباء نے میٹرک کا امتحان امتیازی نشانات سے پاس کیا۔

رفاقت اسکیم :۔

۱۶ اکتوبر ۸۱ء کو مجلس منتظمہ نے اپنے ہنگامی اجلاس میں ایک نئی اسکیم یعنی قرآن اکیڈمی کی رفاقت (فیلوشپ) اسکیم منظور کی۔ جس کی تفصیلات ماہنامہ "میثاق" کے اکتوبر د نومبر ۸۱ء کے مشترکہ شمارہ میں شائع کی جا چکی ہیں۔ اس اسکیم کے تحت ایسے پوسٹ گریجویٹ نوجوان

مطلوب ہیں جو اپنی جملہ توانائیاں اور کُل صلاحیتیں انجمن اور اکیڈمی کے لیے وقف کر دیں۔ اور انجمن اور اکیڈمی کے مقاصد کی تحصیل وتکمیل کے لیے جو کہ ضمن میں بعض اشارات صدرِ مؤسس کے کتابچہ "اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کرنے کا اصل کام" میں درج کیے جاچکے ہیں تعلیم وتدریس تصنیف و تالیف، دعوت وتبلیغ حتیٰ کہ تنظیمی وانتظامی نوعیت کے جو فرائض بھی انہیں تفویض کیے جائیں انہیں بدل وجان انجام دینے کی ہر امکانی سعی کو بروئے کار لائیں اور اس ضمن میں کسی بھی کام سے دریغ نہ کریں۔ چونکہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب انجمن کے تاحیات صدر ہیں اس لئے اس اسکیم کے تحت صرف ایسے نوجوانوں کا اشتراکِ عمل ہی مفید رہ سکتا ہے جو موصوف کی فکر سے فی الجملہ اتفاق رکھتے ہوں۔ اسکیم کے تحت ایسے نوجوانوں کو آغاز میں یونیورسٹی لیکچرار کے گریڈ یعنی فی الوقت گریڈ نمبر ۱۷ میں مشاہرہ اور دیگر مراعات یعنی رہائش یا کرایہ مکان اور دیگر الاؤنس دینے کے بعد وقتاً فوقتاً جو اضافے اس ضمن میں سرکاری طور پر ہونے رہیں گے وُہ انجمن بھی کرتی رہے گی اور مناسب وقفوں پر ترقی کے جو امکانات سرکاری اداروں میں ہوں گے ان کا سلسلہ اکیڈمی میں بھی قائم رکھا جائے گا۔

اِس اسکیم کا آغاز یکم جنوری ۸۲ء سے ہوا۔ آغاز میں چھ نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ بعد میں ایک نوجوان چھوڑ کر چلے گئے۔ الحمد للہ کہ پانچ نوجوان پُوری دلجمعی اور استقامت کے ساتھ اس میں شریک ہیں۔ اور تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اِن پانچ نوجوانوں میں دُو تو صدر مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے صاحبزادگان ہیں۔ جن میں سے ایک نے ایم۔ بی بی۔ ایس ابھی ۸۱ء ہی میں کیا ہے۔ دوسرے نے بھی ۸۱ء میں فلسفہ میں ایم۔ اے (فرسٹ ڈویژن) کیا ہے۔ ایک صاحب ڈینٹل سرجن (B.D.S) ہیں جو پچھلے چند سال سے فیصل آباد میں پریکٹس کر رہے تھے اور اپنی چلتی ہوئی پریکٹس کی بساط لپیٹ کر اکیڈمی کی رفاقت اسکیم میں شامل ہو گئے۔ دُو نوجوان ایم ایس سی ہیں۔ جن میں سے ایک صاحب ایک سرکاری اسکول میں استاد کے طور پر کام کر رہے تھے اور دوسرے جنہوں نے ۸۱ء میں ایم ایس سی (حیاتیات) میں پنجاب یونیورسٹی میں Top کیا تھا۔ اور ایک کالج میں استاد کے طور پر تقرر ہو گیا تھا۔ دونوں نے سرکاری ملازمت کو خیرباد کہہ کر اپنے آپکو رفاقت اسکیم کے لیے پیش

کر دیا۔ پانچ نوجوانوں کے اس گروپ کو ایک سال ہو گیا ہے اور ہمیں اس سے بہت سی نیک توقعات وابستہ ہیں اُمید ہے کہ انشاءاللہ اس سال ایک دوسرا گروپ میسّر آ جائے گا۔

ابتداء میں اس گروپ کو پروفیسر حافظ احمد یار صاحب علّامہ غلام شبیّر بخاری صاحب اور مولانا الطاف الرحمٰن صاحب تعلیم دے رہے تھے۔ لیکن اب خاصے عرصہ سے صرف مولانا الطاف الرحمٰن صاحب ہی بطور معلّم فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس ایک سال میں رفاقت اسکیم پر تیراسی ہزار ۸۳,۰۰۰/= روپے سے زائد رقم خرچ ہوئی۔

مسجد جامع القرآن

مسجد کا ہال جب تک تعمیر نہیں ہوا تھا۔ باجماعت نمازیں تہہ خانے کے ہال ہی میں ادا کی جاتی تھیں۔ قرآن اکیڈمی کے اجتماعات بھی اسی چھوٹے ہال میں منعقد کئے جاتے تھے۔ چنانچہ ایک بار مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب نے اپنے دورہ پاکستان کے موقعہ پر قرآن اکیڈمی کو بھی زینت بخشی اور تہہ خانہ کے اس چھوٹے ہال میں خطاب فرمایا۔ ۱۹۸۰ء میں مسجد کا وسیع ہال تعمیر ہو گیا۔ اور نمازیں اسی ہال میں ادا کی جانے لگیں۔ البتہ جمعہ کی نماز کا اہتمام مارچ ۱۹۸۱ء سے شروع کیا گیا جامع القرآن ہیں پہلا جمعہ مولانا عبدالغفار حسن صاحب نے ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء کو پڑھایا جو اس مقصد سے فیصل آباد سے تشریف لائے تھے۔ قبل ازیں صدر موسّس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے درس قرآن حکیم دیا۔ حاضری توقع سے کہیں زیادہ تھی۔ چنانچہ اُس وقت ہی یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ صدر موسّس نماز جمعہ بدستور مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں پڑھاتے رہیں اس لیے کہ اگر موصوف نے یہاں جمعہ پڑھایا تو حاضرین کے لیے گنجائش نہیں ہو گی جب تک کہ بالائی ہال کی تعمیر نہ ہو جائے چنانچہ صدر موسّس صاحب جمعہ کی نماز مسجد دارالسلام میں پڑھاتے ہیں اور مسجد جامع القرآن میں نماز جمعہ انجمن سے متعلق مختلف حضرات پڑھاتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل تک صدر موسّس کے صاحبزادہ حافظ عاکف سعید صاحب پڑھاتے تھے اور اب مستقل طور پر جناب عبدالرزاق صاحب یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسجد کا بالائی ہال فوری طور پر تعمیر ہو جائے۔ اس سلسلہ میں ہم وابستگان انجمن سے تعاون کی اپیل کرتے ہیں۔

مکتبہ

اوائل ۱۹۶۶ء میں جب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مستقل طور پر لاہور منتقل ہو گئے تو جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ آپ نے ایک اشاعتی ادارہ "دارالاشاعت الاسلامیہ" قائم کیا۔ چونکہ اُس وقت کوئی اجتماعی شکل موجود نہ تھی اس لیے یہ ادارہ ڈاکٹر صاحب کا ذاتی ادارہ تھا۔ جس کے تحت "تدبر قرآن" جلد اوّل اور جلد دوم، "مبادی تدبر قرآن" ———— "دعوت دین اور اُس کا طریق کار" اور چند دیگر کتب اور کتابچے شائع کیے گئے۔ لیکن جب اللہ کے فضل و کرم سے ایک اجتماعی ادارہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام سے وجود میں آگیا تو اس کے تحت ایک مکتبہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔ جس نے دارالاشاعت اسلامیہ کی جگہ لے لی۔ مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے نہ صرف وُہ تمام کُتب شائع کیں جو اس سے قبل "دارالاشاعت اسلامیہ" شائع کر رہا تھا بلکہ اس کا اشاعتی پروگرام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا یکمشت ادائیگی کی بنیاد پر مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی تفسیر تدبر قرآن کی چند جلدوں اور ان کی دیگر تصنیفات نیز امام حمید الدین فراہیؒ کی مجموعہ تفاسیر اور ان کی تصانیف کے ترجموں کے حقوق طباعت بھی حاصل کر لیے گئے مکتبہ نے طباعت اور اشاعت کا اعلیٰ معیار پیش کر کے ہر حلقہ سے خراج تحسین وصول کیا ــــ سال ۱۹۸۱ اور ۱۹۸۲ میں صدر مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کُتب کے ایڈیشن بار بار شائع کرنے پڑے اور یہ ایڈیشن جو پہلے دو تین ہزار کی تعداد میں شائع کیے جاتے تھے اب گیارہ گیارہ ہزار کی تعداد میں شائع کیے گئے۔ اسی لحاظ سے مکتبہ کی فروخت میں بھی الحمد للہ بہت اضافہ ہوا۔ ۱۹۸۰ میں کُل فروخت تقریباً -/۷۵,۰۰۰ کی ہوئی تھی۔ جب کہ ۱۹۸۱ء میں بڑھ کر تقریباً -/۱۲۸,۰۰۰ روپے اور ۱۹۸۲ء میں تقریباً ڈھائی لاکھ روپے کی ہو گئی ———— یعنی دو ۲ سالوں کی فروخت تقریباً پچھلے آٹھ سالوں (۱۹۷۳ سے ۱۹۸۰) کی فروخت کے برابر ہوتی ہے۔ اس کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ ۱۹۷۳ سے ۱۹۸۰ تک کی فروخت میں زیادہ رقم مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کی کُتب خصوصاً تفسیر تدبر قرآن کی فروخت کی شامل ہے جب کہ ۱۹۸۱ اور ۱۹۸۲ کے سالوں کی فروخت زیادہ

نزڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے چھوٹے چھوٹے کتابچوں پر مشتمل ہے کیونکہ ۱۹۸۲ء میں مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی کُتب کی اشاعت کے حقوق مکتبہ انجمن نے مولانا موصوف کی خواہش پر انہیں واپس کر دیے تھے۔

مکتبہ انجمن نے اب تک صدر مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی اٹھارہ کُتب شائع کی ہیں جن میں ایک عربی ترجمہ اور پانچ انگریزی تراجم بھی شامل ہیں۔ ۳۱ دسمبر ۸۲ء تک یہ تمام کُتب تقریباً ڈھائی لاکھ کی تعداد میں شائع ہو چکی ہیں

واضح رہے کہ یہ ڈاکٹر صاحب کی کُتب کی وُہ تعداد ہے جو مکتبہ انجمن نے شائع کی ہیں۔ اِن کے علاوہ موصوف کی کئی کُتب مثلاً (۱) مطالبات دین (۲) سرافگندیم (۳) اسلام اور پاکستان (۴) تنظیم اسلامی کی دعوت اور چند دیگر پمفلٹ ہیں جو مکتبہ تنظیم اسلامی نے شائع کئے ہیں اور اِس گوشوارہ میں شامل نہیں ہیں۔ یہ بھی اب تک ۲۴ہزار سے زائد کی تعداد میں شائع ہو چکی ہیں۔ انہیں شامل کر کے صدر مؤسس کی اب تک دو لاکھ اسی ہزار سے زائد کی تعداد میں کتب پھیل چکی ہیں۔

میثاق

ماہنامہ "میثاق"، کا اجراء جب جون ۱۹۵۹ء میں ہوا۔ تو مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اس کے مدیر بھی تھے اور عرف عام کے مطابق مالک بھی۔ شروع میں اس کی اشاعت باقاعدہ رہی، پھر بے قاعدہ ہو گئی، تا آنکہ اس نے ہچکولے کھانے شروع کئے اور بالآخر دم توڑ دیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جب لاہور منتقل ہوئے اور دعوتِ قرآنی کا کام شروع کیا تو دعوت کی تشہیر و اشاعت کے لیے ایک جریدہ کا ڈکلریشن "الرسالہ" کے نام سے حاصل کیا۔ لیکن مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کے یہ فرمانے پر کہ نیا رسالہ نکالنے کی بجائے بہتر ہے کہ "میثاق" ہی کو زندہ رکھو، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی ادارت اور ملکیت میں جولائی ۱۹۶۶ء سے "میثاق" نکالنا شروع کر دیا۔ جو ڈاکٹر صاحب کے ذاتی ادارہ "دارالاشاعت الاسلامیہ" کے تحت شائع ہوتا تھا۔ ۱۹۷۲ء

میں جب مرکزی انجمن خدام القرآن کا قیام عمل میں آیا تو ڈاکٹر صاحب نے میثاق کو بھی انجمن کی تحویل میں دے دیا اور جنوری ۷۳ء سے مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت میثاق انجمن کے آرگن کی حیثیت سے شائع ہونا شروع ہو گیا۔

جنوری ۷۶ء سے اکتوبر ۸۰ء کے درمیانی عرصہ میں بعض دعوتی ضروریات کی بنا پر اسے تنظیم اسلامی کی تحویل میں دیدیا گیا اور اسے مکتبہ تنظیم اسلامی شائع کرتا رہا۔ لیکن نومبر ۸۰ء سے دوبارہ انجمن کے زیر اہتمام شائع ہونا شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ اپریل ۸۲ء تک جاری رہا یہاں تک کہ مئی ۸۲ء سے مستقل طور پر "میثاق" کو تنظیم اسلامی کی تحویل میں دیدیا گیا اور ماہنامہ "حکمت قرآن" انجمن کے زیر اہتمام شائع ہونا شروع ہوا اور انجمن کا ترجمان قرار پایا۔

حکمتِ قرآن

ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم و مغفور نے لاہور سے "حکمتِ قرآن" کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا تھا جو آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگریس کے زیر اہتمام شائع ہوتا تھا۔ ڈاکٹر رفیع الدین صاحب کے انتقال کے بعد ایک عرصہ سے یہ ماہنامہ بند پڑا ہوا تھا۔ صدر مؤسس نے کانگریس کے اربابِ اختیار سے اسے دوبارہ شائع کرنے کے لیے کہا اور یہ پیشکش بھی فرمائی کہ اگر کسی وجہ سے کانگریس اس کو شائع کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے تو مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اسے بخوشی شائع کرنے پر تیار ہے۔ کانگریس نے ڈاکٹر صاحب کی اس پیشکش کو قبول فرما لیا چنانچہ ڈکلریشن کی تبدیلی کے لیے متعلقہ محکمہ کو درخواست دیدی گئی۔ مہینوں کی کاروائی کے بعد ڈکلریشن کی تبدیلی عمل میں آئی۔ انجمن کی مجلس منتظمہ اسے انجمن کی جانب سے شائع کرنے کی منظوری پہلے ہی دے چکی تھی۔ چنانچہ مئی ۸۲ء سے انجمن کے ترجمان کی حیثیت سے ماہنامہ "حکمتِ قرآن" منظر عام پر آیا اور ماہنامہ "میثاق" نے تنظیم اسلامی کے آرگن کی حیثیت اختیار کر لی۔

مئی تا دسمبر ۸۲ء میں یعنی آٹھ ماہ میں "حکمتِ قرآن" کے دو دو ماہ پر مشتمل چار شمارے شائع ہوئے۔ جولائی، اگست ۸۲ء کی اشاعت دراصل صدر مؤسس کے مضمون "دعوت

رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر" پر مشتمل تھی۔ جب کہ بقیہ تین شماروں میں اکثر وہ مضامین شامل اشاعت تھے جو انجمن کے زیرِ اہتمام قرآنی محاضرات میں پیش کیے گئے تھے۔ دسمبر ۸۲ء تک اس کی ماہانہ اشاعت ڈیڑھ ہزار تھی۔ اُمید ہے کہ ان شاء اللہ جلد ہی اس کی اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ صوری و معنوی یعنی ظاہری گیٹ اپ اور مضامین دونوں اعتبارات سے رسالہ معیاری ہے۔ اور اہلِ علم کی جانب سے اس کی خاطر خواہ پذیرائی ہوئی ہے۔ جس کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

ذیلی انجمنیں

انجمن کے قواعد و ضوابط کی دفعہ نمبر ۵ کے تحت دوسرے شہروں میں بھی انہی اغراض و مقاصد کے لیے انجمنوں کا قیام ہو سکتا ہے۔ جو مرکزی انجمن کے مقاصد ہیں۔ یہ انجمنیں مقاصد کے اعتبار سے مرکزی انجمن سے منسلک ہوتی ہیں۔ لیکن انتظامی اور مالی اُمور میں بالکل آزاد ہوتی ہیں۔ نہ اُن کے حسابات وغیرہ کی ذمہ داری مرکزی انجمن پر ہوتی ہے اور نہ مرکزی انجمن کی اُن پر۔ البتہ ایسی انجمنیں اپنی سالانہ آمدنی کا دسواں حصّہ مرکزی انجمن کو منتقل کرتی ہیں۔

پاکستان میں اس طرح کی ذیلی انجمنیں دو شہروں میں قائم ہوئیں۔ ایک تو سکھر میں اور دوسری راولپنڈی / اسلام آباد میں

سکھر کی انجمن کو قائم ہوئے کئی سال کا عرصہ گذر چکا ہے لیکن اس کی کوئی سرگرمی سامنے نہیں آئی۔ جہاں تک اسلام آباد / راولپنڈی کی انجمن کا تعلق ہے اس کا ORGANISATIONAL WORK کبھی بھی قابلِ اطمینان نہیں رہا۔ اس کے تنظیمی ڈھانچہ کو بہتر بنانے کی بار بار کوشش کی جاتی رہی لیکن ابھی تک اطمینان بخش صورت پیدا نہیں ہوئی۔ اب اسے کچھ نوجوان مل گئے ہیں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ان شاء اللہ اس کا تنظیمی ڈھانچہ مضبوط ہوگا۔ یہ تو تھی بات تنظیمی ڈھانچہ کے غیر تسلّی بخش ہونے کی لیکن جہاں تک حرکت کا تعلق ہے وہ پچھلے ایک سال سے اپنی زندگی کا ثبوت دیتی رہی ہے وہ اس طرح کہ دسمبر ۸۱ء سے صدر مؤسّس ہر ماہ کے پہلے پیر کو راولپنڈی / اسلام آباد جاتے رہے ہیں اور وہاں کی انجمن کے زیرِ اہتمام کیونٹی سنٹر نزد آبپارہ

اسلام آباد میں اجتماعات میں درسِ قرآن یا خطاب کرتے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ راولپنڈی اور اسلام آباد میں لوگوں کے سامنے انجمن کا نام تو بار بار آتا ہے وہ ہر ماہ ڈاکٹر صاحب کا درسِ قرآن یا خطاب سنتے ہیں لیکن بات پھر وہی ہے کہ جہاں تک انجمن کے فعال ہونے کا تعلق ہے وہ صورت ابھی تک موجود نہیں ہے۔ کوشش برابر کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کامیابی عطا کرنے والا ہے۔

سکھر اور راولپنڈی کے علاوہ دو ذیلی انجمنیں بیرون ملک یعنی شکاگو (امریکہ) اور ٹورنٹو (کناڈا) میں قائم ہیں۔

صدر موسس نے امریکہ و کناڈا کا دعوتی دورہ ۱۹۷۹ء ———— میں پہلی بار کیا۔ اُس وقت چند احباب کی خواہش پر ڈاکٹر صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے۔ لیکن یہ توقع نہیں تھی کہ اس دورہ سے وہاں پر آئندہ کے لیے کام کے نئے دروازے کھل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے اِس دورہ کے بعد ۱۹۸۰ء میں ڈاکٹر صاحب کو دوبارہ وہاں کے دورہ کی دعوت ملی اور اب یہ دعوتی دورہ ہر سال کا ایک معمول بن چکا ہے ہر سال ٹورنٹو اور شکاگو میں کئی کئی روزہ قرآنی تربیت گاہوں کا انعقاد ہوتا ہے اور لوگ نہایت ذوق و شوق سے میلوں کا سفر کرکے اس میں شرکت کرتے ہیں۔ ۱۹۸۲ء کے دورہ میں شکاگو کی انجمن کی جانب سے شہر سے کوئی دو سو میل دور ایک پُرفضا مقام پر ہفت روزہ قرآنی تربیت گاہ کا انعقاد ہوا جو الحمدللہ بہت کامیاب رہی۔ اِس سال شکاگو اور ٹورنٹو کے علاوہ صدر موسس نے لاس انجلیز، ہوسٹن اور نیویارک کا بھی دعوتی دورہ کیا اور لاس انجلیز اور ہوسٹن میں کئی کئی روز تک پروگرام منعقد ہوتے رہے۔ گذشتہ چار سال کے اِن دوروں میں جہاں ڈاکٹر صاحب نے ہندو پاک کے مسلمانوں کو درسِ قرآن دیا وہاں مقامی بلالی مسلمان (Black Muslims) سے بھی رابطہ قائم کیا اور اُن میں دعوت پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ ایک سالانہ دورہ کے دوران مُسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن (M.S.A) کے سالانہ کنونشن میں شرکت کی اور درسِ قرآن دیا۔ پاکستان میں تو ڈاکٹر صاحب اُردو میں درس دیتے رہے ہیں لیکن ان بیرونی دوروں کی خاص بات یہ تھی کہ اُردو کے علاوہ شستہ اور رواں انگریزی زبان میں بھی درسِ قرآن دئے گئے اور خطابات کئے گئے۔ وہاں کے

سلمانوں نے اِن دروس اور خطابات کو وی سی آر (V.C.R) کے ذریعہ محفوظ کر لیا ہے۔ AUDIO اور VIDEO کیسٹ ہزاروں کی تعداد میں امریکہ و کناڈا کے طول وعرض میں پھیلائے گئے ہیں۔اس طرح رجوع الی القرآن کی یہ دعوت امریکہ و کناڈا کے طول وعرض میں پھیلی ہے۔ برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی زیادہ آبادی امریکہ و کناڈا کے اِن دو شہروں یعنی شکاگو اور ٹورنٹو میں بستی ہے ہم اگر یہ کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ان حضرات میں شاید ہی کوئی شخص ہو جو صدر موسسّس اور دعوت رجوع الی القرآن سے کسی نہ کسی درجہ میں متعارف نہ ہوا ہو۔

انجمن خدام القرآن شکاگو :۔

اِس انجمن کی تاسیس صدر موسسّس کے دوسرے سالانہ دورہ کے موقع پر جون ۸۰ء میں ہوئی تھی۔ انجمن نے انگریزی میں اپنا نام "SOCIETY OF THE SERVANTS OF AL-QURAN, GREATER SCHICAGO" رکھا ہے جس کا مخفف "SSQ" ہے۔اِس کا انگریزی MEMORANDUM اور ARTICLES OF ASSOCIATION میں طبع شدہ ہیں۔ سولہ افراد اس کے موسسین (FOUNDER MEMBERS) ہیں۔ جنہوں نے یکمشت ۵۰۰ ڈالر دیئے ہیں اور ہر ماہ ۱۰ ڈالر دیتے ہیں۔ دوسری کیٹگری ان کے ہاں محسنین (PATRONS) کی ہے۔ جو یکمشت ۵۰۰ ڈالر اور ہر ماہ ۱۰ ڈالر دیتے ہیں تیسری کیٹگری عام ارکان کی ہے جو یکمشت کچھ نہیں دیتے لیکن ہر ماہ دس ڈالر ادا کرتے ہیں۔انجمن کے صدر ڈاکٹر خورشید اے۔ملک صاحب اور سیکریٹری جناب احمد عبدالقدیر صاحب ہیں۔ چھ افراد پر مشتمل مجلس منتظمہ ہے جس کی ماہانہ میٹنگ ہر ماہ پابندی سے ہوتی ہے۔ کارروائی کے باقاعدہ (MINUTES) لکھے جاتے ہیں۔حکومت سے اِس انجمن کی باقاعدہ رجسٹریشن بھی کرالی گئی ہے ۸۱ء اور ۸۲ء میں انجمن کے وابستگان کا سالانہ اجتماع بھی منعقد ہو چکا ہے۔انجمن نے اپنا ایک مکتبہ بھی قائم کیا ہے جس کے تحت پاکستان ٹیلی وژن پر صدر موسسّس کے دروس قرآن پر مشتمل کتاب "الکتاب" کے نام سے شائع کی گئی۔صدر موسسّس کی انگریزی کتب کثیر تعداد میں پاکستان سے منگوا کر یہ مکتبہ فروخت کرتا ہے انجمن نے کیسٹوں کے لیے ایک علیٰحدہ شعبہ قائم کیا ہوا ہے۔الحمدللہ کہ یہاں کی انجمن کو بعض فعّال کارکن ملے ہوئے ہیں، جو کیسٹوں

کی کاپیاں بنوا کر وسیع پیمانے پر پھیلا رہے ہیں ۔امریکہ و کناڈا میں ڈاکٹر صاحب کے دروس و خطابات کے کیسٹوں کے علاوہ پاکستان سے بھی کثیر تعداد میں کیسٹ منگوائے گئے ہیں جن کی کاپیاں کر کے بھی وسیع پیمانے پر پھیلائی جاتی رہی ہیں ۔ ۱۹۸۲ء میں شکاگو کی انجمن نے مسلم کمیونٹی سنٹر شکاگو کی پرانی عمارت لیز پر لے لی ہے ۔ یہ عمارت جو شہر میں مرکزی جگہ پر ہے ایک وسیع ہال متعدد کمروں اور کار پارکنگ پر مشتمل ہے انجمن شکاگو کی تمام سرگرمیوں کا مرکز اب یہ عمارت ہو گئی ہے امید ہے صدر موسّس کے آئندہ دورہ کے موقع پر تربیت گاہ ان شاءاللہ اس مرکز میں منعقد کی جائے گی ۔

انجمن خدام القرآن ٹورنٹو :۔

دو سال قبل یعنی ۱۹۸۰ء کے صدر موسّس کے کناڈا کے دورہ کے موقع پر اس انجمن کا قیام عمل میں آیا تھا ۔لیکن بعض وجوہات سے یہ انجمن ابھی تک فعال نہیں ہو سکی ۔ ۸۱ء اور ۸۲ء میں اس انجمن کی دعوت پر صدر موسّس ٹورنٹو کا دورہ کر چکے ہیں اور وہاں کئی کئی روز تک درس قرآن کی مجالس کا انعقاد ہوا ہے جس کے خاصے اچھے اثرات مترتب ہوئے ہیں لیکن انجمن کا تنظیمی ڈھانچہ (ORGANISATIONAL SET-UP) ابھی تک پورے طور پر نہیں بن سکا ہے ۔ایک سال تو یہ ہوا کہ یہاں کی انجمن کے صدر صاحب ملک چھوڑ کر چلے گئے جس کی مرکز تک کو اطلاع نہیں ملی ، جس کی وجہ سے کام نہ ہو سکا ۸۲ء میں صدر موسّس نے اپنے دورہ کے موقعہ پر انجمن کے لیے نیا صدر نامزد فرمایا ۔ہماری دعا ہے کہ یہاں کی انجمن کو بھی شکاگو کی طرح کچھ فعال کارکن مل جائیں اور دینی حرکت پیدا ہو ۔

کتابچوں کی مفت تقسیم :

انجمن کی جانب سے صدر موسّس کے کتابچے طبع کرا کے مختلف موقعوں پر لوگوں میں تقسیم کیے جاتے رہے ہیں ۔رمضان المبارک کے موقعہ پر "روزہ اور قرآن" سے متعلق رسول اکرمؐ کا خطبہ (جو رمضان کی آمد پر ارشاد فرمایا گیا) ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر لاہور اور کراچی میں تقسیم کیا گیا ۔یہ کتابچہ کئی سال تقسیم کیا گیا ۔ اسی طرح عید الاضحیٰ کے موقعہ پر صدر موسّس کا

مضمون "حج اور عید الاضحیٰ اور ان کی اصل روح قرآن حکیم کے آئینہ میں" ہزاروں کی تعداد میں کتابچے کی صورت میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا رہا۔ صدر موسّس کا ایک اور مضمون "انقلابِ نبوی کا اساسی منہاج" بھی چھپوا کر مفت تقسیم کیا گیا۔ ایک صاحب خیر کے تعاون سے مکتبہ انجمن کی جانب سے شائع کردہ کتب "دعوت الی اللہ" اور "راہِ نجات" دس دس ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع منعقدہ رائے ونڈ میں حاضرین میں تقسیم کی گئیں۔ "اسلام کی نشاۃ ثانیہ" دو ہزار کی تعداد میں اور "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" ایک ہزار نسخے مفت تقسیم کیے گئے۔ مختلف اوقات میں ایسے دو ورقے بھی شائع کیے گئے جن میں قرآن حکیم کے دروس میں شرکت کی ترغیب دی گئی تھی

اخبارات میں مضامین :۔

ابلاغ عامہ کا ایک اہم ذریعہ اخبارات ہیں۔ ان میں جو خبر شائع ہوتی ہے وہ ان کے لاکھوں قارئین تک پہنچتی ہے۔ اس ذریعہ ابلاغ سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی اور صدر موسّس کے اہم مضامین ان میں شائع کرائے گئے۔ مضامین کی اگر فہرست دی جائے تو وہ بہت طویل ہو جائے گی مختصراً یہ ہے کہ پاکستان کے تمام قومی اردو و انگریزی اخبارات۔ جنگ۔ نوائے وقت۔ مشرق۔ جسارت۔ وفاق۔ امروز۔ پاکستان ٹائمز ڈان اور مسلم میں وقتاً فوقتاً ڈاکٹر صاحب کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ کراچی کے انگریزی روزنامہ "ڈان" میں تو ڈاکٹر صاحب کا مضمون "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" قسط وار شائع ہوتا رہا۔ پاکستان کے متعدد رسائل و جرائد میں بھی صدر موسّس کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ بیرون ملک انگریزی ہفت روزہ ریڈئینس (RADIANCE) جو جماعت اسلامی ہند کا پرچہ ہے میں بھی ڈاکٹر صاحب کے متعدد مضامین شائع کرائے گئے۔ اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے ترجمان ماہنامہ "JOURNAL" مکہ مکرمہ میں بھی صدر موسّس کے کئی مضامین شائع ہوئے۔

ریڈیو اور ٹیلی وژن :۔

ٹیلی وژن کے آجانے کے بعد گو ریڈیو کی اہمیت اب پہلے جیسی نہیں رہی ہے لیکن

اب بھی دُور اُفتادہ مقامات یعنی دیہات جہاں ملک کی کثیر آبادی رہتی ہے اور بیرونی ممالک میں ہماری آواز ریڈیو ہی کے ذریعہ پہنچتی ہے۔ چنانچہ ریڈیو پر تقاریر اور درسِ قرآن کے لیے صدرِ مؤسس کو دعوت دی جاتی رہی اور موصوف نے بعض مرتبہ "قرآن حکیم اور ہماری زندگی" کے ہفتہ وار پروگرام میں پوری پوری سہ ماہی درسِ قرآن دیا۔ اس سلسلہ میں سورۃ انفال، سورۃ اعراف اور سورۃ انعام کے بعض مقامات زیرِ درس رہے۔ "قرآن حکیم کی سورتوں کے پہلے دَورِ   کے مضامین کا اجمالی تجزیہ" دس نشری تقریروں میں کیا گیا۔ ان کے علاوہ حضرت عثمان غنیؓ، الحیاء شعبۃ من الایمان، اسلام کی عیدیں، نبی اکرمؐ بحیثیت منتظم، صراطِ مستقیم، آیۃ الکرسی، انفاق فی سبیل اللہ، شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور اسی طرح کے دیگر عنوانات پر تقاریر کی گئیں۔

ذرائع ابلاغ میں سب سے اہم ذریعہ ٹیلی وژن ثابت ہوا ہے۔ ٹیلی وژن پر صدرِ مؤسس کا سب سے پہلا پروگرام "الکتاب" کے عنوان سے ۷۸ء کے رمضان المبارک میں شروع ہوا۔ اس تیس روزہ پروگرام میں محترم صدرِ مؤسس روزانہ مختصر وقت میں ایک پارہ کا خلاصہ نہایت سلیس اور دلنشین انداز میں پیش فرماتے تھے۔ صدرِ مؤسس کو جب اس پروگرام کی دعوت دی گئی تو موصوف کو ٹیلی وژن پر پروگرام پیش کرنے پر تردّد تھا اور آپ نے انکار کر دیا تھا لیکن انجمن کی مجلس منتظمہ کے اصرار پر قبول کیا۔ الحمد للہ یہ پروگرام اس قدر مقبول ہوا کہ ٹیلی وژن کے اربابِ اختیار نے دوسرے سال رمضان المبارک میں دوبارہ اسے ٹیلی کاسٹ کیا۔ ۸۰ء کے رمضان المبارک میں روزانہ صدرِ مؤسس نے "الٓمٓ" کے زیرِ عنوان پروگرام پیش فرمایا۔ یہ پروگرام دراصل حروفِ مقطعات سے شروع ہونے والی سورتوں کے دروس پر مشتمل تھا۔ ۸۱ء میں صدرِ مؤسس کے قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مشتمل دروسِ قرآن کا مشہور پروگرام "الہدیٰ" شروع ہوا۔ اس کا آغاز اپریل ۸۱ء کے آخری ہفتہ سے ہوا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ پاکستان ٹیلی وژن اپنی پوری تاریخ میں اس سے بہتر پروگرام پیش نہیں کر سکا۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جس وقت یہ ٹیلی کاسٹ ہوتا تھا پورے پورے گھرانے اپنے تمام کام کاج سے قبل از وقت فراغت حاصل کر کے اس کے انتظار میں ٹیلی وژن کے سامنے

بیٹھ جاتے تھے۔ کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جن کی زندگیوں میں اس پروگرام سے انقلاب آگیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا۔ لیکن الحاد و بے دینی کی قوتوں مغربی تہذیب کے متوالوں، سرخ سویرے کے پجاریوں اور حاسدین و معاندین کو یہ کب گوارا تھا چنانچہ اس پروگرام کو بند کرانے کے لیے اندرون خانہ سازشیں شروع کر دی گئیں۔ لیکن افسوس کہ اس پروگرام کے حق میں زبردست عوامی ردِ عمل کے باوجود سازشیں کامیاب ہو گئیں اور یہ پروگرام جون ۸۲ء میں بند کر دیا گیا جب کہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نصف باقی تھا۔

ان کے علاوہ بھی صدر موسسّس کے متعدد پروگرام ٹیلی کاسٹ کئے گئے۔ جنوری ۸۱ء میں ماہ ربیع الاوّل کے ابتدائی بارہ روز "رسولِ کامل" کے عنوان سے بارہ تقاریر کی گئیں۔ "اُمّ الکتاب" کے زیرِ عنوان تین تقاریر ہوئیں۔ اکل حلال۔ بنیادی حقوق۔ حیّ علی الصلوٰۃ۔ اسماءِ ربّانی، القرآن اور اسی طرح کے دیگر عنوانات کے تحت صدر موسسّس کی متعدد تقاریر ٹیلی کاسٹ ہوئیں۔

دیگر دعوتی سرگرمیاں :۔

دعوتی سرگرمیوں کا عنوان بہت وسیع ہے۔ گذشتہ دس سال کی دعوتی سرگرمیوں کا بیان کیا جائے تو ایک پوری کتاب تیار ہو جائے۔ صدر موسسّس نے اپنے شب و روز کے تمام اوقات اور اپنے جسم و جان کی پوری قوتیں اور صلاحیتیں اور اپنا مال و متاع سب اس کام پر لگا دیا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں تک اللہ کے پیغام کو پہنچا کر سرچشمۂ ہدایت سے سیراب کریں اور دین کو غالب کرنے کے لیے انہیں اللہ کا سپاہی بنائیں۔ بس یہی ایک دُھن ہے، جو اُن پر سوار ہے اور اس کے سوا کسی بھی چیز سے انہیں غرض نہیں

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیثِ دوست کہ تکرار می کنیم

اِس دُھن کو لیے وہ پاکستان کے چپہ چپہ میں پھرتے ہیں ایک ایک شخص کے دل پر جا کر دستک دیتے ہیں۔ پاکستان کا کوئی شہر اور کوئی بڑا قصبہ انہوں نے نہیں چھوڑا جہاں وہ نہ گئے ہوں، بار بار نہ گئے ہوں، اُن کے اکثر صبح و شام سفر ہی میں کٹتے ہیں۔ صحت کی

خرابی تک کی انہیں پرواہ نہیں۔ ایک پیغام ہے جو انہیں پہنچانا ہے۔ ایک دعوت ہے جس سے بندگانِ خدا کو روشناس کرانا ہے۔ اس دعوت کو لئے کبھی سرحد آزاد کشمیر اور بلتستان کے پہاڑوں پر گھومتے ہیں۔ کبھی پنجاب و سندھ کے میدانوں میں، کبھی کوئٹہ کی وادی میں اور کبھی تھرپارکر کے ریگستان میں ——— اس دعوت کو لے کر کبھی مغرب میں امریکہ و کناڈا پہنچتے ہیں اور کبھی مشرق میں ہندوستان ——— کاش کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی عشق کی یہ آگ بھڑکا دے تاکہ ہمارے تنِ مردہ میں بھی جان پڑ جائے۔ ہم بھی حق کے جیتے جاگتے سپاہی بن جائیں اور ہمیں بھی یہ توفیق حاصل ہو جائے کہ حق کے لیے اپنا وقت، اپنے جسم و جان کی تمام قوتیں و صلاحیتیں اپنا مال و متاع حتیٰ کہ اپنی جان بھی کھپا دیں ——— اس کے لیے مطلوب ہے ہمتِ مردانہ، نعرۂ مستانہ اور جرأتِ رندانہ ——— !

مالیات

حکومتِ پاکستان کے مرکزی ریونیو بورڈ کے سرکلر کے تحت انجمن کو دیئے جانے والے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ انجمن کی مالیات کا اصل ذریعہ وابستگانِ انجمن ہیں۔ جس سے روزمرہ کے اخراجات کے علاوہ قرآن اکیڈمی کے تعمیراتی اخراجات بھی پورے ہوتے ہیں۔ الحمدللہ کہ وابستگانِ انجمن نے ہم سے اس سلسلہ میں پورا تعاون کیا ہے اور جب بھی ضرورت ہوئی دل کھول کر مدد کی۔ ملک میں ایسے اداروں کی کمی نہیں جو اپنے اخراجات اور تعمیراتی کام سرکاری و نیم سرکاری اداروں اور ممتاز صنعتکاروں کے عطیات یا پیٹرو ڈالر سے پورے کرتے ہیں۔ الحمدللہ کہ ہمیں اس طرح ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور نہ ہی انشاء اللہ آئے گی۔ یہ ہمارے رب کا کرم ہے کہ وابستگانِ انجمن نے ہمیں اس سے فارغ کیا ہوا ہے۔

انجمن کے حسابات کے لیے ایک مستند اکاؤنٹنٹ ہیں جو ڈبل انٹری بُک کیپنگ ——— (DOUBLE - ENTRY BOOK KEEPING) کے تحت حسابات رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں داخلی آڈٹ (INTERNAL AUDIT) کا بھی نظام ہے۔ داخلی آڈٹ کے بعد سالانہ حسابات کی آڈٹ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے کرائی جاتی ہے۔ جن کے سرٹیفکیٹ کے بعد حسابات

انجمن کی مجلس منتظمہ کے سامنے منظوری کے لیے پیش کیے جاتے ہیں اور ان کی کاپیاں حکومت پاکستان کے مرکزی ریونیو بورڈ کو بھی ارسال کی جاتی ہیں۔

گذشتہ دس سال میں انجمن کو ماہانہ زرِتعاون اور عطیات وغیرہ کی مدّمیں اتالیس لاکھ روپے سے زائد وصول ہوئے۔جس میں سے اکیس لاکھ سے اُوپر قرآن اکیڈمی کی تعمیر پر خرچ ہوئے۔ تقریباً ڈھائی لاکھ روپے کے ہمارے پاس اثاثے (Fixed Assets) ہیں۔ایک لاکھ سے زائد رقم مکتبہ انجمن میں لگی ہوئی (Invest) ہے۔لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس پلاٹ کے لیے بطور ایڈوانس پونے تین لاکھ روپے کی رقم جمع ہے اور تقریباً ساڑھے گیارہ لاکھ روپیہ ——— عملہ کی تنخواہوں، پانی بجلی گیس، ٹیلیفون، گاڑی، سفر، نشرواشاعت، تبلیغ، اجتماعات و کانفرنسوں اور دیگر دفتری اخراجات پر صرف ہوئے۔

حضرات! یہ انجمن کی دس سالہ رپورٹ ہے رپورٹ گو طویل ہو گئی لیکن اس میں تمام سرگرمیوں کا احاطہ کرنا ضروری تھا۔اب بھی ایسے اُمور ہیں جو مزید طوالت کے خوف سے درج نہیں کیے جا سکے۔اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ انجمن کے مقاصد کے فروغ کے لیے جس نے بھی دامے درمے سخنے جو بھی خدمت انجام دی ہے اور تعاون کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور ہم سے جو کوتاہیاں ہوئی ہوں۔ان سے درگذر فرمائے اور ہمیں معاف فرمائے! آمین!

★★★★

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافہ اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں

ڈاکٹر اسرار احمد

کے

طوفانی دوروں کی تین مثالیں

(۱)

ششماہی رپورٹ

حلقہ ہائے مطالعہ قرآن کراچی

جنوری ۷۲ء تا جون ۷۲ء

مرتبہ: شیخ جمیل الرحمٰن ۔ معتمد عمومی ۔

حلقہ مطالعہ قرآن کراچی کے لئے جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ہر انگریزی ماہ کے پہلے اتوار اور اس سے ماقبل تین یوم کے لیے کراچی تشریف لانے کی منظوری دی تھی۔ چنانچہ ۳۱ر دسمبر ۷۱ء کو جمعۃ المبارک سے اس مبارک کام کا کراچی میں آغاز ہوا۔ خطبہ جمعہ ڈاکٹر صاحب موصوف جامع مسجد کورٹ روڈ میں دیتے ہیں۔ یہ مسجد شہر کے قلب میں واقع ہے۔ اس میں تقریباً سات آٹھ سو حضرات نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ خواتین کے لئے بھی نماز جمعہ کی ادائیگی کا اس مسجد میں مستقل انتظام ہوتا ہے۔ خطبہ کے لیے ۴۵ منٹ کا وقت مقرر ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی آمد کے موقع پر نمازیوں میں کافی اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ مئی اور جون کے پہلے جمعوں میں حاضری کا محتاط اندازہ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس مسجد میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو خطبات دیئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :

۳۱ر دسمبر ۷۱ء	خطبہ جمعہ کی اہمیت
۴ر فروری ۷۲ء	مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق
۳ر مارچ ۷۲ء	سورہ واللیل کے مضامین کی تشریح و تفسیر
۱۳ر مارچ ۷۲ء	سورہ الاعلیٰ کے 〃 〃 〃 〃 (نامکمل)

۵ رمئی ۱۹۷۲ء	" " " " " " "	سورۃ ھمزہ
۲ رجون ۱۹۷۲ء		سورۃ الاعلیٰ کے بقیہ حصّہ کی تکمیل

درس قرآن کا آغاز یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو بعد نماز عشاء ریاض مسجد دہلی مرکنٹائل ہاؤسنگ سوسائٹی شہید ملت روڈ پر ہوا۔ اس ہاؤسنگ سوسائٹی اور گردو پیش کی دیگر سوسائٹیز میں زیادہ تر تاجروں اور صنعت کاروں کی آبادی ہے۔ پھر وہ لوگ آباد ہیں جو تجارتی اور صنعتی اداروں میں اونچے مناصب پہ فائز ہیں۔ درس قرآن میں شریک ہونے والوں کا اوسط تقریباً ستر اسّی افراد رہا ہے۔ اہل علاقہ کے علاوہ بعض حضرات دور دراز کے مقامات سے بھی اس درس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس مسجد میں ڈاکٹر صاحب کے حسب ذیل درس ہوئے ہیں :-

یکم جنوری ۱۹۷۲ء	ہفتہ بعد نماز عشاء	سورۃ حج کا آخری رکوع
۵ رفروری ۱۹۷۲ء	" " " "	سورۃ والعصر
۴ رمارچ ۱۹۷۲ء	" " " "	سورۃ حٰم سجدہ کی آیات از ۳۰ تا ۳۵
یکم اپریل ۱۹۷۲ء	" " " "	سورۃ نور کا رکوع ۵
۷ رمئی ۱۹۷۲ء	اتوار " "	سورۃ قیامہ مکمل

۳ رجون ۱۹۷۲ء ہفتہ کو بجلی فیل ہو جانے کی وجہ سے درس نہ ہو سکا۔ مزید براں جولائی ۷۲ء سے اس مسجد میں درس جمعیت الفلاح ہال کے درس کے باعث بند کیا جا رہا ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

مسجد باب الاسلام آرام باغ شہر کے وسط میں ماشاء اللہ ایک وسیع جامع مسجد ہے۔ اس مسجد میں ۴ رفروری ۱۹۷۲ء جمعہ کی شب سے درس قرآن کا آغاز ہوا۔ بفضل تعالیٰ ہر درس میں حاضرین کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے جو اب دو سو افراد سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ اس درس میں بھی لوگ دور دور سے شریک ہوتے ہیں۔ اس مسجد میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے اب تک حسب ذیل درس ہوئے ہیں :-

۴ رفروری ۱۹۷۲ء	جمعہ بعد نماز عشاء	سورۃ حٰم سجدہ کی آیات از ۳۰ تا ۳۵
۳ رمارچ ۱۹۷۲ء	" " " "	سورۃ صف مکمل
۳۱ رمارچ ۱۹۷۲ء	" " " "	سورۃ جمعہ "
۵ رمئی ۱۹۷۲ء	" " " "	سورۃ عنکبوت کا پہلا رکوع
۲ رجون ۱۹۷۲ء	" " " "	سورۃ مومنون کا پہلا رکوع

عزیز آباد اور دستگیر کالونی متوسط طبقہ کی آبادیاں ہیں۔ ان میں اور ان سے ملحق بستیوں میں متوسط

درجہ کے تاجر، صنعت کار اور ملازمت پیشہ حضرات کی رہائش ہے۔ اکثریت تعلیم یافتہ حضرات کی ہے۔ محمدی مسجد، عزیز آباد اور دستگیر کالونی کے اتصال پر واقع ہے۔ اس مسجد میں پہلا اجتماع ۳ر فروری جمعرات کو بعد نماز عشاء منعقد ہوا جس میں سورہ حجرات کی آیات ۱۴ تا ۱۸ کا درس ہوا۔ دوسرا اجتماع ۴ر مارچ ہفتہ بعد نماز عصر منعقد ہوا جس میں سورہ حج کے آخری رکوع کا درس ہوا۔ ان دونوں اجتماعات میں شرکاء کی اوسط تقریباً پچاس رہی جو کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں تھی، لہٰذا اپریل ۷۲ء سے یہ اجتماع بند کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن بعض مقامی حضرات نے جو ڈاکٹر صاحب کی دعوت سے کافی متاثر تھے، اصرار کیا کہ ان کو ایک مزید موقع دیا جائے۔ چنانچہ تیسرا اجتماع ۳۰ر مارچ ۷۲ء جمعرات کو بعد نماز عشاء ایک رفیق کارکن کے مکان پہ رکھا گیا۔ جس میں شرکاء کی تعداد اسّی سے بھی متجاوز تھی اور اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی تھی۔ چوتھا اجتماع ۶ر مئی کو بروز ہفتہ بعد نماز عشاء اور پانچواں اجتماع یکم جون کو بروز جمعرات بعد نماز عشاء اسی مقام پر منعقد ہوئے ان دونوں اجتماعات میں شرکاء کی تعداد سوا سو کے لگ بھگ تھی۔ چوتھے اجتماع میں درس قرآن کے بجائے ڈاکٹر صاحب نے "حقیقت ایمان" کے موضوع پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ خطاب فرمایا اور پانچویں اجتماع میں سورہ آل عمران کے آخری رکوع کی آیات از ۱۹۰ تا ۱۹۵ کا درس ہوا۔ ان اجتماعات میں خواتین بھی شریک تھیں۔

کراچی کا مرکزی اجتماع ہر انگریزی ماہ کے پہلے اتوار کو رباط العلوم الاسلامیہ لائبریری میں صبح ۹½ بجے ہوتا ہے۔ یہ لائبریری ہاؤسنگ سوسائٹیز کے علاقہ میں عالمگیر روڈ پہ ایک مینار مسجد کے نزدیک واقع ہے۔ اس علاقہ میں ذرائع آمد و رفت کی بڑی تکلیف ہے۔ لیکن اس کے باوجود کراچی کے مختلف اطراف سے اجتماع میں شرکت کیلئے لوگ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ خواتین کے لیے بھی نشست کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے۔ بفضل تعالیٰ اب حاضری ڈیڑھ سو افراد سے بھی تجاوز کر رہی ہے۔ اس مرکزی اجتماع کا آغاز ۲ر جنوری ۷۲ء بروز اتوار ہوا تھا۔ اس اجتماع میں ڈاکٹر صاحب کا درس عموماً سوا پونے دو گھنٹے کا ہوتا ہے۔ حاضرین بڑے انہماک سے پورے درس سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس اجتماع میں ڈاکٹر صاحب نے حسب ذیل موضوعات پر خطاب فرمایا ہے:

۲ر جنوری ۷۲ء اتوار صبح دس بجے — خطاب۔ جس میں حالات ملکی کا پس منظر اور پیش منظر بیان کیا گیا اور دعوت رجوع الی القرآن کی ضرورت و اہمیت واضح کی گئی۔

۶ر فروری ۷۲ء اتوار صبح دس بجے — خطاب۔ جس میں سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۷ "آیت البر" کے مطالب بیان کئے گئے۔

۵ / مارچ ۷۶ء ” ” ” ” ” ” جس میں سورہ لقمان کے رکوع ۲ کی تفسیر و تشریح بیان ہوئی۔

۲ / اپریل ۷۶ء ” ” ” ” ” ” سورۂ آل عمران کی آیات ۱۹۰ تا ۱۹۵ کی روشنی میں حقیقت ایمان پر روشنی ڈالی گئی۔

۷ / مئی ۷۶ء ” ” ۹ بجے ” ” سورۂ تغابن مکمل بیان ہوئی۔

۴ / جون ۷۶ء ” ” ” ” ” سورۂ حجرات مکمل کا درس ہوا۔

کراچی ایک نہایت وسیع شہر ہے، متعدد مقامات سے مسلسل و پیہم تقاضے آتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی آمد پر ان کے علاقوں میں بھی خطاب اور درس قرآن کے پروگرام رکھے جائیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب چونکہ گنتی کے دن کراچی کے لیے نکالتے ہیں اور ان میں بھی بعض دن تو دو دو پروگرام ہوتے ہیں اس لیے پروگراموں میں اضافہ ممکن نہیں البتہ اکثر احباب کی اس تجویز کے پیش نظر کہ رباط العلوم الاسلامیہ کی طرز کا ایک اجتماع شہر کے وسط میں کسی ہال میں رکھا جائے، ماہ جون ۷۶ء سے جمعیت الفلاح ہال میں ایک اجتماع کا آغاز ہو گیا ہے۔ جمعیت الفلاح کی عمارت شہر کے تقریباً وسط میں واقع ہے۔ شہر کے تمام اطراف کے لیے یہاں سواری آسانی سے مل جاتی ہے۔ صدر میں ریگل بس سٹاپ ایک مشہور اور مرکزی بس سٹاپ ہے۔ جمعیت الفلاح اس بس سٹاپ سے نصف فرلانگ پر واقع ہے ——— جمعیت الفلاح میں پہلا اجتماع ۴ / جون ۷۶ء بروز اتوار بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ شرکاء کی تعداد دو سو کے لگ بھگ تھی۔ اس اجتماع میں ڈاکٹر صاحب نے "حیات طیبہ" پر تقریر کی اور از روئے قرآن حکیم بعثت نبوی کے مقصد کی تکمیل کے مراحل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں کے ذیلی عنوانات پر اظہار خیال فرمایا۔ آئندہ یعنی ماہ جولائی سے جمعیت الفلاح میں ہر انگریزی ماہ کے پہلے اتوار سے ماقبل ہفتہ کے روز بعد نماز مغرب درس قرآن ہوا کریگا۔ اس اجتماع کی وجہ سے ریاض مسجد کا درس بند ہو جائیگا جو ہفتہ کی شب کو ہوا کرتا تھا۔ البتہ رباط العلوم الاسلامیہ کا درس اتوار کو علی حالہٖ جاری رہیگا جو اسی علاقہ میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ان شاء اللہ جمعیت الفلاح ہال کا اجتماع بہت جلد حاضری کے لحاظ سے دیگر تمام اجتماعات سے بازی لے جائیگا۔

ان مستقل اجتماعات کے علاوہ جناب ڈاکٹر صاحب کے حسب ذیل دو خطابات بھی ہوئے :- ۲ / مارچ ۷۶ء کو ڈاکٹر صاحب نے یونین کلب سراج الدولہ روڈ پر بعد نماز عشاء "تہذیب حاضر کے فکری رجحانات اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ" کے موضوع پر خطاب کیا۔ حاضری ستر افراد سے زائد تھی، جس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی اکثریت تھی۔ یہ ایک خالص علمی تقریر تھی جو بہت پسند کی گئی ——— یکم اپریل کو جامع مسجد نیو ٹاؤن میں جامعہ اسلامیہ عربیہ کے دار الحدیث کے وسیع ہال میں جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ کرام کو خطاب کیا۔ اس اجتماع کی صدارت جناب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ نے فرمائی۔ اس خطاب میں علماء کرام اور دینی طلبا کو ملت کے ذہین و فہیم طبقہ میں دعوت تجدید ایمان اور رجوع الی القرآن کی ضرورت و اہمیت کی طرف متوجہ کرایا گیا۔ بحمد اللہ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کو کافی پسند کیا گیا اور ان کے خیالات سے

بالعموم اتفاق کیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب کے خطبات اور دروس جو قرآن اکیڈمی میں ٹیپ کر لیے جاتے ہیں اور انہیں مختلف مقامات پر لوگوں کو جمع کر کے سنایا جاتا ہے۔ ان ٹیپ کے ذریعے دعوتی کام میں بڑی مدد مل رہی ہے۔ ایک صاحب خطبات جمعہ کے ٹیپ منتقل کر کے اپنے ٹیپ امریکہ لے گئے ہیں تاکہ وہاں مستقل طور پر ٹیپ کے ذریعے خطبات سنانے کا مستقل انتظام کیا جائے۔ مختلف حلقوں سے بعض حضرات اپنے ٹیپ ریکارڈز کے ذریعے خطبات اور دروس ہائے قرآن ٹیپ میں منتقل کر رہے ہیں تاکہ اپنے اپنے حلقوں میں ٹیپ کے ذریعے دعوت رجوع الی القرآن کا آغاز کیا جا سکے۔ حیدرآباد بھی چار ٹیپ جا چکے ہیں۔ وہاں ان ٹیپ (TAPES) کو مختلف مقامات پر سنانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ لوگ کافی دلچسپی کے ساتھ ٹیپ کے ذریعے دروس ہائے قرآن اور خطبات جمعہ سننے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا مزید فضل یہ ہے کہ کراچی کے سفر کی وجہ سے ماہ مارچ ۷۷ء سے صادق آباد، رحیم یار خان، اور سکھر میں، نیز ماہ مئی ۷۷ء سے ملتان میں بھی حلقہ ہائے مطالعہ قرآن کا مستقل نظم قائم ہو گیا ہے۔ بعض مقامات پر کراچی سے واپسی میں اس کے لیے وقت دیتے ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ قرآن فہمی اور تعلیم و تعلم کی اس تحریک کو کامیاب بنائے اور امت مسلمہ کو توفیق عنایت فرمائے کہ مسلمان تعلیم و دعوت قرآن کے مطابق تطہیر افکار و اذہان اور تعمیر سیرت و کردار کی طرف متوجہ ہوں، تاکہ اس کے ذریعے تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کا فریضہ انجام دینے کی امت مسلمہ توفیق حاصل کر سکے اور یہ کام ہمارے لیے آخرت میں رضائے الٰہی اور نجات کے حصول کا سبب بن جائے اور دنیا میں ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید، فلاح و صلاح سے بہرہ مند ہو سکیں۔

آمین یا رب العالمین

(۲)

پشاور میں ڈاکٹر اسرار احمد

کی دعوتِ قرآنی' اور 'تنظیم اسلامی' کا پہلا عمومی تعارف

(ڈاکٹر صاحب کے دورۂ پشاور: ۲۶ تا ۲۷ دسمبر ۸۱ء کی مختصر روداد)

از قلم: قاضی عبدالقادر

قیم تنظیم اسلامی اور ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

سُنہری مسجد صدر کی مجلس انتظامیہ کی جانب سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو ۲۶ و ۲۷ دسمبر کو درسِ قرآن حکیم کی دعوت دی گئی تھی - اس سلسلہ میں انتظامات میں دوسرے حضرات کے علاوہ ہمارے دوست محمد زبیر صاحب اور مسجد کمیٹی کے کنوینر حبیب الرحمٰن صاحب پیش پیش تھے ان حضرات نے پبلسٹی کا معقول انتظام کیا تھا - شہر کی دیواروں پر پوسٹر چسپاں تھے سینکڑوں کی تعداد میں مختلف حضرات کو دعوت نامے جاری کئے گئے تھے - مقامی اخبارات میں نہ صرف کئی بار اطلاعات چھپیں بلکہ پشاور کے سب سے بڑے اخبار "مشرق" کے پہلے صفحہ پر دو روز تک اشتہارات بھی شائع ہوئے اس میں مختلف حضرات نے تعاون فرمایا - پشاور ریڈیو سے بھی اعلان نشر ہوا -

۲۶ دسمبر کی صبح راقم الحروف مع تین رفقاء کے بذریعہ کار پشاور پہنچا - ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ ہوائی جہاز آنا تھا - اُن کی فلائٹ لاہور سے پشاور براہ راست نہیں تھی - موصوف پہلے لاہور سے راولپنڈی پہنچے لیکن اس فلائٹ کے تاخیر ہو جانے کی وجہ سے پنڈی سے پشاور کی فلائٹ نہ مل سکی چنانچہ موصوف پنڈی سے بذریعہ ویگن پشاور روانہ ہوئے - پشاور کے چند احباب نے اٹک کے پل پہنچ کر انہیں ویگن سے اُتار کر کار میں سوار کر لیا اور پشاور لے کر آئے -

ہمارے قیام کا انتظام ارباب روڈ صدر پہ ریب ڈ پارٹمنٹل اسٹور کے محمد فضل صاحب کے ہاں تھا - اُن کی رہائش اسٹور کی اُوپر کی دو منزلوں میں سے ایک منزل انہوں نے ہمارے لئے خالی کر دی تھی -

سنہری مسجد کا ہال اور دالان دیسے ہی خاصے وسیع ہیں لیکن اس کے صحن میں بھی شامیانے کا انتظام کیا گیا تھا - مسجد رنگ برنگے قمقموں سے جگمگا رہی تھی مسجد کے گیٹ پر ہمارے رفقاء نے انجمن کے مکتبہ اور نشر القرآن کے کیسٹوں کا اسٹال لگایا ہوا تھا -

عشاء کی نماز کے فوراً بعد ڈاکٹر صاحب نے سورۃ حج کے آخری رکوع کا درس شروع کیا - مسجد کا ہال دالان اور صحن لوگوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے - تل دھرنے تک کو جگہ نہ تھی - سورۃ حج کے آخری رکوع کی فوٹو اسٹیٹ کا پیاں سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کر دی گئی تھیں تاکہ حاضرین کے سامنے متن رہے - حاضری کا محتاط اندازہ تقریباً چار ہزار ہے -

ڈاکٹر صاحب کا پشاور کی سرزمین پر یہ پہلا درس تھا اس لحاظ سے یہ حاضری رفقاء کے لئے بہت حوصلہ افزا رہی - حاضرین میں سوسائٹی کے ہر طبقہ کے افراد تھے - صوبۂ سرحد کے وزیر اطلاعات سید ظفر علی شاہ صاحب اور وفاقی شرعی عدالت کے جناب جسٹس کریم اللہ دُرّانی صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے -

ظہرانہ حاجی منیر صاحب کے ہاں تھا جن کی صدر میں اسپورٹس کے سامان کی دوکان ہے اور عشائیہ پر میاں احسان الٰہی صاحب نے مدعو کیا تھا - موصوف کی یہاں پر لاہور ہارڈ ویر کے نام سے دوکان ہے -

۲۷ دسمبر کو نماز فجر کے فوراً بعد پشاور یونیورسٹی جاکر ڈاکٹر صاحب نے مولانا محمد اشرف صاحب سے ملاقات کی - موصوف ایک ممتاز عالم دین اور پشاور یونیورسٹی میں شعبۂ عربی کے سربراہ ہیں - مولانا بہت محبت اور شفقت سے پیش آئے - دیر تک ڈاکٹر صاحب سے گفتگو رہی ہم بغیر اطلاع گئے - پھر بھی موصوف نے ہمیں باصرار ناشتہ کرایا -

آج پشاور اور بیرون پشاور کے بہت سے حضرات ملاقاتوں کے لئے آتے رہے جن میں دیگر حضرات کے علاوہ روزنامہ مشرق پشاور کے مسعود انور شفقی صاحب اور نصیر احمد صدیقی صاحب، انجینئرنگ یونیورسٹی پشاور کے پروفیسر جان عالم صدیقی صاحب، مجلس شوریٰ کے نامزد رکن ڈاکٹر محمد یونس صاحب شہر کے ممتاز طبیب اور ڈاکٹر صاحب کے زمانۂ طالب علمی کے ساتھی ڈاکٹر محی الدین صاحب اور ڈاکٹر انور صاحب شامل تھے۔ بیرون شہر سے آنے والوں میں مردان کے صدر انجمن زمینداران عنایت اللہ صاحب، جمرود کے گورنمنٹ ہائی اسکول کے استاد مظاہری صاحب کوہاٹ کے ڈاکٹر صاحبزادہ صادق نور صاحب اور کرنل ریٹائرڈ سلطان احمد شاہ صاحب شامل تھے۔ چارسدہ وغیرہ سے بھی کچھ حضرات تشریف لائے ہوئے تھے۔

جالندھر سویٹ ہاؤس صدر کے عبداللطیف صاحب کے ہاں ظہرانہ اور صدر کی مشہور دکان 'MOLACCO' کے حاجی بشیر احمد صاحب کے ہاں عشائیہ کا اہتمام تھا۔ عشائیہ میں شہر کے ممتاز حضرات شامل تھے۔ جن میں ایر وائس مارشل محمد اسلم صاحب، سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کمال شاہ صاحب، ریٹائرڈ جنرل نیازی (مشرقی پاکستان والے نہیں) مجلس شوریٰ کے نامزد رکن سعد علی شاہ اور دیگر حضرات شامل تھے۔

عشاء کے بعد سنہری مسجد میں ڈاکٹر صاحب کا درس قرآن حکیم ہوا، آج بھی سورۃ حج کے آخری رکوع کا مطالعہ تھا۔ آج کل سے زیادہ ہی حاضری تھی۔ مسجد اپنی وسعت کے باوجود تنگیٔ دامانی کا منظر پیش کر رہی تھی۔
مکتبہ اور کیسٹوں کی فروخت بھی الحمد للہ توقع سے کہیں زیادہ رہی۔ آج مسجد میں ڈاکٹر صاحب نے اعلان فرما دیا تھا کہ درس قرآن حکیم سے دین کے جو مطالبات سامنے آتے ہیں جو حضرات انہیں ادا کرنے کے لئے ڈاکٹر صاحب سے عملی تعاون کرنا چاہتے ہوں وہ دوسرے دن صبح ساڑھے نو بجے قیام گاہ پر تشریف لے آئیں۔

۲۸ دسمبر کو صبح ڈاکٹر صاحب ناشتہ پر اپنے زمانہ طالب علمی کے ساتھی

اور شہر کے ممتاز سرجن ڈاکٹر محی الدین صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے قبائلی علاقہ کی ترقی کے ادارہ FATA تشریف لے گئے اور وہاں پر سورۃ العصر کا درس دیا۔ ادارہ کے چیرمین عثمان شاہ صاحب نے خیر مقدم کیا۔ ادارہ کے ایک ڈائریکٹر مصباح اللہ زمان صاحب ڈاکٹر صاحب کو لینے اور چھوڑنے آئے۔ درس میں دفتر کے کارکنوں کے علاوہ کچھ قبائلی سرداروں نے بھی شرکت کی۔

رات کے مسجد میں اعلان کے مطابق صبح ساڑھے نو بجے قیام گاہ پر تقریباً ڈھائی سو افراد تشریف لے آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اُن کے سامنے دین کے تقاضوں کو مزید شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا اور عملی تعاون کی راہیں بتائیں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، اور تنظیم اسلامی کے مقاصد اور طریق کار بیان فرمائے۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک یہ نشست جاری رہی۔ جس کے آخر میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اب جو حضرات تنظیم اسلامی میں شمولیت کے خواہشمند ہوں وہ ابھی مزید سوچ لیں اور بعد نمازِ عصر تشریف لے آئیں۔ ظہرانہ کا اہتمام ہمارے میزبان محمد افضل صاحب نے کیا تھا جن میں بہت سے دوسرے احباب بھی مدعو تھے۔ افضل صاحب اور ان کے بھائیوں نے یوں بھی ہماری مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ عصر کی نماز کے بعد کچھ حضرات تشریف لائے۔ تنظیم اور انجمن کے بارے میں مزید سوالات کئے گئے جن کے ڈاکٹر صاحب نے جوابات دیئے۔ جس کے بعد ۹ حضرات ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر سمع و طاعت اور ہجرت و جہاد کی بیعت کر کے تنظیم اسلامی میں شامل ہو گئے اور اس طرح الحمدللہ پشاور میں تنظیم اسلامی کی داغ بیل پڑ گئی۔

مغرب کے بعد ڈاکٹر صاحب نے تنظیم کے رفقاء کو کچھ ہدایات دیں۔ اور محمد زبیر صاحب کو ناظم مقرر فرمایا۔

رات کو آٹھ بجے کی فلائٹ سے ڈاکٹر صاحب پشاور سے براہ راست لاہور روانہ ہو گئے اور راقم الحروف مع تین ساتھیوں کے بذریعہ کار ساڑھے سات بجے رات کو چل کر صبح چار بجے لاہور پہنچا۔

(۳)

اقتباس از تذکرہ و تبصرہ فروری ۸۲ء

تحریر ڈاکٹر اسرار احمد

دوروں اور تقریروں کے جس طوفان کا ذکر سطورِ بالا میں آیا ہے اس کا آغاز اواخر دسمبر ۸۱ء میں پشاور کے دورے سے ہوا جس کی مختصر روداد برادرم مکرم قاضی عبدالقادر صاحب کے قلم سے اسی اشاعت میں شامل ہے ـــــ وہاں سے ۲۸ر دسمبر کی رات کو واپسی ہوئی ، ۲۹ر کو راقم نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر 'العادل' کے عنوان سے ریڈیو پاکستان لاہور کے ایک سیمینار میں تقریر کی - ۳۰ر کو ایک درسِ قرآن پاکستان ایڈمنسٹریٹو سٹاف کالج میں ساڑھے گیارہ سے ایک بجے تک ہوا - پھر شام کو "حقیقت و مدارج جہاد فی سبیل اللہ" کے موضوع پر ایک تقریر مسجد شہداء میں عصر تا مغرب اور پھر مغرب تا عشاء ہوئی - ۳۱ر کو پھر ایک درس اسٹاف کالج میں ہوا اور سیرت النبیؐ پر ایک تقریر جامع مسجد جی - او - آر ۱ میں مغرب اور عشاء کے مابین ہوئی - یکم جنوری ۸۲ء کو جمعہ تھا - چنانچہ حسبِ معمول خطبہ و خطابِ جمعہ مسجد دارالسلام میں ہوا ، اور درس قرآن بعد نماز مغرب 'جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں - جہاں ایک عقدِ نکاح کے ضمن میں بھی کسی قدر مفصل خطاب ہوا ۲ر جنوری کو بذریعہ ہوائی جہاز کراچی جانا ہوا - جہاں عصر تا مغرب تنظیم اسلامی کے دفتر واقع ۱۱ داؤد منزل ، شارع لیاقت میں رفقائے تنظیم اسلامی کراچی کے ایک اجتماع میں شرکت ہوئی اور بعد نماز عشاء کے ڈی اے سکیم ۱ میں واقع جناب محمد فاروق صاحب کے مکان پر اعلیٰ سطح کے کاروباری حضرات اور سرکاری افسروں کے ایک بڑے اجتماع میں 'حقیقت ایمان' کے موضوع پر تقریر ہوئی - ۳ر جنوری کو ایک تقریر بوقت دوپہر نیپا (NIPA) کراچی میں ہوئی پھر ایک تقریر مغرب تا عشاء سیرت النبیؐ پر خالقدینا ہال ، بندر روڈ میں ہوئی ـــ وہاں سے ہنگامی جاگ

ناظم آباد مٹ پہنچا ہوا جہاں عشاء کا وقت خاص طور پر مؤخر کر دیا گیا تھا - چنانچہ بعد نمازِ عشاء وہاں درسِ قرآن کی محفل ہوئی - ۴ جنوری کو حسبِ روزِ گذشتہ ایک تقریر مغرب اور عشاء کے مابین پاکستان سُنّی کونسل کے زیرِ اہتمام خالقدینا ہال میں ہوئی اور دوسری یوم فاروق اعظمؓ آرگنائزنگ کمیٹی کے زیرِ اہتمام رات کے گیارہ سے بارہ بجے تک میدان جامع مسجد فاروق اعظمؓ نارتھ ناظم آباد میں منعقدہ ایک جلسہ سیرتُ النبیؐ میں ــــ ۵ جنوری کا دن غالباً سخت ترین تھا - چنانچہ ایک تقریر ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں واقع جناب کیپٹن عبدالکریم صاحب کے مکان پر قبل از ظہر ہوئی - (اس میں بھی کراچی کی ''ٹاپ جنٹری'' کے کثیر التعداد حضرات شریک تھے) پھر دو تقریریں، ایک بعد نماز مغرب اور دوسری بعد نماز عشاء خالقدینا ہال میں ہوئی ــــ اور پھر ایک تقریر رات کے بارہ سے ایک بجے تک ایبی سینیا لائن میں منعقدہ جلسہ سیرت النبیؐ میں ہوئی - ۶ جنوری کو راقم کے ایم بی بی ایس کے کلاس فیلو اور فی الوقت ایسوسی ایٹ پروفیسر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیو ویسکلر ڈیزیزز، کراچی کی تالیفِ لطیف ''قلب'' کی تقریب رونمائی تھی - اس میں شرکت بھی ہوئی اور مختصر خطاب بھی ہوا - سہ پہر کو ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری کے ہیڈ آفس کے ملازمین کے زیرِ اہتمام جلسہ سیرت النبیؐ میں تقریر ہوئی اور رات کو لاہور واپسی ہو گئی -

جمعرات ۷ جنوری کو ذرا دم لے کر جمعہ ۸ سے پھر چکی کے دونوں پاٹ اُسی تیز رفتاری سے چلنے شروع ہو گئے - مسجد دارالسلام میں خطابِ جمعہ 'احکام ستر و حجاب' پر ہوا - وہیں نماز کے بعد برادر مکرم الطاف حسین صاحب کی بھتیجی کا عقدِ نکاح ہوا - جس میں حسبِ معمول 'خطبہ' دیا - رات کو جامع القرآن، قرآن اکیڈمی میں 'ختمِ نبوت' کے عنوان سے تقریر ہوئی جو غالباً سوا دو گھنٹے جاری رہی - ۹ جنوری کو علی الصبح مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی مجلس منتظمہ کا اجلاس تھا - اُس کے فوراً بعد ملتان روڈ پر واقع اعوان کالونی میں ایک جامع مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں شرکت تھی اور وہاں بھی لامحالہ مختصر خطاب کرنا پڑا - ۳ بجے سہ پہر پاکستان ائرفورس کے چھوٹے طیارے ''مشتاق'' کے ذریعے (جس میں پائلٹ کے علاوہ صرف ایک

سیٹ زیر تربیت ہوا باز کے لئے ہوتی ہے!) شورکوٹ کے قریب واقع رفیقی ایربیس جانا ہوا۔ جہاں مغرب کے بعد مفصّل خطاب ہوا۔ ۱۰ر جنوری کو اسی طیارے میں شورکوٹ سے اسلام آباد جانا ہوا۔ جہاں تیسرے پہر حکومت پاکستان کی وزارت امور مذہبی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی نیشنل سیرت کانفرنس میں اپنا مقالہ بعنوان "اخلاقیات کے میدان میں نبی اکرمؐ کی اتمامی وتکمیلی شان کا اصل مظہر: عدل واعتدال" پڑھا (یہ مقالہ بھی میثاق کے زیر نظر شمارے میں شامل کیا گیا ہے)۔ پھر بعد نماز مغرب ایک مفصّل تقریر سیرتُ النبیؐ کے موضوع پر جامع مسجد عثمانیہ، صدر، راولپنڈی میں ہوئی۔

۱۱ر جنوری سے وفاقی کونسل عرف مجلس شوریٰ کا اجلاس شروع ہو گیا۔ یہ اجلاس ابتداءً ۱۱ تا ۱۶ر جنوری کے لئے بلایا گیا تھا۔ جمعہ ۱۵ر جنوری کو صرف شام کا اجلاس رکھا گیا تھا۔ راقم نے اس سے رخصت کی درخواست دائر کر دی تاکہ جمعہ کے لئے لاہور آنا ہو سکے۔ الحمد للہ کہ بعد میں جمعہ کو اجلاس کے مکمل ناغے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس طرح کونسل کا اجلاس ۱۱ تا ۱۴ر جاری رہا۔ ان ایّام کے دوران بھی اپنے 'اصل کام' کی چکّی پورے زور شور سے چلتی رہی۔ چنانچہ گیارہ اور بارہ جنوری کو بعد نماز مغرب کمیونٹی سنٹر اسلام آباد میں درس قرآن کی نشستیں حسب پروگرام ہوئیں جن میں سورۂ حجرات کا از ابتداء تا آیت ۱۴ درس ہوا۔ اور ۱۳ر جنوری کو بعد نمازِ عشاء نوکلّی مسجد، نزد چوک فوّارہ، راولپنڈی میں "نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلّق کی بنیادیں" کے موضوع پر مفصّل خطاب ہوا۔ جس میں اہالیان راولپنڈی نے اُسی جوش وخروش سے شرکت کی جس کا ذکر گذشتہ شمارے میں ہو چکا ہے۔ ۱۴ر کو مجلسِ شوریٰ کے دن کے اجلاس میں شرکت کر کے رات کو بذریعہ کار لاہور آنا ہوا۔ جمعہ ۱۵ر جنوری کو مسجد دارالسلام میں مجلس شوریٰ میں شرکت کے موضوع پر خطاب ہوا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں "رفع ونزول مسیحؑ" کے عنوان سے تقریر ہوئی۔ اور راتوں رات پھر اسلام آباد واپسی ہو گئی۔ ۱۶ر جنوری کو دن میں شوریٰ میں شرکت رہی اور بعد نماز مغرب

اسلام آباد کے زیرو پوائنٹ کے قریب نو تعمیر شدہ ADBP کی بارہ منزلہ عمارت کے آڈیٹوریم میں حکومتِ پاکستان کے پلاننگ کمیشن کے شعبۂ شماریات کے زیرِ اہتمام منعقدہ ایک جلسۂ سیرت النبیؐ سے خطاب ہوا۔ شوریٰ کا اجلاس ۱۶ ؍ کو ختم ہو جانا تھا: چنانچہ ۱۷ ؍ اور ۱۸ ؍ دو دن لاہور ٹیلی ویژن سنٹر پر 'الہُدیٰ' کی مزید ریکارڈنگ کے لئے طے کر لئے تھے۔ لیکن وہاں شوریٰ کا اجلاس ایک دن کے لئے مزید بڑھا دیا گیا۔ میں اُس سے رخصت لے کر بھی چلا آتا لیکن سوءِ اتفاق سے ۷ ؍ کی صبح میرے خلاف پیش شدہ تحریک استحقاق' پر بحث طے پا گئی۔ بادل ناخواستہ رکنا پڑا۔ البتہ ۱۷ ؍ کی صبح حکومتِ پاکستان کی فارن سروسز اکیڈمی میں زیرِ تربیت حضرات کے اجتماع سے 'اسلام اور پاکستان' کے موضوع پر مفصل خطاب ہو گیا جسے راولپنڈی سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامے 'مسلم' نے نہایت تفصیل سے شائع کیا۔ 'تحریک استحقاق' کے بارے میں عرض کیا ہی جا چکا ہے کہ "بخیر گذشت!" بہرحال ۷ ؍ کی شام کو لاہور واپسی ہو گئی۔ اور الحمد للہ کہ ۱۸ ؍ کو "الہُدیٰ" کے تین پروگرام ریکارڈ ہو گئے۔

؎ "ملکِ خدا تنگ نیست" اور "پائے مرا لنگ نیست!"

کے مصداق ۱۹ ؍ کو پھر سفر شروع ہو گیا۔ اولاً لاہور سے ملتان بذریعہ پی آئی اے پھر وہاں سے بہاولپور بذریعہ کار جانا ہوا۔ جہاں "تنظیم سیاسی پاکستان" کے زیرِ اہتمام اور سابقہ امیر بہاولپور اور حالیہ وزیر امورِ مذہبی، حکومتِ پاکستان کے زیرِ صدارت جلسہ سیرت النبیؐ سے خطاب ہوا۔ جو عصر تا مغرب بھی ہوا اور پھر مغرب تا عشاء بھی۔ وہاں سے نصف شب کے وقت تیزگام سے سوار ہو کر ۲۰ ؍ کی صبح حیدرآباد پہنچنا ہوا۔ جہاں محترم و مکرم جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حال مقیم پیرس کی ایک ہی دن میں دو تقریریں سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک قبل از دوپہر سندھ یونیورسٹی جام شورو سے ملحق 'انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی' کے آڈیٹوریم میں اور دوسری بعد مغرب مولانا وصی مظہر ندوی میئر آف حیدرآباد کے زیرِ صدارت کارپوریشن ہال میں ۔۔ بعد نمازِ عشاء جناب صلاح الدین صاحب کے زیرِ اہتمام ایک شاندار جلسۂ سیرت النبیؐ حیدرآباد شہر کے قلب تلک چاڑی میں ہوا۔ جس میں بعض دوسرے

مقررّین کے ہمراہ راقم نے بھی مفصل تقریر کی - اگلے روز یعنی ۱۲ جنوری کو تو واقعہ یہ ہے کہ حد ہو گئی - اور محترم ومکرم مولانا سید وصی مظہر ندوی صاحب نے نہ صرف یہ کہ اپنے بزرگانہ اختیارات کا بھرپور استعمال فرمایا بلکہ غالباً اگلے پچھلے سارے حساب چکوا لئے - ان سے طے تو صرف اس قدر تھا کہ ایک جلسہ سیرت سے رات کو خطاب ہو گا — اور سہ پہر میں ان کے مدرسے (جامعہ اسلامیہ) کے طلبہ کا ایک جلسہ ہو گا جس میں تقاریر طلبہ ہی کریں گے میری صرف شرکت ہو گی - لیکن ہوا یہ کہ بعد عصر تو ایک جلسہ حیدر آباد یونیورسٹی کے اولڈ کیمپس کے ہال میں ان ہی کی اجازت سے "داس" نامی ایک سندھی ادبی و ثقافتی انجمن کے تحت مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی کی صدارت میں ہوا - جس میں حاضرین کا ذوق و شوق دیکھ کر راقم نے خود ہی کھلے دل سے تقریر کی - مغرب کے بعد مولانا نے اپنے مدرسے میں جلسے کا اہتمام کیا تھا - وہاں بھی شرکاء کی کثرتِ تعداد اور پڑھے لکھے لوگوں کا ایک بڑا اجتماع دیکھ کر تقریر پر خود ہی انشراحِ صدر ہوتا چلا گیا - اُس سے فراغت ہوئی تو معلوم ہوا کہ گلا بالکل بیٹھ چکا ہے اور آواز بمشکل نکل رہی ہے - اور ابھی اُس روز کا اصل جلسہ باقی ہے ! بہرحال جیسے تیسے اصلاً اللہ کی تائید و توفیق کی اُمید کے سہارے اور کسی قدر ادویات سے مدد حاصل کر کے کمر ہمت کس کر لطیف آباد کے لئے روانگی ہوئی - وہاں پہنچ کر جو دیکھا تو فی الواقع "جشن" کا سماں تھا - وسیع و عریض پنڈال جس کے آخر تک نگاہ بمشکل پہنچ رہی تھی - روشنیوں کا سیلاب "پرچم کشائی کی تقریب"، زرق برق ماحول اور "فرزندانِ توحید کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر"، اور اس پورے جشن کا واحد مقرر صرف یہ خاکسار !! ایسے میں تو اگر جان ہونٹوں پر ہوتی تب بھی "احقاقِ حق" اور "ابطالِ باطل" کے لئے اللہ سے ذرا سی مہلت مانگ کر بھی تقریر کی کوشش ضرور کرتا — چنانچہ موضوع وہ لیا جو بظاہر اس قسم کی تقریب کے لئے بالکل "نامناسب" بلکہ "متضاد" تھا - یعنی وہی "نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" — اور بحمد اللہ دو گھنٹے سے زاید تقریر ہوئی اور احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا حق ادا ہو گیا اور پورے مجمع سے کسی اختلافی صدا کا اٹھنا تو درکنار کسی جانب سے کسی لب جنبی تک کا ظہور نہ ہوا -

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم!

جمعہ ۲۲ جنوری کو علی الصبح بذریعہ کار حیدرآباد سے کراچی آنا ہوا۔ جہاں
پی ٹی آئی کے جناب عبدالصمد صاحب کی دعوت پر جامع مسجد عظمٰی میں جمعہ کی نماز
پڑھائی اور قبل از نماز سیرت النبیؐ کے موضوع پر خطاب ہوا۔ وہاں بھی حاضری
ہر حساب سے بالا تھی اس لئے کہ وہ مسجد آبادی کے بیچ میں واقع ہے اور اس تک جانے
کے لئے نہایت ایچ پیچ راستوں سے گذرنا پڑتا ہے! رات کو بعد نماز مغرب جامع
مسجد قدوسی، ناظم آباد بلاک ۲ میں درسِ قرآن کی نشست ہوئی۔ جہاں
سورۂ حجرات کی آیات ۱۱ تا ۱۴ و ۱۵ کا درس ہوا۔ اس میں بھی لوگوں نے نہایت
کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ہفتہ ۲۳ جنوری کو قبل از دوپہر سندھ میڈیکل کالج
میں خطاب ہوا۔ اور سہ پہر کو چیمبر آف کامرس کراچی میں۔ جس کے بارے
میں متعدد لوگوں نے بتایا کہ چیمبر کے زیر اہتمام کسی جلسے میں آج تک اتنی حاضری
نہیں ہوئی ــــ اسی رات کو پی آئی اے سے لاہور آنا ہوا لیکن صرف ایک رات
کے لئے ـ ۲۴ کی شام کو پھر ملتان کے لئے شدِّ رحال ہو گیا۔ جہاں مدرسہ
تعلیم الابرار کے مولانا ابوالحسن قاسمی صاحب کے زیر اہتمام ملتان کارپوریشن کے
جناح ہال میں جلسہ سیرت النبیؐ سے خطاب ہوا۔ جہاں ہال میں تو صدرِ جلسہ جناب
میجر جنرل راجہ سروپ خاں صاحب (ڈی ایم ایل اے) کے بقول واقعۃً "تل دھرنے
کو جگہ نہ تھی" اور ہال کی تنگ دامانی کے باعث بہت سے لوگوں کو نامراد واپس جانا
پڑا۔ اسی رات کو بذریعہ شاہین ایکسپریس ملتان سے ڈہرکی جانا ہوا۔ جہاں EXXON
کے عظیم الشان کھاد کے کارخانے میں ۲۵ جنوری کی شام کو ایک اجتماع
خواتین میں شرکت ہوئی اور رات کو جلسۂ سیرت النبیؐ سے خطاب ہوا۔ اگلی
صبح ڈہرکی سے بذریعہ کار سکھر جانا ہوا۔ جہاں دن بعد نماز ظہر ایک لنچ جیمخانہ کلب
میں ہوا جس میں خاصی تعداد میں شہر کے کاروباری حضرات اور ضلعی افسران شریک
ہوئے۔ (i) عصر تا مغرب ایک تقریر ریلوے ہائی اسکول میں ہوئی اور (ii) بعد
نماز عشاء اللہ والی مسجد، بندر روڈ، میں سیرت النبیؐ پر تقریر ہوئی شرکاء کی
تعداد اور ان کے ذوق و شوق کے باعث سوا دو گھنٹے سے بھی تجاوز کر گئی۔ چنانچہ

بھاگم بھاگ ہی روہڑی ریلوے سٹیشن پہنچا ہوا جہاں تیزگام پلیٹ فارم پر گویا منتظر ملی جس سے ۲۷ جنوری دوپہر کے وقت لاہور واپسی ہوئی!

اور آج ۲۸ جنوری ۸۲ کو جب یہ سطور سپردِ قلم ہو رہی ہیں تو ذہن پر ایک خوف کی سی کیفیت طاری ہے ـــــ کہ کل جمعہ ہے اور پرسوں پھر پشاور اور راولپنڈی و اسلام آباد کے لئے روانگی ہے - واپسی پر دو دن تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلسِ مشاورت کا اجلاس جاری رہے گا - پھر جمعہ آئے گا اور اس کے بعد پھر آزاد کشمیر کے لئے رختِ سفر باندھنا ہوگا ـــــ الغرض ـــــ "چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں ہے!" ـــــ اور ادھر خدا گواہ ہے کہ حال یہ ہے کہ طبیعت تقاریر سے اکتا ہی نہیں گئی شدید بیزار ہو چکی ہے - مولانا امین احسن اصلاحی نے ایک بار بتایا تھا کہ اوائل عمر میں کسی دینی خدمت کے سلسلے میں انہیں کچھ عرصہ رنگون رہنا پڑا تھا تو وہاں روٹی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً مسلسل ڈبل روٹی کھانی پڑی نتیجۃً اس کے بعد ان کی طبیعت ڈبل روٹی کی جانب کبھی مائل نہ ہوئی - کچھ ایسا ہی حال اس وقت تقریروں کے باب میں راقم الحروف کا ہے ـــــ لیکن تقاضوں اور مطالبوں کا سلسلہ ہے کہ بڑھتا جا رہا ہے - اور التجا اور خوشامد کے علاوہ سفارشوں کا سلسلہ بھی چل نکلا ہے ـــــ گویا

ع "رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھیے تھمے!

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں!!"

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا • (القرآن) سورۃ التحریم — بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے

حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُحَاسَبُوْا (الحدیث) — اپنا محاسبہ خود کرتے رہو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ • (الحدیث) — دنیا میں یوں رہو گویا کہ تم پردیسی ہو یا کوئی راہ چلتا مسافر

سالانہ رپورٹ

مرکزی انجمن خُدّام القرآن لاھور

برائے سال ۱۹۸۸ء

(جو ۳۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو انجمن کے سالانہ اجلاس عام میں پیش کی گئی)

جناب صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور معزز اراکین انجمن۔ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سترھویں سالانہ اجلاس عام کے موقع پر اراکین انجمن کو خوش آمدید کہتے ہوئے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی یہ سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۸۸ء آپکی خدمت میں پیش کی جارہی ہے

معزز حضرات! سال ۱۹۷۲ میں اپنی تاسیس کے بعد بحمدللہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے رواں دواں ہے اور جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی زیرنگرانی روزافزوں ترقی کررہی ہے۔ سال زیر رپورٹ میں انجمن کے دائرہ کار کو وسعت دی گئی ہے اور نہ صرف یہ کہ انجمن کے سابقہ شعبہ جات کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ صدر مؤسس کی دینی سرگرمیاں ان کی خرابیٔ صحت کے باوجود تیز تر ہوگئیں بیرون ملک دورے تو اس سال قصداً نہیں کیئے گئے۔ البتہ اندرون ملک تبلیغ قرآن حکیم کے لیے دروس اور دوروں میں اضافہ ہوا ہے۔ بیرون ملک کام کا جائزہ شعبہ بیرون ملک کے زیرعنوان درج کردیا گیا ہے۔ مختلف شعبوں اور دروس قرآن کی جمالی رپورٹ بھی آپ کی اطلاع کے لیے آگے درج کردی گئی ہیں۔

حضرات! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے انجمن کے دستور میں جناب صدر مؤسس کی معاونت کے لیے ایک منتخب مجلس منتظمہ کا اہتمام کیا گیا ہے جس کے ممبران کا انتخاب ہر دو سال بعد خفیہ رائے دہی کے ذریعے عمل میں آتا ہے۔ سال ۱۹۸۸ یعنی عرصہ زیر رپورٹ میں اپریل ۱۹۸۸ میں منتخب کردہ مجلس منتظمہ موجود رہی اور اب تک کام کررہی ہے۔ اس مجلس کے اراکین کا آئندہ انتخاب انشاءاللہ العزیز مارچ / اپریل ۱۹۹۰ میں منعقد ہوگا۔

موجودہ مجلس منتظمہ کے اراکین ما سوائے دو ایک تبدیلیوں کے وہی ہیں جو سال ۱۹۸۶ کے انتخاب میں چنے گئے تھے ۔ البتہ ان کے زیرِ نگرانی شعبہ جات میں حالات اور ضرورت کے تحت تبدیلی ہوتی رہی ہے ۔ موجودہ اراکین کے اسمائے گرامی اور ان کی زیرِ نگرانی شعبہ جات نیچے درج کر دیئے گئے ہیں ۔

اراکین مجلس منتظمہ

حلقہ موسسین اور محسنین ۔

۱ ۔ جناب قمر سعید قریشی صاحب ۲ ۔ جناب شیخ محمد عقیل صاحب
۳ ۔ جناب میاں محمد رشید صاحب ۴ ۔ جناب اقتدار احمد صاحب
۵ ۔ جناب افتخار ملک صاحب ۶ ۔ جناب محمد بشیر ملک صاحب

حلقہ مستقل ارکان ۔

۱ ۔ جناب ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ صاحب ۲ ۔ جناب احسن الدین صاحب

حلقہ عام ارکان ۔

۱ ۔ جناب ڈاکٹر ابصار احمد صاحب ۲ ۔ جناب پروفیسر اختر الحسن بھٹی صاحب
۳ ۔ جناب الطاف حسین صاحب ۴ ۔ جناب مختار احمد خاں صاحب

نامزد ارکان ۔

۱ ۔ جناب ڈاکٹر عبد القیوم صاحب ۲ ۔ جناب لطف الرحمٰن صاحب

انتخاب کے بعد صدر مؤسس نے مندرجہ ذیل منتخب اراکین کو ان کے اسماء گرامی کے سامنے لکھے ہوئے شعبہ جات برائے نگرانی تفویض کر دیئے :۔

۱ ۔ جناب قمر سعید قریشی صاحب — نظامت علیا
۲ ۔ جناب لطف الرحمن صاحب — معتمد
۳ ۔ جناب شیخ محمد عقیل صاحب — نظامت مال
۴ ۔ جناب اقتدار احمد صاحب — مکتبہ نشر و اشاعت

۵ - جناب احسن الدین صاحب محاسب

دوران سال نگران ناظمین کے شعبہ جات حالات کے مطابق تبدیل ہوتے رہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ سے جناب احسن الدین صاحب بطور معتمد کام کر رہے ہیں اور جناب لطف الرحمن صاحب تعلیمی و تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لیے فارغ کر دئے گئے جس کا ذکر اس رپورٹ کے آئندہ صفحات پر کر دیا جائے گا اسی طرح محاسب کے فرائض جناب محمد بشیر ملک صاحب کے سپرد کر دئے گئے

اگست ۱۹۸۸ میں جناب ڈاکٹر عبدالقیوم صاحب نے خرابی صحت کی بنا پر مجلس منتظمہ کی رکنیت سے استعفا پیش کر دیا جسے منظور کر لیا گیا اور ان کی جگہ پر کرنے کے لیے حلقہ محسنین ہی سے ایک دوسرے رکن جناب وقار احمد صاحب کو نامزد کر دیا گیا۔

حضرات! ۱۹۸۸ مجلس منتظمہ کے لیے انتخاب کا سال تھا اس لیے سالانہ اجلاس عام کے موقع پر دیگر ایجنڈا کی تکمیل کے بعد جب انتخاب کا مرحلہ آیا تو حاضرین کی طرف سے کچھ سوالات کیے گئے۔

پروگرام کے مطابق جناب صدر مؤسس کا خطاب بعد از نماز مغرب رکھا گیا تھا لیکن چونکہ نمازِ مغرب میں ابھی کچھ وقت باقی تھا چنانچہ جناب صدر مؤسس نے ان سوالوں کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور یہ محسوس کیا گیا ہے کہ ان خیالات کو وابستگان انجمن کی یاددہانی کے لیے اگر اس رپورٹ میں شامل کر دیا جائے تو انشاء اللہ مفید رہے گا۔

ایک معزز رکن یکے از محسنین انجمن کی جانب سے استفسار کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری دعوت آگے پھیل نہیں رہی ہے آج سے پانچ سال قبل ہم جہاں تھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید اب بھی وہیں کھڑے ہیں۔ اسی کے جواب میں صدر مؤسس نے ارشاد فرمایا:-

میں سمجھتا ہوں کہ یہ تشویش ہم میں سے ہر ایک کے لیے لمحۂ فکریہ ہے اور جو بھی واقعی اور شعوری طور پر اس دعوت کے ساتھ وابستہ ہے یہ سوال اس کے ذہن میں پیدا ہونا فطری امر ہے۔ کہ ہماری رفتار کار کیا ہے؟ ہم اگر کوئی سکیم شروع کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہمیں اسے بعد میں بند کرنا پڑتا ہے؟؟

اس کا ایک بہت ہی مختصر اور جامع جواب یہ ہے کہ میں اعتراف کرلوں کہ میں نااہل ہوں اور میرے اندر اس کام کی صلاحیت کما حقہٗ نہیں ہے ۔ یہ اعتراف اپنی جگہ درست ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ بعض اور احتمالات آپ کے سامنے رکھ دوں ـــــــ کسی بھی مقصد کے لیے کام کرنے والے شخص کی استعداد اور صلاحیّت کے علاوہ اس معاشرے کی کیفیات بھی اپنا کردار ادا کرتی ہیں کہ اس کام کے قبولیت کے لیے ان کا اپنا ردّعمل کیا ہے ۔ یہ تصویر کا دوسرا رخ ہے ۔

انبیائے کرام کی تاریخ اگر ہمارے ذہن میں ہو تو دو انتہائی صورتیں نہایت واضح ہوکر ہمارے سامنے آتی ہیں ، اور جو بھی دین کا کام شروع ہوگا وہ لامحالہ ان دو انتہاؤں میں ہی کہیں نہ کہیں ہوگا ایک انتہا ہے جو ہمیں حضرت نوح علیہ السلام دعوت میں نظر آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں ۔ ان کے خلوص اور اخلاص کے بارے میں کوئی منفی سوچ بھی ہمارے ایمان کو مشکوک بنا دے گی ۔ ایک اللہ کا جلیل القدر پیغمبر ساڑھے نو سو برس تک لوگوں کو اللہ کی دعوت دیتا رہا لیکن وہ معاشرہ اتنا مردہ ثابت ہوتا ہے ۔ اور اپنے آپ کو خیر سے اس قدر مسلوب التوفیق ثابت ثابت کرتا ہے کہ اس معاشرے سے کوئی تعاون انہیں حاصل نہیں ہوتا ۔ ان کی اس جدوجہد کا انتہائی جامع تذکرہ سورۃ نوح میں موجود ہے ۔

دوسری انتہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے اخذ کی جا سکتی ہے کہ کُل بیس برس میں ایک وسیع وعریض خطّہ ارضی میں انقلاب برپا ہوگیا ، وہ تمام مراحل جو کسی بھی انقلاب کے لیے لازمی ولابدی ہیں کل بیس برس میں اپنی انتہا تک پہنچ گئے ، دعوت ، تربیت ، تنظیم ، مدافعاتی مزاحمت ، جارحانہ مزاحمت ، اور مسلح تصادم گویا تمام کے تمام چھ اور ارابیس برس کے عرصہ میں مکمل ہوگئے ۔

مذکورہ بالا دونوں انتہاؤں کو سامنے رکھتے ہوئے میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا دعوت رجوع الی القرآن کا کام اِن دونوں کے مابین ہی ہوگا کسی کے لیے ممکن نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر سبقت لے جائے اور حضرتِ نوح علیہ السلام کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے کہ ساڑھے نو سو برس کی جدّوجہد کا حاصل قرآن حکیم کے الفاظِ مبارکہ کے مطابق ما آمن معه الا قليل (آپؑ پر سوائے چند لوگوں کے کوئی ایمان نہیں لایا) ، ہمیں اپنی جدّ وجہد جاری رکھنی ہے ۔ اپنی غلطیوں اور

کوتاہیوں کے اوپر نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنا سفر جاری رکھنا ہے ——— ہر شخص کو اپنی دینی جدوجہد پر نظر رکھنی چاہیے۔ کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ اور معاشرہ جس رخ پر جا رہا ہے یقیناً اس میں کام کرنے کے لیے چیتے کا جگر چاہیے شاہین کا تجسّس اور زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز کے مصداق جدّوجہد اور پیہم جدّوجہد درکار ہے۔

اگرچہ مجھے خوب احساس ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک لیکن دینی جدوجہد کے لیے اگر ہمیں کوئی مرحلہ درپیش ہے تو بہرحال مثال ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک سے لانی ہوگی۔ مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دس برس کی شدید اور پیہم جدّوجہد کا نتیجہ لگ بھگ ایک سو افراد تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان میں ایک ایک فرد، ہزاروں پر بھاری تھا جبکہ ہجرت مدینہ کے بعد کُل دس سالوں میں جزیرہ نمائے عرب پر اسلام کا غلبہ ہوگیا) لیکن جب آپ کو احساس ہوا کہ مکہ مکرمہ کی سرزمین سے جو افرادی قوت حاصل ہونا تھا وہ ہو چکی ہے تو آپ نے طائف، کا قصد کیا ——— طائف کے تیرہ سردارانِ قبیلہ کے سامنے آپ نے دعوتِ توحید پیش کی، ان کو خبردار کیا اور خوف آخرت پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن نہ صرف سردارانِ طائف بلکہ عوام الناس کی جانب سے بھی جس درجہ مخالفت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو، وہ آپؐ کی زندگی کا سخت ترین دن تھا ——— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو محبوب رب العالمین ہیں اگر ان کے ساتھ اس دینی جدّوجہد میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے تو ہمیں یقیناً اس راہ میں ان موانع کے ساتھ ساتھ معاشرے کی طرف سے عدم تعاون کے لیے تیار رہنا چاہیے اور اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے اور ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضراتِ مکرم! اب میں چاہوں گا کہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے مختلف شعبہ جات کی ایک بہت ہی مختصر رپورٹ آپ کے سامنے پیش کروں جو حسب ذیل ہے۔

ان صفحات میں انجمن کی سال بھر کی کارکردگی کو کسی طور جمع نہیں کیا جا سکتا۔ جو کچھ بھی ہم سے بن آتی ہے وہ 'من جانب اللہ' ہے اللہ تعالیٰ ان تمام اراکین انجمن کو جزائے خیر عطا فرمائے جو اس عظیم مقصد کے لیے انجمن کے ساتھ تعاون فرماتے رہے ہیں۔ (آمین ثم آمین)

مکتبہ انجمن

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تصانیف و تالیفات کی طباعت و اشاعت، دروس قرآن و خطاباتِ عام کی آڈیو وڈیو کیسٹس کی تیاری و تقسیم، ماہنامہ میثاق اور حکمتِ قرآن کی نشر و اشاعت کا کام مکتبہ انجمن کی ذمہ داری ہے۔ عرصہ زیرِ رپورٹ کے دوران مکتبہ کی کارگزاری کی رپورٹ حسبِ ذیل ہے:-

کتب کی طباعت و اشاعت

مکتبہ اس وقت تک جنابِ صدرِ مؤسس اور دیگر مصنفین کی پچاس سے زائد کتب شائع کر چکا ہے جن میں مولانا محمد طاسین صاحب کی حالیہ شائع شدہ کتاب 'مروجہ نظامِ زمینداری اور اسلام' بھی شامل ہے۔ مزید جو نئی کتب شائع کی گئیں اور سابقہ کتب کے جو نئے ایڈیشن شائع ہوئے اُن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نئی کتب

۱ -	قربِ الٰہی کے دو مراتب	۲۲۰۰
۲ -	قافلہ تنظیم منزل بہ منزل	۲۲۰۰
۳ -	جہاد بالقرآن	۵۵۰۰
۴ -	مروجہ نظامِ زمینداری اور اسلام (مجلد)	۱۱۰۰
۵ -	قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں	۵۵۰۰
۶ -	اربعین نبوی	۱۱۰۰

نئے ایڈیشن

۱ -	مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق	۹۰۰۰

۲ -	راہ نجات سورۂ والعصر کی روشنی میں	۱۱۰۰
۳ -	اصلاحی تحریک مع خطبہ نکاح	۵۵۰۰
۴ -	مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب	۲۲۰۰
۵ -	اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۰۰
۶ -	شہید مظلوم	۵۵۰۰
۷ -	سانحہ کربلا	۵۵۰۰
۸ -	معراج النبی	۲۲۰۰

عرصہ زیر رپورٹ میں تین لاکھ گیارہ ہزار سات سو ستائیس روپے کی کتب فروخت ہوئیں —— ماہ رمضان المبارک کے دوران جناب صدر مؤسس کی کتب کا ایک سیٹ تیار کیا گیا جس کی اہم اخبارات کے تمام ایڈیشن میں تشہیر کی گئی۔ اس کے نتیجے میں تین سو سے زائد سیٹ فروخت ہوئے۔

آڈیو/ویڈیو کیسٹس

محترم صدر مؤسس کے دروس قرآن اور خطابات عام پر مشتمل آڈیو ویڈیو کیسٹس اسلام کے انقلابی فکر کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ تین سو سے زائد عنوانات پر مشتمل یہ کیسٹس نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی کثیر تعداد میں پہنچ رہی ہیں اور ان کی مانگ میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے —— آڈیو کیسٹس کی ماسٹر ریکارڈنگ سے لے کر ان کی کاپیاں تیار کرنے تک کے تمام مراحل الحمد للہ مکتبہ ہی کے زیر انتظام انجام پاتے ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں سولہ ہزار چھ صد تیرہ (۱۶۶۱۳) آڈیو کیسٹس تیار کر کے فروخت کی گئیں۔ مانگ میں اضافہ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے میں اس سال سو فیصد زائد کیسٹس فروخت ہوئیں۔ دورہ ترجمہ قرآن کے ستاسی (۸۷) سیٹ اور منتخب نصاب کے (۲۹) انتیس سیٹ فروخت ہوئے —— ویڈیو کیسٹس پر دروس قرآن اور دیگر خطابات عام کی ریکارڈنگ الحمد للہ ہم اپنے انسٹرومنٹ سے کرتے ہیں البتہ کاپیاں فی الحال مارکیٹ سے بنوائی جاتی ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک ہزار ایک سو اٹھانوے (۱۱۹۸) ویڈیو کیسٹس فروخت ہوئیں۔

آڈیو / ویڈیو کیسٹس کی فروخت میں پچھلے سال کے مقابلے میں ایک سو چھیالیس فیصد اضافہ ہوا پچھلے سال دو لاکھ دس ہزار روپے کی کیسٹس فروخت جبکہ اس سال کے دوران پانچ لاکھ سولہ ہزار روپے کی سیل ہوئی۔

ماہنامہ میثاق

ماہنامہ میثاق لاہور عرصہ زیر رپورٹ کے دوران ہر ماہ الحمد للہ باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا ہے۔ پچھلے سال چھ ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا رہا ہے۔ تعداد اشاعت میں اضافے کا جو ہدف پچھلے سال مقرر کیا تھا، حالات کی ناسازگاری کے باعث اسے پورا نہیں کیا جا سکا۔ پورے سال کے دوران تعداد اشاعت میں صرف ایک ہزار کا اضافہ کیا جا سکا ہے ——— پرچہ مالی اعتبار سے خسارے میں چل رہا ہے۔ البتہ اس کا خسارہ اس میں شائع ہونے والے اشتہارات سے پورا ہو جاتا ہے۔ اس سال کے دوران اشتہارات کی مد میں ایک لاکھ انیس ہزار روپے کی آمدنی ہوئی

ماہنامہ حکمت قرآن

ماہنامہ حکمتِ قرآن لاہور قرآن مجید کے علم و حکمت کی اعلیٰ علمی سطح پر نشر و اشاعت میں الحمد للہ اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس سال کے دوران باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ اس کی اشاعت میں بھی کوئی نمایاں اضافہ نہیں کیا جا سکا۔ مالی اعتبار سے پرچہ تاحال خسارے میں چل رہا ہے کیونکہ ایک طرف کاغذ کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف سرکولیشن میں نمایاں ترقی نہیں ہو سکی۔ چونکہ حکمتِ قرآن میں اشتہارات شائع نہیں ہوتے اس لیے اس کا سارا مالی بوجھ ادارہ پر پڑتا ہے۔ انجمن کے ذمہ دار حضرات کو اپنے اپنے حلقوں سے حکمتِ قرآن کے لیے اشتہارات کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

مکتبہ انجمن خدام القرآن لاہور نے عرصہ زیر رپورٹ کے دوران کتب، کیسٹس، میثاق، حکمت قرآن وغیرہ کے ضمن میں لگ بھگ ڈیڑھ ملین روپے صرف کیے جن میں سے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے منافع ہوا جو پچھلے سال کے مقابلے میں تین گنا ہے۔

جز وقتی سیل کاؤنٹر/دارالمطالعہ

مکتبے کی مطبوعات، کیسٹس وغیرہ کی دفتری اوقات کے بعد دستیابی کو ممکن بنانے کے لیے ۱۳ رجولائی ۸۷ کو ایک جز وقتی سیل کاؤنٹر / دار المطالعہ کا آغاز کیا گیا تھا۔ اس کی ضرورت یوں پیش آئی کہ کئی حضرات مکتبہ کے اوقاتِ کار کے بعد مطبوعات و کیسٹس وغیرہ خریدنے کے لیے آجاتے تھے جو سٹاف کے نہ ہونے کے باعث مایوس واپس چلے جاتے۔ ایسے حضرات کی سہولت کے لیے جب یہ کاؤنٹر شروع کیا گیا تو اس کے ساتھ ہی دار المطالعہ / لائبریری کی سہولت بھی فراہم کر دی گئی جہاں مطالعے کے لیے کتب کیسٹس، اخبارات و رسائل فراہم کیے گئے۔

یہ سیل کاؤنٹر / دارالمطالعہ شام کو نمازِ عصر کے فوراً بعد سے نمازِ عشاء کی اذان تک کھلا رہتا ہے اور الحمدللہ پیش نظر مقاصد کو بحسن وخوبی پورا کر رہا ہے ـــــ کیسٹس اور کتب فروخت بھی ہوتے ہیں اور معمولی رقم بطور سیکورٹی جمع کروا کر گھر پر استفادے کے لیے بھی جاری کر دیے جاتے ہیں۔ مقامی آبادی کے بہت سے افراد شام کو دارالمطالعہ میں موجود اخبارات و رسائل سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں ـــــ اس وقت ممبرز کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔

شعبۂ خط و کتابت کورس

اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور ساتھیوں کی دعاؤں سے خط و کتابت کورس بعنوان "قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی" کا پہلا سال بہت ہی احسن طریقے سے اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے شروع میں انجمن کے محدود وسائل کی وجہ سے کورس میں داخلے کے لیے صرف ۱۱۰۰ افراد کی گنجائش رکھی گئی تھی لیکن لوگوں کی بہت زیادہ دلچسپی اور رفقائے تنظیم و اراکین انجمن کی انتہائی محنت اور کوشش سے ابتداء ہی میں شرکاء کی تعداد ۲۱۰۰ تک پہنچ گئی۔

شروع میں انجمن کے محدود وسائل اور انتظامی امور کے مستحکم بنیادوں پر استوار نہ ہونے کے پیشِ نظر داخلے میں جو بندش رکھی گئی تھی لوگوں کے شدید اصرار اور مجلسِ منتظمہ کی خواہش کے پیشِ نظر اس کورس میں حصہ لینے کے لیے مقررہ تاریخ کی مدت کو ختم کر کے اوپن کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی جب چاہے آسانی سے داخلہ لے سکے۔

اس بندش کے ختم ہونے پر داخلے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوگیا اور شرکاء کی تعداد بڑھتی رہی جو تا حال ۳۱۵ تک پہنچ چکی ہے اور اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو امید ہے کہ یہ تعداد انشاء اللہ جلد ہی ایک ہزار تک پہنچ جائے گی ۔ ان شرکاء میں ۲۸۴ مرد اور ۳۱ خواتین ہیں جبکہ تعلیم کے لحاظ سے پچیس فیصد طلباء پوسٹ گریجویٹ ، چالیس فیصد گریجویٹ ، تیس فیصد انٹر اور پانچ فیصد میٹرک ہیں جبکہ بلحاظِ عمر ، ۲۷ فیصد طلباء پچیس سال یا اس سے کم عمر کے ہیں ۔ ۳۵ فیصد طلباء ۲۶ تا ۳۵ سال کے درمیان پندرہ فیصد ۳۶ تا ۴۵ سال کے درمیان اور تیرہ فیصد ۴۶ یا اس زائد عمر کے ہیں ۔ علاقائی تقسیم کے لحاظ سے پنجاب سے سب سے زیادہ تعداد میں طلباء نے شرکت کی جو تقریباً چینسٹھ فیصد بنتے ہیں اس کے علاوہ سندھ سے چودہ فیصد ، سرحد سے گیارہ فیصد ، بلوچستان سے پانچ فیصد اور آزاد کشمیر سے تقریباً چھ فیصد طلباء شامل ہیں ۔

اس کے علاوہ دوسرے ممالک کے رہنے والوں کی سہولت کے پیش نظر برطانیہ، شمالی امریکہ ، سعودی عرب ، متحدہ عرب امارات اور بھارت میں خط و کتابت کورس کے علیحدہ علیحدہ دفاتر بنا دیئے گئے جن کی سرپرستی تو انجمن خدام القرآن لاہور ہی کر رہی ہے لیکن باقی انتظامات انکے اپنے ہوں گے ان ممالک میں بھی اب شرکاء کی تعداد پچاس سے تجاوز کر چکی ہے جن میں سرِفہرست متحدہ عرب امارات (ابوظہبی) اور بھارت ہیں جہاں شرکاء کورس کی تعداد بالترتیب ۱۸ اور ۱۹ ہے

کورس کے تقریباً پینتالیس فیصد شرکاء ایسے ہیں جو پوری مستقل مزاجی کے ساتھ اپنا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان میں سے بھی اکثر ایسے ہیں جو نصف یا اس سے زیادہ اسباق کی تکمیل کر چکے ہیں ۔ بعض حضرات ایسے بھی ہیں جنہوں نے وقت کی کمی کیوجہ سے معذرت کر لی ہے اور کچھ نے ملک سے باہر چلے جانے کی وجہ سے سلسلہ منقطع کر دیا ہے ۔ ان تمام باتوں کے باوجود یہ سلسلہ کافی حد تک تسلی بخش انداز سے چل رہا ہے اور جو ساتھی باقاعدگی سے حصہ لے رہے ہیں انکی کارکردگی بہت بہتر ہے

اس کورس کا اصلی محرک تو انجمن کے وابستگان اور چند دوسرے احباب کا وہ تقاضا ہی تھا جس نے انجمن خدام القرآن کو تعلیم و تعلم قرآن کی وسیع پیمانے پر اشاعت کے لیے اس کی طرف راغب کیا اور اس کورس کو انجمن خدام القرآن کے اغراض و مقاصد کے عظیم سلسلے کی ایک کڑی بنا دیا لیکن اگر بنظرِ عمیق اس کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ہمیں دو باتیں مزید ایسی نظر آئیں گی جو ہمارے لیے باعث

اجر و ثواب اور توشۂ آخرت بن سکتی ہیں۔

اولاً تو یہ کہ اس کے ذریعے سے نبی اکرمؐ کی اس سنتِ مبارکہ کا احیاء عمل میں آیا ہے جو آنحضرتؐ نے خط و کتابت کے ذریعے سے ان علاقوں تک خدا کا پیغام پہنچانے کے لیے سرانجام دی جہاں وہ بنفسِ نفیس نہ پہنچ سکے۔ اس طرح نبی اکرمؐ کی حدیث کا مصداق جس میں فرمایا گیا کہ "من احیی سنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید" کسی نہ کسی درجے میں ہم بھی بنتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس سنتِ مبارکہ پر استقامت عطا فرمائیں اور اس کام کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ثانیاً یہ کہ عیسائیت کی تبلیغ جس کا دار و مدار بھی زیادہ تر خط و کتابت کورسز پر ہے اور اس سلسلے میں ان کے کم و بیش پندرہ سکول اپنے تمام وسائل و ذرائع کے ساتھ سرگرمِ عمل ہیں جن کے زیرِ اہتمام تقریباً ۴۰ خط و کتابت کورسز چل رہے ہیں اور اس کے ذریعے سے وہ مسیحیت کی تبلیغ گھر گھر کر رہے ہیں۔ ان کی اس مساعی کو دیکھتے ہوئے حافظ نذر محمد صاحب نے تعلیم القرآن خط و کتابت سکول کے عنوان سے ایک کام شروع کیا مختلف اقسام کے خط و کتابت کورسز شروع کیے اور اسکے بعد تقریباً تین سال قبل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے بھی اسی نوعیت کے خط و کتابت کورس کا اجراء بعنوان "خطباتِ جمعۂ" کیا۔ ان دونوں کے بعد ہمارا یہ کورس اس نوعیت کا تیسرا ایسا کورس ہے جس میں خلقِ خدا تک خدا کا پیغام وسیع پیمانے پر پہنچانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

البتہ پہلے دونوں کورسز اور ہمارے اس کورس میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ وہ دونوں کورسز مختصر قسم کے دینی لٹریچر یا کتابچوں پر مشتمل ہیں جبکہ ہمارے کورس میں مرکزی حیثیت ان دروسِ قرآن حکیم کو حاصل ہے جو انجمن خدام القرآن کے صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے منتخب نصاب کی شکل میں آڈیو کیسٹس پر محفوظ ہیں۔

آخر میں اس کورس کی نمایاں کامیابی پر خدائے وحدہ لا شریک کا دل کی گہرائیوں سے شکر بجا لاتے ہیں جس نے ہمیں اس نیک کام کی توفیق عطا فرمائی اور اس راستے میں آنے والی تمام مشکلات اور رکاوٹوں کو آسان بنایا اور اس سلسلے میں ہم سے جو خطائیں سرزد ہوئی ہیں ان کے لیے ہم اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہیں۔ ان ساتھیوں کا شکریہ ادا نہ کرنا بھی بہت بڑی ناشکری ہو گی جنھوں

نے اس کام میں ہم سے پورا پورا تعاون فرمایا اور ہر موقع پہ ہماری مدد کی کیونکہ بمصداق حدیث نبوی "من لم یشکر الناس لا یشکر اللہ"۔ جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ کبھی اللہ کا شکر گزار بندہ نہیں بن سکتا۔

شعبہ امور بیرون پاکستان

صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ماضی میں مختلف احباب کی دعوت پر بیرونِ پاکستان بھی قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے پر تشہیر و اشاعت کی غرض سے تشریف لے جاتے رہے ہیں اور انہی دوروں کے نتیجہ میں شمالی امریکہ کی سطح پر پہلے ایس ایس کیو (The Society of Servants of Quran) قائم ہوئی پھر ابوظہبی میں "جمعیت خدام القرآن" کا قیام عمل میں آیا ــــــ حیدرآباد انڈیا میں انجمن خدام القرآن، انڈیا بھی قائم ہوئی بیرون ملک رابطوں اور ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے مرکزی انجمن کے دفاتر میں الگ شعبہ برائے امور بیرون پاکستان قائم کر دیا گیا جس کے ذمہ بیرون پاکستان تمام امور کی نگرانی ڈال دی گئی۔

امریکہ میں ایس ایس کیو کے دفاتر شکاگو اور مشی گن میں قائم ہو چکے ہیں اور نہایت مؤثر طریقہ سے تعلیمات قرآن حکیم پڑھے لکھے طبقہ میں عام کرنے کا کام ہو رہا ہے۔ تقریباً ہر سال صدر مؤسس کو دورہ امریکہ کی دعوت دی جاتی ہے اور اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ سال ۱۹۸۹ اگست میں مشی گن میں تنظیم اسلامی امریکہ کے تعاون سے ایک چھ روزہ "Quranic Summer Camp" منعقد کیا جا رہا ہے جس کے مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر صاحب ہی ہونگے۔ امید ہے کہ اس کیمپ کے نتیجہ میں امریکہ کی دوسری ریاستوں میں بھی کے دفاتر قائم ہو سکیں گے۔ جبکہ رمضان المبارک ۱۹۹۰ء میں دورہ ترجمہ قرآن بزبان انگریزی شکاگو ILLINOIS کے مقام پر طے کیا جا چکا ہے۔ جمعیت (انجمن) خدام القرآن کے دفاتر ابوظہبی کے علاوہ دوبئی، شارجہ اور راس الخیمہ میں بھی قائم ہو چکے ہیں اور راس الخیمہ میں جمعیتہ رجسٹر بھی ہو چکی ہے۔ اسی طرح امارات کی سطح پر جمعیتہ کو رجسٹر کروانے کے لیے کوشش جاری ہے۔ رجسٹر ہو جانے پر انشاء اللہ

دعوت واشاعت کا کام زیادہ موثر طریقہ اور تیزی کے ساتھ پھیلے گا ــــ جمعیت خدام القرآن ابوظبی جہاں ماہانہ قرآنی تربیت گاہیں محترم ڈاکٹر صاحب کی تصانیف کے حوالے سے کامیابی کے ساتھ جاری ہیں ۔ وہاں اس سال رمضان المبارک کے دوران ترجمہ قرآن کا اہتمام بھی زور و شور سے کیا جارہا ہے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ محترم ڈاکٹر صاحب یہ ذمہ داری خود نبھائیں گے ــــ "خط و کتابت کورس" کے مقامی شعبہ کا اہتمام امارات کی سطح پر الگ سے کر دیا گیا ہے ۔ جبکہ اسی طرح انجمن خدام القرآن انڈیا بھی اپنی سطح پر خط و کتابت کورس کا آغاز کر چکی ہے ۔ اور کورس میں شامل کتب کی اشاعت کا اہتمام بھی مقامی طور پر کیا جارہا ہے ــ مرکز میں ضرورت محسوس کرتے ہوئے طے ہوگیا ہے کہ خط و کتابت کورس انگریزی میں بھی شروع کیا جائے ۔ امید غالب ہے کہ سال رواں ہی میں اس کا آغاز بھی ہو جائے گا ۔

ایک خصوصی مہم کے دوران ماہنامہ میثاق اور حکمت قرآن کی بیرون پاکستان کھپت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے ــــ جبکہ کتب و کیسٹس (آڈیو + ویڈیو) کی سیل میں گذشتہ سال کی نسبت تین گنا اضافہ ہوا ہے کیسٹس کے ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جو کیسٹس (CASSETTES) مرکزی مکتبہ سے فروخت ہوتی ہیں وہ باہر جا کر بطور ماسٹر استعمال کی جاتی ہیں ۔ اور اس طرح کوئی حساب نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن حکیم کا عظیم خزینہ کہاں کہاں اور کتنی مقدار میں پہنچ چکا ہے ۔

شعبہ حفظ قرآن

الحمد للہ قرآن اکیڈمی کا یہ شعبہ بہت کامیابی کے ساتھ ترقی کی جانب رواں دواں ہے ۔ قاری محمد سعید صاحب جو جامعہ مدنیہ کے سابق استاذ تھے ، ہمارے اس شعبہ کے انچارج ہیں اور انتہائی خلوص اور تندھی کے ساتھ اسی خدمت قرآنی میں مصروف ہیں ــــ ایک خاص بات عرصہ زیر رپورٹ کی یہ ہے کہ چار ایسے طلباء نے حفظ قرآن مکمل کیا ہے جن کے والدین معاش کی خاطر بیرون پاکستان مقیم ہیں ۔ دو طلباء امریکن نیشنل ہیں ، ایک طالبعلم انگلینڈ نیشنل ہے اور ایک طالبعلم کینیڈین نیشنل ہے ۔ گویا قرآن اکیڈمی کے اسی شعبے کی کارکردگی اس درجہ اطمینان بخش ہے کہ بیرون پاکستان سے بعض حضرات نے اپنے بچوں کو حفظ کرانے کے لیے اکیڈمی بھیجا ہے ۔

سال ۸۹ ۔ ۱۹۸۸ کے دوران الحمد للہ سات طلباء نے حفظ قرآن مکمل کیا ہے ۔ اگرچہ

طلباء کی اوسطاً تعداد ۵۰ رہی ۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے تفصیل ذیل میں درج کی جا رہی ہے ۔

	طلباء کے نام	عمر بوقت تکمیل حفظ	اسکول کی تعلیم	عرصہ برائے تکمیل حفظ
۱	حافظ عاصم احمد نیاز	۱۲ سال	چھٹی کلاس	ساڑھے گیارہ ماہ
۲	حافظ محمد ندیم	۱۱ سال	پانچویں کلاس	۱۴ ماہ
۳	حافظ محمد مشتاق	۱۱ سال	پانچویں کلاس	۱۶ ماہ
۴	حافظ حسیب احمد	۱۲ سال	چھٹی کلاس	۱۸ ماہ
۵	حافظ فواد احمد	۷ سال ۹ ماہ	——	۳ سال
۶	حافظ محمد ہارون	۱۰ سال	——	۲ سال ۶ ماہ
۷	حافظ ذیشان	۱۳ سال	چھٹی کلاس	۲ سال ۶ ماہ

علاوہ ازیں تین مزید طلباء نے تکمیل حفظ کیا ہے لیکن یہ شعبہ حفظ میں داخلے سے قبل مختلف مدارس سے کچھ نہ کچھ حفظ کر کے آئے تھے ۔

روزانہ شام عصر تا عشاء مسجد قرآن اکیڈمی میں ناظرہ کی تعلیم جاری رہی ہے ۔ جن میں اوسطاً ۲۵ بچے شریک رہتے ہیں ۔

تعلیمی و تدریسی سرگرمیاں

قارئین کو یاد ہوگا کہ قرآن اکیڈمی میں تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز فیلوشپ اسکیم سے ہو گیا تھا ۔ جن شرکاء نے اس اسکیم میں شرکت فرمائی ، ان کو دو سال میں درسِ نظامی کے نصاب کا ایک جامع خلاصہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی پختہ بنیاد فراہم کر دی گئی ۔ جامعہ اشرفیہ کے فارغ التحصیل جناب الطاف الرحمٰن بنوی صاحب اس اسکیم کے مدرس تھے ۔

قرآن کالج

۱۹۸۷ء کے وسط میں قرآن کالج کا آغاز کیا گیا تھا ۔ ۱۹۱ ۔ اے اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں پانچ کنال پر مشتمل ایک قطعہ ارضی اس مقصد کے لیے ایل ڈی اے سے حاصل کیا گیا تھا ۔ اوائل

۱۹۸۷ میں تعمیر کا آغاز کر دیا گیا یاد رہے قرآن کالج کا افتتاح حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ نے کیا تھا۔ قرآن کالج میں داخلہ پانے والے نوجوانوں نے قرآن اکیڈمی کے کلاس رومز میں تعلیم کا آغاز کر دیا تھا ــــ ۱۹۸۸ میں نئے سال کے داخلے عمل میں آئے کل ۲۶ نوجوانوں نے سالِ اوّل میں داخلہ لیا۔ الحمدللہ قرآن کالج کے سالِ اوّل اور سالِ دوم کی تعلیمی سرگرمیاں اطمینان بخش ہیں۔ جناب حافظ احمد یار صاحب سابق استاذ شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی، اپنے عمر بھر کے تجربے کا عربی زبان اور ترجمۂ قرآن حکیم کی شکل میں نوجوان طلباء میں منتقل کر رہے ہیں۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ سالِ اوّل میں ۲۴ طلباء اور سالِ دوم میں ۱۶ طلباء شریک ہیں۔

ایک سالہ تعلیمی و تربیتی کورس

صدرِ مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اگرچہ اعلان فرما چکے تھے کہ دو سالہ تعلیمی و تدریسی کورس آئندہ کے لیے ختم کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن بعض نوجوانوں کی خواہش، اور خود ڈاکٹر صاحب کی بعض نوجوانوں کے بارے میں شدید خواہش کے پیشِ نظر ۱۹۸۸ کے اواخر میں ایک سالہ تعلیمی کورس کا آغاز کیا گیا۔ ابتداءً ۳۰ نوجوانوں نے اس میں شرکت اختیار کی جن میں ڈاکٹرز انجینیرز اور کئی گریجوایٹس شامل تھے۔ اِن طلباء میں ایک نوجوان ایسے بھی تھے جو امریکہ سے اسٹرکچرل انجینیرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آئے اور نمایاں کامیابی کے ساتھ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھے ہوتے ہیں ــــ فی الوقت اس کورس میں شریک طلباء کی تعداد ۱۶ ہے۔

تدریس عربی کی ایوننگ کلاس

قرآن اکیڈمی میں تعلیمی سلسلے کی ایک اور کڑی کا آغاز شام (مغرب تا عشاء، ہفتے میں پانچ دن کی عربی تعلیم و تدریس کی شکل میں ہوا۔ قرآن اکیڈمی کی عربی تدریس کی اب تک کی تاریخ کا یہ کامیاب ترین تجربہ تھا۔ ہر طالب علم سے مبلغ ایک صد روپے داخلہ فیس وصول کی گئی (جو ایک نیا تجربہ تھا) تقریباً ۳۵ طلباء انتہائی باقاعدگی کے ساتھ اس کلاس میں لگ بھگ تین ماہ تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعد میں یہ تعداد گھٹ گئی اور تقریباً ۲۰ طلباء نے یہ کورس مکمل کیا۔

جنرل کلینک

سال ۱۹۸۸ کے دوران الحمدللہ خدمتِ خلق کے اس پہلو سے بھی انجمن خدام القرآن کے زیراہتمام جنرل کلینک باقاعدگی کے ساتھ مصروف رہی ہے۔

شام عصر تا عشاء کے اوقات اس کلینک کے لیے مخصوص ہیں۔ ڈاکٹر نجیب الرحمٰن جو ایران کے ایک سرکاری ہسپتال میں سات سال ریذیڈنٹ میڈیکل آفیسر رہے ہیں، اس کلینک کے انچارج ہیں۔

بہت معمولی ادائیگی کے عوض جنرل کلینک سے ادویات مریضوں کو فراہم کی جاتی ہیں۔ اوسطاً دو دن کی ادویات کے دس روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ تاہم اگر مہنگی ادویات مریض کے لیے ضروری ہوں تو اس کی رقم علیحدہ سے چارج کی جاتی ہے۔

شعبہ امراضِ چشم، کے نام سے آؤٹ ڈور بھی اس کلینک کا ایک حصہ ہے۔ ڈاکٹر عارف رشید اس شعبہ کے انچارج ہیں۔ اس شعبہ سے متعلق تمام میڈیکل آلات ایک صاحبِ خیر کی جانب سے مہیا کر دیئے گئے تھے۔

قرآن اکیڈمی لائبریری

قرآن اکیڈمی لائبریری کے قیام کا مقصد اکیڈمی کے طلباء، اساتذہ، ریسرچ فیلوز اور وابستگان انجمن اور تنظیم اسلامی کے لیے علمی مواد کی فراہمی ہے۔ یہ لائبریری قرآن اکیڈمی بیسمنٹ میں ۱۹۸۶ء سے کام کر رہی ہے۔ یہاں پر روزانہ قارئین کی بڑی تعداد کی آمد و رفت رہتی ہے، جو اخبارات و رسائل اور دیگر کتب سے مستفید ہوتی ہے۔ سال گذشتہ (۱۹۸۸ء) کی رپورٹ کارکردگی مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ کتب

لائبریری کے مجموعہ کتب کا بڑا حصہ محترم صدر مؤسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد اور ڈاکٹر

شیر بہادر خان نیازی مرحوم کے عطیات پر مشتمل ہے۔ بوقتِ ضرورت بعض کتب بازار سے بھی خریدی جاتی ہیں۔

لائبریری کے داخلہ رجسٹر کے مطابق ۱۹۸۸ء کے دوران لائبریری کے ذخیرہ میں ۲۷۵ کتب کا اضافہ ہوا جن میں سے اکثر کتب محترم ڈاکٹر صاحب کی طرف سے عطا ہوئیں۔ جبکہ بعض کتب لائبریری کو براہ راست ناشرین یا دیگر اہل خیر حضرات کی طرف سے موصول ہوئیں۔ سال کے دوران خریدی جانے والی کتب کی تعداد تقریباً ستر ۷۰ ہے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء تک لائبریری کی کتب کا مجموعی ذخیرہ ۳۵۵۰ تک پہنچ گیا ہے۔

اجرائے کتب

اس سال کے دوران لائبریری سے ۱۱۰۰ کتب و رسائل کا اجراء عمل میں لایا گیا۔ جبکہ لاتعداد حضرات نے لائبریری میں آکر کتب و رسائل سے استفادہ کیا۔

استفادہ

لائبریری سے رکن و غیر رکن مرد حضرات استفادہ کر سکتے ہیں۔ البتہ اجرائے کتب صرف رکن حضرات تک ہی محدود ہے۔ تاہم ارکان کی معرفت بھی کتب کا اجراء عمل میں آیا۔ علاوہ ازیں غیر رکن حضرات جو لائبریری سے علمی و تحقیقی مقاصد کے لیے استفادہ کرنا چاہتے ہوں، ان سے ہر ممکن تعاون اور ان کی بساط بھر رہنمائی بھی کی گئی۔ اس مقصد کے لیے بعض حضرات نے مختلف موضوعات پر لائبریری سے خط و کتابت بھی کی جس کا تسلّی بخش جواب دیا گیا۔

رسائل و جرائد

لائبریری میں موصول ہونے والے سالانہ، ششماہی، سہ ماہی، دوماہی، ماہانہ، پندرہ روزہ اور ہفت روزہ رسائل و جرائد کی مجموعی تعداد ۱۲۰ ہے، چند ایک غیر معیاری رسائل کے سوا باقی تمام رسائل و جرائد کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ ڈاک سے موصول نہ ہونے یا کسی وجہ سے گم ہوجانے والے شمارے دوبارہ منگوانے کے لیے خطوط ارسال کیئے جاتے ہیں۔ لائبریری کے رسائل و جرائد کا وضاحتی چارٹ ذیل میں دیا گیا ہے۔

	سال کے دوران								
	اضافہ	کمی	موجودہ تعداد	ملکی	غیر ملکی	اردو	انگریزی	عربی	فارسی
سالنامے	۵	-	۵	۳	۲	۴	-	۱	-
ششماہی	۱	-	۳	۲	۱	۲	۱	-	-
سہ ماہی	۴	۳	۸	۷	۱	۵	۳	-	-
دوماہی	۲	-	۲	۲	-	۲	-	-	-
ماہنامے	۳۳	۱۳	۸۰	۶۰	۲۰	۵۹	۱۳	۱	۷
پندرہ روزہ	۱	-	۵	۳	۲	۴	-	۱	-
ہفت روزہ	۵	۱	۱۷	۱۵	۲	۱۶	۱	-	-
مجموعہ	۵۱	۱۷	۱۲۰	۹۲	۲۸	۹۲	۱۸	۳	۷

اکثر و بیشتر رسائل و جرائد "میثاق" یا "حکمت قرآن" کے تبادلہ میں اور چند ایک اعزازی طور پر موصول ہوتے ہیں۔ اس سال لائبریری میں آنے والے رسائل کی تعداد میں ۳۴ پرچوں کا اضافہ ہوا۔ کچھ رسائل کے ساتھ ان کی خواہش پر اور بعض معیاری علمی رسائل سے اپنی درخواست پر میثاق / حکمت قرآن کا تبادلہ کیا گیا۔

مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے انجمن یا تنظیم کی دعوت یا نظریات سے براہ راست متعلق مضامین کو فوٹوسٹیٹ کرواکر فائل بند کیا جاتا ہے۔

رسائل و جرائد کی جلد بندی

لائبریری کے مسلمہ اصولوں کے مطابق کتب خانے میں موصول ہونے والے رسائل و جرائد کی سال بھر کی مکمل فائلیں تحقیقی مقاصد کے لیے مرتب کی جاتی ہیں اور جلد مکمل ہونے پر انہیں مجلد کرواکر لائبریری کے مستقل ذخیرہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی رسائل کی جلدیں تیار کروائی گئیں ان تمام جلدوں کی تعداد ۳۰۰ ہے جن میں سال ۸۷ء کے علاوہ پچھلے چند سالوں کی فائلیں بھی شامل ہیں۔ ان رسائل میں سے بعض کی جلدیں نامکمل تھی لہٰذا ان رسالوں کے ناشرین کو اس ضمن میں خطوط ارسال کیے گئے جن کے حوصلہ افزا جوابات بھی موصول ہوتے۔

اخبارات

لائبریری میں موصول ہونے والے روزنامہ اخبارات سے متعلق معلومات مندرجہ ذیل ہیں۔

	لاہور	کراچی	اسلام آباد	کل تعداد
اردو	۵	۲	-	۷
انگریزی	۱	۱	۱	۳
مجموعی تعداد				۱۰

ماسوائے ایک اردو روزنامے (وفاق) کے، جو اعزازی طور پر حاصل ہوتا ہے، باقی تمام اخبارات خریدے جاتے ہیں، اخبارات کی کم از کم چھ ماہ کی مرتب فائلیں محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ نیز اخبارات کے جمعہ میگزین اور اہم ایڈیشنوں کی فائلیں الگ سے ترتیب دی جاتی ہیں۔

تمام اخبارات میں سے انجمن اور تنظیم کی دعوت سے متعلق خبریں اور مضامین، نیز اہم ملی مسائل سے متعلق اور دیگر تحقیقی و علمی مضامین کاٹ کر ان کے تراشے سادہ کاغذ پر چپکا کر فائلوں میں محفوظ کیے جاتے ہیں۔ اس سال مجموعی طور پر تقریباً دو ہزار اخباری تراشے کاٹے گئے۔

ویڈیو فلمیں

لائبریری میں وقتاً فوقتاً دینی اور علمی موضوعات پر ویڈیو فلمیں دکھانے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک رنگین ٹیلیویژن لائبریری میں موجود ہے۔ اس سال محترم ڈاکٹر صاحب کے خطابات کے علاوہ شیخ احمد دیدات کے خطابات اور دیگر معلوماتی فلمیں دکھائی گئیں۔

درجہ بندی اور فہرست سازی

کتب کی باقاعدہ درجہ بندی (CLASSIFICATION) اور فہرست سازی (CATALOGUING) کا کام ۱۹۸۷ء کے وسط میں شروع کیا گیا تھا۔ اس مقصد کے لیے بین الاقوامی نظام درجہ بندی (D.D.C) اور مختلف لائبریریوں کے نظام ہائے درجہ بندی

سے مدد لیکر ایک جامع سکیم تیار کرلی گئی تھی ۔ اور اس کی روشنی میں کتب کی درجہ بندی اور فہرست سازی کے کام کا آغاز ہوا ۔ ۱۹۸۷ء کے آخر تک اس کام کا دو تہائی حصہ مکمل ہو چکا تھا لیکن ۱۹۸۸ء کے دوران اس ضمن میں خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہو سکی ۔ اس کی وجہ ناظم لائبریری کی شعبہ ادارت میں منتقلی تھی جس کے نتیجے میں اسسٹنٹ لائبریرین دفتری امور اور روزمرہ کے معمولات کی وجہ سے اس طرف مناسب توجہ نہیں دے سکے ۔

کیٹلاگ کارڈز کی تیاری

۸۷ء کے دوران جن کتب کی درجہ بندی کرکے ان کی کیٹلاگ سلپیں تیار کرلی گئی تھیں ۔ ان کی مدد سے کیٹلاگ کارڈز تیار کروانے کے کام کا آغاز ہوا ۔ اولاً کارڈز کی کتابت شروع کروائی گئی لیکن کتابت کے اخراجات کی زیادتی کے پیش نظر کتابت کی بجائے کارڈز کی ٹائپ کاری کو ترجیح دی گئی اور یہ کام ایک ماہر ٹائپسٹ کے تعاون سے جاری ہے ۔ کیٹلاگ کارڈز کی تیاری کے ساتھ ساتھ انہیں پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ کیٹلاگ کیبنٹ میں ترتیب دیا جانا ضروری ہوتا ہے ۔

کیٹلاگ کیبنٹ بنوانے کے لیے مختلف لائبریریوں میں جاکر ان کے کیٹلاگ کیبنٹس کا معائنہ کیا گیا اور ماہرین سے مشورے بھی حاصل کئے گئے ہیں ۔ اور اسی سلسلہ میں مناسب رفتار کے ساتھ کام جاری ہے ۔

کتب کی تدخین

ماہرین لائبریری سائنس کے نزدیک کتابداری ایک مشکل ترین اور پیچیدہ کام ہے ۔ اگر لائبریری کی کتب کی خصوصی دیکھ بھال نہ کی جائے تو یہ علمی سرمایہ ناکارہ اور ضائع بھی ہو سکتا ہے ۔ اس کی بڑی وجہ کتب پر نمی کے اثرات سے ان کا دیمک زدہ اور کرم خوردہ ہو جانا ہے ۔ ۱۹۸۸ء کے دوران چند کتب اس کا شکار بھی ہوئیں مگر بروقت سراغ لگ جانے سے ان کو دیگر کتب سے علیحدہ کر دیا گیا ۔ متاثرہ کتب کو عمل تدخین (FUMIGATION) سے گذارنے کے لیے لاہور عجائب گھر کے ماہرین سے رابطہ قائم کیا گیا ۔

بقیہ: صفحہ ۶۴ سے آگے

اس کی مفصل داستان تو راقم ۱۹۷۶ء میں سپردِ قلم کر چکا ہے، اب اسے دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں، سوائے ایک اہم نکتہ کی وضاحت کے جس پر اس تحریر کا اختتام کیا جا رہا ہے۔ وہ معاملہ ہے انجمن کے دستور میں راقم کی حیثیت اور بالخصوص اس کی مجلس منتظمہ کے فیصلوں کے ضمن میں حقِ استرداد (ویٹو) کا۔ اس معاملہ میں مولانا جدید جمہوری تقاضوں کے شدت کے ساتھ قائل ہیں، راقم بھی اگرچہ حکومتی اور ریاستی سطح پر اسی کا قائل ہے لیکن جماعتی اور تحریکی سطح پر اسے نہ لازم سمجھتا ہے نہ قابلِ عمل۔ اس ضمن میں راقم نے اپنی رائے کو، بحمداللہ، پوری وضاحت اور صراحت کے ساتھ ۱۹۷۲ء میں انجمن کی تاسیس کے مرحلے ہی پر بیان کر دیا تھا۔ چنانچہ درج ذیل تحریر انجمن کے مجوّزہ دستور کے ساتھ ہی جولائی ۷۲ء کے 'میثاق' میں بھی شائع ہو گئی تھی اور بعد میں دستورِ انجمن کے ساتھ بھی شائع ہوتی رہی:

> "دوسرا اعتراض جو اس جمہوریت نواز بلکہ جمہوریت پرست دور میں انجمن کے مجوّزہ خاکے کے بارے میں پیدا ہونا لازمی ہے یہ ہے کہ اس میں صدر مؤسّس کی حیثیت تحکمانہ ہی نہیں آمرانہ ہے۔ اس ضمن میں ہم اس اعتراف میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ ہمارے نزدیک کسی دینی خدمت خصوصاً احیائی کوشش کے لئے جو بھی انجمن یا ادارہ وجود میں آئے یا جماعت یا تنظیم قائم ہو اس کا نظم اسی نوعیت کا ہونا چاہئے۔
>
> وجہ اس کی یہ ہے کہ اس طرح کی کسی بھی کوشش کا آغاز بالعموم اسی طرح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد کے دل میں اس کام کے لئے ایک شدید داعیہ بھی پیدا فرما دیتا ہے اور اس سلسلے میں موجود الوقت ظروف و احوال کی مناسبت سے اسے کسی خاص طریقِ کار اور منہجِ عمل کے لئے انشراحِ صدر بھی عطا فرما دیتا ہے، تب یہ فرد اس کام کو لے کر اٹھتا ہے اور لوگوں کو اس کی طرف بلاتا ہے اور صلائے عام دیتا ہے کہ "مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ؟" [1] چنانچہ جن لوگوں کو اس کے خیالات سے اتفاق اور خود اس پر شخصی اعتبار سے فی الجملہ اعتماد ہوتا ہے وہ اس کے

---

[1] سورۃ صف آیت نمبر 14 "کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں!"

گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اسے آپ سے آپ ان لوگوں کی رہنمائی کا منصب حاصل ہو جاتا ہے۔

اب صاف اور سیدھی سی صورت یہی ہے کہ اس حقیقت کو خود بھی قبول کیا جائے اور اسی کا اعلانِ عام بھی ہو تاکہ جو بھی آئے اس صورت کو ذہناً قبول کر کے آئے اور بصورتِ دیگر اپنے لئے کوئی اور راہ تجویز کرے۔ یہی وجہ ہے کہ امّتِ مسلمہ کی تاریخ کے دوران میں جو احیائی کوششیں ہوئیں ان سب کا کم از کم "تحریکِ شہیدین" کے زمانے تک تو نظم یہی رہا ہے کہ ایک شخص بحیثیتِ داعی اٹھتا ہے اور جو لوگ اس کے گرد جمع ہوتے ہیں وہ آپ سے آپ ایک جماعت بن جاتے ہیں۔ نہ کوئی شرائطِ رکنیت ہوتی ہیں نہ فارم داخلہ' نہ کہیں "پانچ سالہ" انتخاب کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے نہ ہی 'امیر' اور 'شوریٰ' کے درمیان اختیارات کی تقسیم کے لئے پیچ در پیچ فارمولے ایجاد کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی 'استعفیٰ' یا 'اخراج' کے لئے کوئی ضابطہ بنایا جاتا ہے۔ بلکہ ایک شخص اپنے ذاتی احساسِ فرض کے تحت کام کا آغاز کر دیتا ہے۔ پھر جس جس کو اس کے خیالات سے اتفاق اور اس کی ذات پر اعتماد ہوتا ہے اس کا ساتھ دیتا رہتا ہے اور جونہی یہ دونوں —— یا ان میں سے کوئی ایک بات موجود نہیں رہتی اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنا راستہ لیتا ہے اور خواہ مخواہ "هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ"[1] کے قسم کے قضیے کھڑے کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ یہ بالکل دوسری بات ہے کہ وہ داعی اگر واقعی مخلص ہے اور خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے اور "وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا"[2] کا مصداق بننے کا شوقین نہیں تو اس کے لئے لازم ہے کہ جماعت میں شورائیت کا ماحول قائم رکھے۔ تاکہ اطمینان و اعتماد کی فضا برقرار رہے۔

ہم اس بات کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس معاملے میں ہمارا ذہن بالکل

---

[1] سورۂ آلِ عمران آیت نمبر 154 " **اختیارات میں ہمارا بھی کوئی حصہ** ہے یا نہیں!

[2] سورۂ نحل آیت نمبر 92 "اس عورت کے مانند نہ بن جاؤ جس نے مضبوطی کے ساتھ کاتے ہوئے سوت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا!"

یکسو ہے۔ ہم نے مجوزہ انجمن کے لئے قواعد و ضوابط کا یہ تھوڑا سا جھنجھٹ بھی صرف اس لئے مول لیا ہے کہ ایک تو یہ جماعت نہیں انجمن ہے اور دوسرے اس کی لامحالہ کچھ جائیداد بھی ہو گی جس کی تولیت کا معاملہ خالص قانونی ہے، ورنہ اگر خدا نے چاہا اور کسی ہمہ گیر دعوت کے آغاز کی توفیق بارگاہِ ربّ العزت سے ارزانی ہو گئی تو اس کا معاملہ انشاء اللہ خالصتاً اس نہج پر ہو گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے تعلیم و تعلّمِ قرآن کے جس کام کا علم اٹھایا ہے اس کی ابتداء بھی اسی فطری نہج پر ہوئی تھی کہ ایک شخص کے دل میں اس کا داعیہ پیدا ہوا اور اسے کامل انشراح ہو گیا کہ فی الوقت "کرنے کا اصل کام" یہی ہے (کہ جا این جا است!) چنانچہ اس نے تن تنہا سفر کا آغاز کر دیا۔ تا آنکہ اب صورت یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے اس کی نصرت پر کمرِ ہمت کس لی ہے۔ اس فطری صورتِ حال کو صرف موجود الوقت رجحانات کے دباؤ کے تحت 'جمہوری' رنگ دینا نہ صرف یہ کہ ایک خواہ مخواہ کا تکلّف اور تصنّع ہے بلکہ خدشہ یہ ہے کہ اس طرح تمام وقت قواعد و ضوابط کی خانہ پُری اور حدود و اختیارات کی رسّہ کشی کے نذر ہو کے رہ جائے گا اور کام کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ بنابریں ہم نے وہی راستہ اختیار کیا ہے جو مطابقِ واقعہ بھی ہے اور کام کی مقدار اور رفتار کے اعتبار سے موزوں تر بھی! اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص و اخلاص کی دولت عطا فرمائے اور ہمیں اپنے دین کی بالعموم اور اپنی کتابِ عزیز کی بالخصوص خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ خاکسار اسرار احمد۔"

راقم الحروف نے حال ہی میں 'میثاق' (مارچ ۸۹ء) میں ایک بحث کے ضمن میں یہ اقتباس درج کرنے کے بعد عرض کیا ہے کہ :

"الحمد للہ کہ ہمیں اپنی اس رائے کی صحت پر جس قدر اعتماد اس وقت تھا اس سے کم از کم دہ چند انشراح اب حاصل ہے..... اس لئے کہ ہمارے نزدیک :

(ا) یہی طریقہ معقول اور منطقی بھی ہے، اور

(ب) سادہ اور فطری بھی، ..... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ

(ج) مسنون و ماثور بھی ہے..... (بلکہ 'منصوص' بھی!) ......"

راقم اس امر پر اللہ کا جتنا شکر ادا کرے کم ہے کہ اس تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ اپنے اس بندۂ حقیر کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ اپنے اس تصوّر کے مطابق اوّلاً انجمن اور بعد ازاں تنظیم اسلامی کو بالفعل قائم کرنے میں، خواہ ادنیٰ درجہ ہی میں سہی، کامیاب رہا، بلکہ اس رائے کی صحت و برکت کا یہ عملی مظہر بھی دنیا کے سامنے پیش کر دیا کہ بحمد اللہ مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کی سترہ سالہ تاریخ کے دوران کوئی اکھیڑ پچھاڑ اور دنگا فساد تو در کنار سوائے چند منٹوں پر مشتمل دو مواقع کے، کبھی باہمی گفتگو میں تلخی کا انداز بھی پیدا نہیں ہوا اور تمام امور ہمیشہ نہایت خوشں اسلوبی اور اتفاقِ رائے سے طے ہوتے رہے، اور ویٹو کے استعمال کی کبھی نوبت ہی نہیں آئی — اسی طرح تنظیم اسلامی میں چودہ سال کے دوران اکّا دکّا رفقاء نے تو علیحدگی اختیار کی، بحمد اللہ کبھی کسی ’دھماکے‘ کی نوبت نہیں آئی)

آخر میں اس اظہارِ تشکر کے ساتھ کہ ” اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ “ اس دعا پر اس تحریر کا اختتام کیا جا رہا ہے کہ ” رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ وَتَقَبَّلْ مِنَّا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْمُتَقَبِّلِيْنَ “! آمین یا ربَّ العٰلَمِیْن !!

خاکسار اسرار احمد

۲۳ / مارچ ۱۹۸۹ء

نشر القرآن کیسٹ سیریز ۲۱ کے

ماڈل ٹاؤن لاہور

دین کے انتہائی اہم اور بنیادی موضوع

حقیقت و اقسامِ شرک پر ڈاکٹر اسرار احمد

کے ایک ایک گھنٹے کے چھ لیکچرز جو C-60 کے چھ کیسٹوں میں دستیاب ہیں

ہدیہ پاکستانی کیسٹ -/۱۰۰ روپے (جاپانی کیسٹ) -/۱۹۰ روپے مع محصول ڈاک

تین سو سے زائد عنوانات پر مشتمل فہرست طبع شدہ موجود ہے۔ خط لکھ کر طلب فرمائیں

ڈاکٹر اسرار احمد کے ذاتی اشاعتی ادارے

کے مقصد کی وضاحت پر مشتمل خوشنما بلاک جو ماہنامہ میثاق کے کور پر چھپا کرتا تھا

دارالاشاعت الاسلامیہ لاہور

کا مقصد

عُلومِ قرآنی کی عُمومی نشرواشاعت

ہے : تاکہ

① عوام کی توجہّات قرآن حکیم کی جانب مُنعطف ہوں، ذہنوں پر اُس کی عظمت کا نقش قائم ہو، دلوں میں اُس کی محبّت جاگزیں ہو ـــــــ اور اس کی جانب ایک عام التفات پیدا ہو جائے۔

② بہت سے ذہین اور اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والے نوجوان بھی اس سے متعارف ہوں اور اُن میں سے کچھ تعداد ایسے نوجوانوں کی بھی نکل آئے جو اس کی قدر و قیمت سے اس درجہ آگاہ ہو جائیں کہ پُوری زندگی اس کے علم و حکمت کی تحصیل اور نشر و اشاعت کیلئے وقف کر دیں۔

تاکہ

ایک عظیم الشان قرآن اکیڈمی کے قیام

کی راہ ہموار ہو سکے!

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

تقابل کے لیے پُشت پر ملاحظہ ہو انجمن کے قیام کا مقصد!

یہ ادارہ ۱۹۶۶ء میں قائم ہوا تھا اور ۱۹۷۲ء میں انجمن کی تاسیس تک قائم رہا

APRIL 1989 Regd No. L. No. 8193

[MO]NTHLY
[H]IKMAT_E_QURAN
[L]AHORE

VOL.8
NO.3 &4

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاھور

کے قیام کا مقصد

منبع ایمان ـــــ اور ـــــ سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے علم و حکمت کی

وسیع پیمانے ـــــ اور ـــــ اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ اُمّتِ مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدیدِ ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور اس طرح

[ا]سلام کی نشاۃِ ثانیہ ـ اور ـ غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ